Rs 25-0-

JĀMI'U'L-QAWĀNĪN

AN URDU GRAMMAR

WITH

CHAPTERS ON RHETORIC AND PROSODY

BY

THE REV. CANON SELL D.D. M.R.A.S.
Fellow of the University of Madras

TENTH EDITION

SOLD AT THE
S. P. C. K. DEPOSITORY, VEPERY
MADRAS
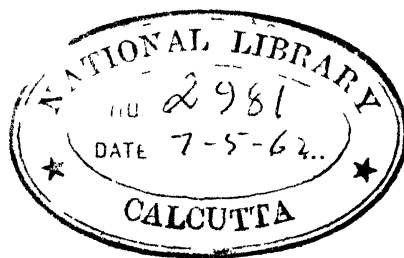
جس کتاب پر مؤلف کی مُہر نہو وہ مال مسروقہ ہے۔

JAMI-UL-QAVANIN

جامع القوانین

مؤلفہ

روورنڈ ڈاکٹر کیانن سیل صاحب

فلو آف دی مدراس یونیورسٹی و ممتحن فارسی و اردو طلبۂ یونیورسٹی

بغرض

استعمال طلبۂ اردو و افادۂ تلامیذ یونیورسٹی

مطبع رحمانی مدراس مین چھپی

۱۰ نومبر سنہ ۱۹۱۰ عیسوی

دفعہ دہم ۵۰۰ جلد

مقدمہ بعض قانونی اصطلاحات کے بیان میں

قانون وہ علم ہے جس سے تحریر
اور تقریر درست ہوتی ہے
لغت اصل زبان کو کہتے ہین ۔
اصطلاح وہ ہی کہ کئی لوگ ملکر کسی لفظ
کے معنی موضوع لہ کے سوا کوئی اور معنی ٹھہرالین
جیسے حرکت کے معنی ہلنے کے ہین مگر اصطلاح
مین زبر اور زیر اور پیش کو کہتے ہین ۔
محذوف اُس لفظ کو کہتے ہین جو دُور
کیا گیا ہو جیسے بوَد کا واو ۔
مقدر وہ لفظ کہ عبارت مین ہنو اور معنی
اسکے لئے جائین جیسے لکھ مین لفظ تو پوشیدہ ہے
مرادف اُن دو لفظون کو کہتے ہین جنکے
معنے ایک ہون جیسے کرسی اور چوکی ۔
مشترک وہ لفظ جو کئی معنون کے واسطے
کہا جاتا ہی جیسے چاند مہتاب اور سر کو کہتے ہین
صیغہ لفظ کو کہتے ہین ۔
معنی جو مضمون کہ کلمہ یا کلام سے سمجھا جاتا ہی
تعریف کسی چیز کے معنی اس طرح بیان کرنا
کہ مخاطب اوس سے وہی چیز سمجھے ۔
اشتقاق ایک کلمے سے دوسرے کو نکالنا اول کو
مشتق منہ اور دوسرے کو مشتق کہتے ہین ۔
اردو کے معنی لشکر کے ہین پس جو بولی کہ شاہجہان
کے زمانہ مین مستعمل ہوئی تھی اس کو اُردو کہتے ہین اور
چونکہ اس لشکر مین ہر طرح کے آدمی تھے اسی واسطے ہر طرح کے الفاظ سے مرکب ہوئی

باب اول صرف مین

صرف۔ وہ علم ہے جس سے ایک لفظ کا دوسرے سے بنانا اور گردان
اور اسکی تبدیل اور حذف اور زیادتی حروف کی اور کلمے کی شناخت اور اسما
وافعال کی تعریف واقسام معلوم ہون۔ اور **موضوع** اسکا کلمہ ہے۔

بیان کلمہ

کلمہ وہ لفظ ہے جو موضوع ہو واسطے معنیٔ مفرد کے۔ اور کلمے کی
تین قسمین ہین۔ اسم۔ فعل۔ حرف۔

پہلی فصل حرف کے بیان مین

حرف وہ لفظ ہے کہ بغیر ملانے دوسرے لفظ کے اسکے معنے سمجھ
مین نہ آئین اور نہ اس مین کوئی زمانہ پایا جاے۔ جیسے **سے** اور **تک**
وغیرہ کہ ان کے معنے کچھ نہ سمجھے گئے مگر جب کہ کہین کلکتے سے پشاور تک
تار برقی لگا یا گیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ **سے** کے معنے ابتدا کے ہین اور **تک**
معنے انتہا کے۔ اور حرف کے دو قسمین ہین۔ حروفِ تہجی۔ اور حروف معنوی
حروف تہجی وہ ہین جن سے کلمات بنتے ہین جیسے ا ب پ ت ٹ
ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ڑ ز ژ س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق
ک گ ل م ن و ہ ی۔ ان مین چار حرف پ چ ژ گ خاص فارسی کے
ہین کہ زبانِ عربی مین نہین آتے ہین۔ اور آٹھ حرف ث ح ص ض ط ظ ع ق

فقط زبان عربی مین آتے ہین فارسی مین نہین آتے۔ چنانچہ وہ سب اِس مصرع
مین جمع ہین **مصرعہ** ثا و حا و صاد و ضاد و طا و ظا و عین و قاف ۞ اَور تین حرف
ٹ ڈ ڑ ہندی زبان کے حرف ہین کہ عربی اور فارسی مین نہین آتے ہین۔ باقی سب
حروف تینون زبانون مین مشترک ہین۔ اَور اُن مین سے حروفِ **وای** یعنے الف
اور واو اور یا کو **حروف علت** کہتے ہین۔ اگر کسی حرف پر زبر زیر یا پیش ہو تو اس حرف
کو **مُتحرک** کہتے ہین مثلا بَ بِ بُ اور جس حرف پر سُکون ہو یعنے کوئی حرکت نہو اُسکو
ساکِن کہتے ہین۔ جیسے بدؔ کی دال۔ اَور کسی لفظ کا آخر ساکن ہو اور اُس کے آگے
کا حرف بھی ساکن ہو تو اخیر حرف کو **موقوف** کہتے ہین جیسے شور مین ر
موقوف ہے۔ اَور جو حرف ایک بار لکھا جاے اور دو بار پڑہا جاے اُسکو
مُشدّد کہتے ہین۔ اور علامت حرفِ مُشدّد کی سین کا سر حرف پر ہوتا ہے۔ اِس
شکل پر ّ اُسکو تشدید کہتے ہین۔ اَور **تنوین** نونِ ساکن کو کہتے ہین۔ جو لفظ کے اخیر
پڑہتے مین آئے اور لکھنے مین نہ آے۔ علامت اسکی دو زبر یا دو زیر یا
دو پیش ہین جیسے تً تٍ تٌ۔ جب کسی لفظ کے آخر حرف کو دو زبر ہون تو
اُس کے آخر ا زیادہ کر دیتے ہین بشرطیکہ اخیر حرف ت یا ہمزہ نہو جیسے مثلاً قصداً
سہواً وغیرہ ۞ اَور الف کی دو قسمین ہین **ممدودہ** اور **مقصورہ الف** ممدودہ
وہی جو پڑہنے مین دراز پڑہا جاے اور دو الف معلوم ہون جیسے آم اور آس اور اُسپر مد لکھتے
ہین اِسطرح ~ اور **الف مقصورہ** وہ کہ ایسا نہو یعنے پڑہنے مین دراز نہو جیسے

اَب اور انار۔ **نون غنّہ** وہ ہے کہ جس کی آواز ناک سے ہو جیسے نون اینٹ کا
اور **واو ساکن** دو قسم کی ہوتی ہین معروف اور مجہول۔ **واو معروف** وہ ہے
جس کے ماقبل کو ضمّہ ہو اور خوب صاف باریک پڑھا جاے جیسے واؤ مزدور کا
واو مجہول وہ ہے جو صاف اور باریک نہ پڑھا جاے بلکہ تلفظ مین موٹا معلوم
ہو جیسے واو شور کا۔ **واو معدولہ** وہ ہے جو لکھنے مین آے اور پڑھنے مین
نہ آے جیسے واؤ خوش کا۔ ہ کی دو قسمین ہین ہاے مختفی اور ہاے مخلوط۔
ہاے مختفی وہ ہے جس کا تلفظ ظاہر نہو بلکہ اظہار حرکت کے واسطے لفظ کے
آخر مین آے جیسے خامہ اور نامہ آور **ہاے مخلوط** وہ ہے جو دوسرے حرف کے ساتھ
ملکر ایک ساتھ بولا جاے مثلاً پھاڑنا۔ آور **ی** ساکن کی بھی دو قسمین ہین۔ معروف
و مجہول۔ **یای معروف** وہ ہے کہ جسکے ماقبل کو کسرہ ہو اور خوب ظاہر اور باریک
پڑھی جاے جیسے۔ ی۔ قوی کی اور اُسکو سیدھی اور گول لکھتے ہین (ی) **یای
مجہول** وہ ہے جو صاف اور باریک نہ پڑھی جاے جیسے۔ ی۔ مجھے کی اور
وہ اُلٹی لکھی جاتی ہے۔ (ے) آور چونکہ بعضے حروف آپس مین شباہت رکھتے
ہین اِس لئے اُنکو ایک لقب دیتے ہین تا آپس مین فرق ہو مثلاً ب کو بای موحدہ
اور ت کو تای فوقانی اور ث کو ثای مثلثہ اور ی کو یای تحتانی اور ح کو حای حُطّی
اور ہ کو ہای ہوّز کہتے ہین۔ اور ح د ر س ص ط ع کو مہملہ یا غیر منقوطہ آور خ
ذ ز ش ض ظ غ کو معجمہ یا منقوطہ نام رکھتے ہین۔ آور پ چ ژ گ کو عربی یا تازی

نون غنہ
واو معروف
واو مجہول
واو معدولہ
ہای مختفی
ہای مخلوط
یای معروف
یای مجہول

سے موصوف کرتے ہین۔ اور پ چ ژ گ کو فارسی یا عجمی سے اور ٹ ڈ ڑ کو ہندی سے منسوب کرتے ہین۔ اور کبھی حروف تہجی کو بجاے عدد کے مقرر کرتے ہین۔ اور تاریخ کہتے ہین۔ اسکی ترتیب اس طرح ہے ۔

ابجد	ہوز	حطی	کلمن
۱ ۲ ۳ ۴	۵ ۶ ۷	۸ ۹ ۱۰	۲۰ ۳۰ ۴۰ ۵۰
سعفص	قرشت	ثخذ	ضظغ
۶۰ ۷۰ ۸۰ ۹۰	۱۰۰ ۲۰۰ ۳۰۰ ۴۰۰	۵۰۰ ۶۰۰ ۷۰۰	۸۰۰ ۹۰۰ ۱۰۰۰

ا	ب	ج	د	ہ	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س	ع
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰
ف	ص	ق	ر	ش	ت	ث	خ	ذ	ض	ظ	غ				
۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰	۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰				

ابجد سے حطی تک اکائیان ہین مگر حرفِ ی و ہائیون مین داخل ہے۔ اور کلمن سے سعفص تک دہائیان۔ اور قرشت سے ضظغ تک سیکڑے ہین مگر حرفِ غ کے ایک ہزار عدد ہین۔ چنانچہ یہہ مصرعہ کسی کی تولّد کی تاریخ ہے ع طلوعِ مہرِ درخشان سدا مبارک ہو۔ اگر اس کے اعداد کو موافق قاعدۂ ابجد کے جمع کرین تو ۱۸۵۴ عیسوی معلوم ہوتا ہے۔ اور یہہ جملہ کسی اسکول تعمیر کی تاریخ ہے ع کیا خوب ہے یہہ مدرسہ دار القرارِ علم۔ اور اُس سے ۱۸۵۵ عیسوی معلوم ہوتا ہے۔

حروف معنوی

اور **حروفِ معنوی** وہ حروف ہین جو صِرف واسطے ربطِ معنی کے آتے ہین جیسے **سے۔ تک۔ مین۔ پر۔ کو۔ لئے۔ کا۔ وغیرہ**

	سے	

سے۔ واسطے ابتداءِ فاصلہ کے آتا ہے۔ جیسے مین نے بصرے سے کوفے تک سیر کی۔

اور کبھی حرف سے بیانِ ماقبل کے واسطے آتا ہے جیسے اُسکو کیا کمی ہے روپئے سے
کھانے سے کپڑے سے ۔ اور کبھی بعض کے معنے مین آتا ہے جیسے زید قومِ مسلمان سے ہے
یعنے مسلمانون مین ایک زید بھی ہے ۔ اور کبھی سبب کے معنے مین جیسے تمھاری آواز
سے کان پھٹے جاتے ہین ۔ اور کو کے معنے مین جیسے اُس سے کہو ۔ اور مدد کے
معنی مین جیسے د د تو پون سے قلعہ لے لیا ۔ اور کبھی واسطے تحسین کلام کے جیسے
بہت سے لوگ آئے ۔ اور ساتھہ کے معنی مین جیسے تم بڑے سامان سے آئے
اور علامت اِسم تفضیل کی مثلاً زید احمد سے خوب ہے اور علامت مفعول کی جیسے اس سے کہو

تک

تک واسطے انتہاے فاصلے کے آتا ہے جیسے دہلی تک ۔ اور کبھی پاس کے معنی
مین جیسے مجھہ تک آؤ ۔ اور کبھی بھی کی معنی مین جیسے مٹی تک نہ چھوڑی یعنے مٹی بھی ۔

مین

حرفِ مین ظرفیت کے معنے مین آتا ہے ۔ جیسے زید گھر مین ہے ۔ اور کبھی یہہ حرف مقدّر
رہتا ہے ۔ جیسے مین مدرسہ گیا یعنے مدرسہ مین گیا ۔ اور کبھی بیان ماقبل کے واسطے
جیسے تم کس چیز مین کم ہو زر مین یا زمین ۔ اور سے کے معنے مین جیسے درخت مین
باندھو ۔ اور پر کے معنے مین جیسے کپڑا بدن مین ہے ۔ اور عوض کی معنی مین جیسے
یہہ کتاب کتنے مین پڑی ۔ اور کبھی ایک جملے مین مکرر واسطے ابتدا اور
انتہا کے آتا ہے ۔ جیسے مجھہ مین اور تجھہ مین کیا فرق ۔ یعنے مجھہ سے تجھہ تک ۔

پر

حرف استعلا

استعلا یعنے بلندی کے معنی کے واسطے آتا ہی۔ خواہ بلندی حقیقت مین ہو جیسے مین گھوڑے پر ہون۔ یا مجازاً جیسے مجھہ پر قرض ہے۔ اور کبھی لیکن کے معنی مین جیسے پڑھتا ہی پر دھیان نہین رکھتا۔ اور ظرفیت کے معنی پر جیسے کتاب گھر پر ہی۔ اور تم میرے گھر پر آؤ۔ اور پیچھے کے معنی مین جیسے دوپہر پر دو بجے آؤ یعنے دوپہر کے بعد۔ اور عوض کے معنی مین جیسے وہ چیز تم کو کتنے پر پڑی۔ اور علامت مفعول کی جیسے ہم پر رحم کرو

کو۔ سے۔ پر

علامت حرف مفعول

علامتین مفعول کی ہین جیسے اُسنے زید کو مارا۔ اور لفظ کو کبھی ظرفیت کے معنی دیتا ہے جیسے گھر کو جاؤ۔ اور کبھی عوض کے معنی مین آتا ہے۔ جیسا یہہ گھوڑا کتنے کو دوگے یعنے کس قیمت کی عوض۔ اور کبھی سبب اور وسطے کے معنی دیتا ہی جیسے زید علم سیکھنے کو ہندوستان گیا۔

لئے۔ واسطے۔ کیونکہ۔ مارے

حرف سبب

حرف خصوصیت

واسطے خصوصیت اور سبب کے آتے ہین۔ جیسے یہہ تمہارے لئے ہے یا اس واسطے کہتا ہون۔ زید مارے ڈر کے بھاگ گیا۔

ساتھہ

حرف معیت

یہہ حرف ہمراہی اور اتفاق کے معنے دیتا ہے جیسے مین زید کے ساتھہ حیدرآباد چلا گیا۔

کا۔ کی۔ کے + را۔ ری۔ رے + نا۔ نی۔ نے

علامتین اضافت کی ہین۔ اور ہمیشہ مضاف الیہ کے بعد آتی ہین جیسے زید کا گھر

ہندہ کی کتاب یا کتابین **خالد** کے گھوڑے **ف** اِن تمام حروف کو
جو آگے مذکور ہوے حُروفِ جر کہتے ہین۔ آور فارسی اور عربی کے حُروفِ جر بھی
اُردو مین آتے ہین وہ یہہ ہین۔ بہ۔ از۔ برای۔ بر۔ بے۔ اور فِی۔ مِن۔ علی۔ اِلیٰ حتّیٰ

لیکن

حرفِ اِستدراک ہے جو واسطے دفع کرنے شک اور توہّم کلامِ سابق کے
آتا ہے جیسے زید اپنے گھر گیا لیکن شام تک آجائیگا۔ اور کبھی مگر کے معنی
سے آتا ہے جیسے سب آئے لیکن زید نہ آیا۔

کہ ۔ جو

بیان ماقبل کے واسطے آتے ہین جیسے صاحب نے فرمایا کہ کل ہم ولایت
جائینگے۔ میرے گھوڑے نے جو چالاک تھا شرط جیتی۔

و ۔ اور ۔ پھر ۔ بھی

حروف عطف کے ہین اور یہہ دو کلمون کے درمیان واقع ہو کر اُن دونون کو
ایک حکم مین کر دیتے ہین۔ آور جو کلمہ اور جملہ ان حروف کے آگے آتا ہے اُسکو
معطوف علیہ کہتے ہین اور جو پیچھے آتا ہے اُسکو **معطوف** جیسے زید
اور بکر نے سبق پڑہا۔ آور کبھی حرفِ اور فوراً اور معاً کے معنی سے آتا ہے جیسے
تم اُٹھے اور خرابی آئی یعنے تمہارے اُٹھنے کے ساتھ اور کبھی ایک چیز کے
ساتھ رہنے اور لزوم کے واسطے جیسے مین ہون اور تم ہو۔ یعنے تمہارا ساتھ

حروفِ جر

حروفِ استدراک

حروفِ بیان

حروفِ عطف

نہ چھوڑونگا۔ اور دوسرے کے معنی ین جیسے سوال اور جواب اور۔ اور کبھی انکار اور جمع ہونے کے معنی ین جیسے ین اور سستی کرون یعنے ین اور سستی دونون ایک جا ہو نہین سکتے

حروف تردید

یا۔ نہین تو۔ خواہ۔ چاہو

حروفِ تردید ہین۔ جب یہہ دو کلمون کے درمیان واقع ہوتے ہین۔ دونون سے ایک مراد ہوتا ہے جیسے یہہ کتاب ہے یا لکڑی۔ یعنے دونون سے ایک ہے۔ یہان رہو خواہ چلے جاؤ وغیرہ۔

حروف نفی فعل

نہ۔ نہین۔ مت

حرفِ نہ اور نہین ہر فعل کے نفی کو آتے ہین جیسے زید نہ آیا۔ وہ نہین پڑہتا ہے۔ اور لفظ مت صرف امر حاضر پر آتا ہے اور اسکو نہی کردیتا ہے جیسے مت کہیں۔

حروف نفی اسما

نا۔ بے۔ غیر۔ ن۔ ان۔ نر

اسما کی نفی کے لئے آتے ہین۔ پہلے تین حرف فارسی اور اردو مین بولے جاتے ہین اور پچھلے تین اکثر ہندی مین آتے ہین جیسے نادان۔ بیہوش۔ غیر ذی روح۔ نڈر۔ انجان۔ نرمل۔

حروف ندا

ای۔ اے۔ اجی۔ او۔ یا۔ ا۔ ارے۔ اورے۔ ابے۔ ہوت۔ بے۔ اوررے

یہہ حروفِ ندا ہین۔ ندا کے معنی ہین پکارنا۔ اور جسکو پکارتے ہین اسکو منادی کہتے ہین۔ اور جو کچھ بعد پکارنیکے کہتے ہین وہ جوابِ ندا ہے۔ ان مین چھہ حروف

اردو مین بہت مستعمل ہین جیسے ای صاحب۔ اے لڑکے۔ او بھاگنے والے۔
اجی میان۔ یا اللہ۔ خدایا۔ مگر پچھلے چارون حرف فصحا کم استعمال کرتے ہین اور
صرف حقارت یا پیار کے لئے بولے جاتے ہین جیسے ابے مردک۔ آرے میان
وغیرہ اور ان مین۔ آ۔ ہوت اور رے۔ اسما کے پیچھے آتے ہین جیسے ساقیا میان ہوت۔ زیدرے
اور ای۔ ارے۔ یا واسطے ندا قریب کے ہین۔ اور آو اور ہوت دور کے پکارنیکے لئے آتے ہین۔

والا ہارا۔ ہار

یہہ حروف علامتین اسم فاعل کی ہین جیسے لکھنے والا۔ کہنے ہارا۔ مرن ہار۔
مگر پچھلے دو نون لفظ فصیح شخص کم بولتے ہین۔

یو

یہہ حرف امر واحد کے اخیر مین کبھی فائدہ دعا یا بددعا کا دیتا ہے جیسے۔
جیتے رہیو۔ یا مریو۔

ک۔ چہ

فارسی حروفِ تصغیر ہین جیسے مردک۔ صندوقچہ۔ لیکن ک جاندار
کی تصغیر کے لئے آتا ہے۔ اور چہ بے جان کی تصغیر کے واسطے۔

کر

کبھی فعل کے آخر اگر عطف کا فائدہ دیتا ہے جیسے زید مار کر چلا گیا یعنے مارا اور چلا گیا
اور کبھی ساتھہ کے معنے مین آتا ہے جیسے مصرعہ گھر ہمارا خانۂ اللہ کرمشہور تھا یعنے

ساتھ گھر اللہ کے۔ اور کبھی ہندی اسمون کے ساتھ ملکر اسم فاعل کے معنی دیتا ہے جیسے شنکر۔ خوشی کرنے والا۔ اور دِن کر۔ دِن کرنے والا یعنے آفتاب۔

حروف تشبیہ

جیسا۔ ایسا۔ ویسا۔ سا۔ انہ

حروف تشبیہ ہین۔ جس چیز کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے اسکو مشبہ بہ کہتے ہین۔ اور جسکو مشابہ کرتے ہین اُسکو مشبہ بولتے ہین۔ جیسے زید شیر سا ہے۔ یہان زید مشبہ ہے۔ اور شیر مشبہ بہ۔ حروف تشبیہ مشبہ کے موافق بولے جاتے ہین۔

حروف استثنا

پر - سوا - مگر - اِلّا - بجز - بغیر - بدون

حروف استثنا ہین۔ ایک چیز کو دوسرے مین سے نکالنے کو استثنا کہتے ہین۔ جس اسم کو نکالتے ہین اسکو مستثنیٰ کہتے ہین۔ اور جس مین سے کسی اسم کو نکالتے ہین اُسکو مستثنیٰ منہ کہتے ہین۔ اور اسکے دو قسمین ہین متصل۔ اور منقطع

متصل وہ ہے کہ مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ ایک جنس کے ہون جیسے سب لوگ آئے مگر زید۔ اِس مثال مین لوگ مستثنیٰ منہ اور زید مستثنیٰ ہے اور دونو ایک جنس کے ہین۔

اور منقطع وہ ہے کہ مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ ایک جنس کے نہون جیسے سب مرد آئے مگر گھوڑے۔ یہان مرد مستثنیٰ منہ اور گھوڑے مستثنیٰ ہین اور دونون ایک جنس کے نہین۔

حروف شرط و جزا

اگر

حرفِ شرط ہے اور حرفِ تو و پس حروف جزا جیسے اگر تم یہان آؤ تو یا پس تم کو مین روپے دونگا۔ اگرچہ۔ جو۔ اور اسماے موصول و اِلّا ورنہ بھی شرط کے واسطے آتے ہین

اور کبھی لفظ تو زائد ہوتا ہے جیسے مصرعہ صاف تو کہہ کے میاں تم تو ہوے اہل نصاب

حروف ایجاب

ہان - اچھا - جی - ہون

حروف ایجاب اور اقرار کے ہین جیسے کوئی پوچھے کہ تم دریا گئے تھے اور اسکے جواب مین تم کہو کہ ہان - تو ایجاب اور اقرار ہوگیا -

حروف تاکید

البتہ - ہرگز

حروفِ تاکید ہین - البتہ واسطے تاکید اثبات اور نفی کے آتا ہی جیسے البتہ حیدر آباد جاؤنگا یا البتہ تمھین نہ جانے دونگا - اور لفظ ہرگز واسطے تاکید نفی کے آتا ہے - جیسے ہرگز نہ دونگا - اور مصدر منفی کے بعد لفظ کا زیادہ کرنے سے معنے ہرگز کے حاصل ہوتے ہین بشرطیکہ وہ مصدر کسی کا مضاف الیہ ہو جیسے مین نہین جانے کا یعنے ہرگز مین نہ جاؤنگا

حروف حصر و تاکید

ہی

حصر اور خصوصیت اور تاکید کے معنے دیتا ہے جیسے زید ہی آوے - وہ ہی جاوے - یہی دو

حروف مفاجات

یکایک - ناگاہ - اچانک

حروفِ مفاجات کہلاتے ہین جیسے یکایک شہر مین آگ لگ گئی -

حروف ندبہ

حروف ندبہ

یعنے رونے اور پیٹنے کے لئے یہہ حروف ہین ہاے - ولے آہ - آہ رے - واے رے - اور فارسی و عربی کے کلمات افسوس - واویلا - واحسرتا - وافریادا - وامصیبتا - دریغ

دریغا دردا۔ جسکو روتے ہین اُسکو مندوب کہتے ہین۔

حروف تعجّب

یہہ ہین۔ آہا۔ اوہو۔ واہ واہ۔ کیا خوب۔ چہ خوش۔ سبحان اللہ۔

فصل دوسری فعل کے بیان مین

فعل وہ کلمہ ہے جسکے معنی مُستقل ہون اور تین زمانون سے ایک زمانہ پایا جاے۔ زمانے تین ہین۔ ماضی یعنے گذرا ہوا۔ اور حال یعنے زمانہ موجود۔ اور مستقبل یعنے آنیوالا۔ جاننا چاہئے کہ مصدر سے چھہ قسم کے فعل نکلتے ہین۔ ماضی مُضارع۔ حال مستقبل۔ امر نہی۔ اور سوا امر و نہی کے ہر ایک کے چھہ صیغے ہوتے ہین مصدر وہ ہے جس سے فعل اور اسم مُشتق بنائے جائین۔ مصدر کی علامت آخر مین لفظ نا ہے جیسے لکھنا۔ پڑہنا۔ کھانا۔ پینا۔ وغیرہ۔

تعریف افعال

فعل ماضی وہ فعل ہے کہ جسمین گذرا ہوا زمانہ معلوم ہو اُسکی چھہ قسمین ہین۔ ماضی مُطلق ماضی قریب۔ ماضی بعید۔ ماضی شکیہ۔ ماضی استمراری۔ یا ناتمام۔ ماضی شرطیہ یا تمنائی۔

ماضی مطلق وہ ہے جسمین گذرا ہوا زمانہ پایا جاے اور اُسمین کچھہ قید قریب یا بعید وغیرہ کی نہو جیسے زید آیا۔ اِس سے یہہ معلوم نہوا کہ گذرے زمانے مین کب آیا۔

ماضی قریب وہ ہے جسمین گذرا زمانہ پایا جاے جسکو گذرے ہوے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہو جیسے زید آیا ہے۔ اس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ آکر تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔

ماضئ بعید وہ ہے جسمین گذرا زمانہ پایا جاوے اور اُسکو گذرے ہوے زیادہ عرصہ ہُوا ہو جیسے زید آیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ زید آکر بہت عرصہ ہوا۔

ماضئ شکیہ وہ ہے جسمین گذرا زمانہ سمجھا جاے اور اسکے ہونے مین شک ہو جیسے زید آیا ہوگا۔ اِس سے یہہ دریافت ہوا کہ کہنے والے کو زید کے آنے کا حال تحقیق معلوم نہ تھا۔ اور اس ماضی کو **احتمالی** اور **موہوم** بھی کہتے ہین۔

ماضئ استمراری جو گذرے ہوے زمانے سے علاقہ رکھے اور کرنیوالا کام بہ تکرار کرتا ہو۔ اسکو ماضئ ناتمام بھی کہتے ہن جیسے زید آتا تھا۔ اِس سے یہہ مفہوم ہوتا ہے کہ زید زمانہ گذشتہ مین بارہا آیا کرتا تھا۔

ماضئ تمنائی اسکو کہتے ہین جسمین گذرا ہوا زمانہ ہو اور کرنے والے نے کام تمام نکیا ہو کرنیکی آرزو رکھتا ہو۔ اسکو ماضئ شرطی بھی کہتے ہین جیسے وہ پڑہتا تو خوب ہوتا۔

مضارع وہ فعل ہے جسمین زمانۂ حال اور آیندہ دوتون ہوسکتے ہون یعنے کبھی اُس سے زمانۂ حال سمجھا جاے اور کبھی مستقبل جیسے زید آوے۔ اِس سے یہ معلوم ہُوا کہ زید خواہ ابھی آوے یا زمانۂ آیندہ مین آوے۔ مضارع کے معنی مشابہ کے ہین

حال وہ فعل ہے جسمین زمانۂ موجود پایا جاوے جیسے زید آتا ہے یعنے اِسوقت آتا ہے۔

مستقبل وہ فعل ہے جو زمانۂ آیندہ سے علاقہ رکھے مثلاً زید آئیگا۔ اِس سے یہ معلوم ہُوا کہ ابھی تک نہین آیا مگر زمانۂ آیندہ مین آنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

امر وہ فعل ہے کہ جسمین حکم کسی کام کے کرنیکا ہووے جیسے تم آؤ۔ اور پڑھو

نہی وہ فعل ہے کہ جسمین کام کے نکرنے کا حکم پایا جائے۔ جیسے۔ نہ آؤ۔ اور ہر ایک اِن تمامی فعلون سے دو قسمون پر ہے معرُوف اور مجہُول

معروف اسکو کہتے ہین کہ کرنیوالا اُس فعل کا معلوم ہو جیسے زید نے مارا۔ اور **مجہول** وہ کہ کرنیوالا کام کا معلوم نہو جیسے زید قتل کیا گیا۔ واضح ہو کہ فعلِ مجہول فعلِ لازم سے نہین آتا ہے۔ پھر ہر ایک فعل سوا امر و نہی کے دو قسم پر ہے مثبت اور منفی

مثبت وہ فعل ہے کہ فاعل سے ظاہر ہو اور اسمین حرفِ نفی نہ آوے جیسے کیا۔ کرتا ہے۔ کریگا۔

منفی وہ فعل ہے کہ فاعل سے ظاہر نہو اور اسمین حرف نفی یعنے نہ یا نہین آوے جیسے زید نہ آیا۔ جاننے کہ جس فعل پر علامتِ نفی یعنے نہ اور نہین آئے وہی صیغہ نفی کا ہو جائیگا جیسے زید نے مارا۔ یہہ صیغہ ماضی مطلق کا ہے اگر اس پر نہ یا نہین زیادہ کرکے بولین کہ زید نے نہین مارا یا زید نے نہ مارا تو صیغہ نفی ماضیٔ مطلق کا ہو جائیگا۔ اور حرف نفی کو فعل کے اوّل مین لانا فصیح ہے۔

مصدر سے فعلون کے بنانے کے قواعد

جاننا چاہئے کہ اوّل صیغہ واحد مذکر غائب کا بنایا جاتا ہے۔ پھر اُس سے باقی پانچ صیغے بنا لیتے ہین مَصدر کی علامت لفظ نا دور کرنے سے صیغۂ واحد امرِ حاضر بنجاتا ہے جیسے کرنا سے کر **ف** کبھی مصدر بھی معنیٔ امرِ حاضر مین مستعمل ہوتا ہے۔ جیسے یہہ کتاب لانا یعنے لاؤ۔ اور اسمین واحد و جمع برابر ہین۔ امرِ حاضر کے اوّل لفظِ نہ یا مت علامت نہی زیادہ کرنے سے فعل نہی حاصل ہوتا ہے جیسے نکر یا مت کر۔ اگر آخر اگر الف یا

واو ہو۔ **ا** زیادہ کرنے سے وگرنہ **یا** بڑھانے سے فعل ماضی مطلق بنتا ہے مثلاً
مار سے **مارا**۔ کھا سے **کھایا** اور سو سے **سویا**۔ لیکن اگر علامت مصدر کے
پہلے حرف کا ماقبل متحرک ہو تو اسکو ساکن کرتے ہیں جیسے سرکنا اور لچکنا سے
سرکا اور **لچکا** بلکوں را وچیم کہتے ہیں **ف** چند ماضی اس قانون کے خلاف ہیں
جیسے جانا سے **گیا** لیکن انکو بھی مرکب کرنے میں اکثر جایا بولتے ہیں جیسے میں جایا
چاہتا ہوں اسطرح کرنا سے **کیا** اور مرنا سے **مُوا**۔ اگرچہ کرا اور مرا بھی رائج ہے۔ اور
ہونا سے ہُوا بجائے ہویا کے بولا جاتا ہے۔ ایسے خلاف قاعدہ افعال کو فعل غیر صحیح کہتے ہیں
وگرنہ فعل صحیح اور ماضی مطلق کے اخیر لفظ **ہے** زیادہ کرنے سے فعل ماضی قریب
ہوتا ہے جیسے مارا ہے۔ ماضی مطلق کے اخیر لفظ **تھا** بڑھانے سے فعل ماضی بعید
بنجاتا ہے جیسے مارا تھا۔ اور اسی ماضی مطلق کے اخیر لفظ **ہوگا** زیادہ کرنے سے ماضی
مشکی بنجاتا ہے جیسے مارا ہوگا۔ امر کے آخر لفظ **تا** زیادہ کرنے سے ماضی تمنائی
بنجاتا ہے اسکو ماضی شرطی بھی کہتے ہیں جیسے مارتا۔ اور ماضی تمنائی کے اخیر لفظ **تھا**
زیادہ کرنے سے ماضی استمراری ہوتا ہے جیسے مارتا تھا۔ اور اسی ماضی تمنائی کے
اخیر لفظ **ہے** زیادہ کرنے سے فعل حال بنجاتا ہے جیسے مارتا ہے۔ اور امر کے اخیر **ے**
مجہول بڑھانے سے مضارع ہوتا ہے جیسے مارے۔ اگر کسی امر کے آخر الف یا واو ہو تو
آگے یائے مضارع کے واو یا ہمزہ زیادہ کرتے ہیں جیسے کھاوے۔ سووے۔ یا کھائے
سوئے۔ مگر مصدر ہونا کہ اسکا مضارع بدون وے یائے کے بھی آتا ہے جیسے ہو

اور جبکہ امر کے آخر مین سے ہو وہان دو نو طرح مضارع درست ہے جیسے جینا سے جیوے اور جیئے. فعل مضارع کے آخر لفظ گا زیادہ کرین تو مستقبل ہوتا ہے جیسے مارے گا۔ جاننے کہ ان فعلون کے سوا اور ایک قسم کا فعل ہے اسکو **فعل معطوف** کہتے ہین۔ اسکے بنانے کا طور یہہ ہے کہ امر واحد کے آخر لفظ کر یا کے زیادہ کرکے دوسرا فعل اسکے بعد لاتے ہین. پس پہلا فعل زمانہ مین دوسرے فعل کا ساتھی ہے یعنے دوسرا فعل ماضی ہو تو پہلا بھی ماضی ہوگا. اور مضارع ہو تو مضارع جیسے مار کر گیا. اسکے معنے یہہ ہین کہ مارا اور گیا یا مار کے جاویگا. یعنے ماریگا. اور جاویگا. پس بیان کر کے. بمعنی اور کے مستعمل ہین

واضح ہو کہ ہر فعل کو باعتبار وحدت اور جمعیت اور تذکیر و تانیث کے مضارع اور امر اور نہی کے سوا بارہ صیغے آتے ہین چھہ مذکر کو اور چھہ مونث کو اور فعل کی تذکیر او تانیث اور وحدت و جمعیت فاعل یا مفعول کے اعتبار سے ہوتی ہے مگر مضارع اور امر و نہی مین مذکر و مونث ایکسان ہے۔ واسطے آسانی مبتدیون کے ایک گردان لکھی جاتی ہے اس سے تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت ہر ایک فعل کی صاف ظاہر ہوگی

نقشہ صرف کبیر مصدر لازم ہونا کا				
قسم فاعل	واحد مذکر	جمع مذکر	واحد مونث	جمع مونث
ماضی مطلق				
غائب	وہ ہوا	وہ ہوے	وہ ہوی	وہ ہوئین
مخاطب	تو ہوا	تم ہوے	تو ہوئی	تم ہوئین

قسم فاعل	واحد مذکر	جمع مذکر	واحد مونث	جمع مونث
متکلم	مین ہوا	ہم ہوے	مین ہوئی	ہم ہوئین
		ماضی قریب		
غائب	وہ ہوا ہے	وہ ہوے ہین	وہ ہوئی ہے	وہ ہوئی ہین
مخاطب	تو ہوا ہے	تم ہوے ہو	تو ہوئی ہے	تم ہوئی ہو
متکلم	مین ہوا ہون	ہم ہوے ہین	مین ہوئی ہون	ہم ہوئی ہین
		ماضی بعید		
غائب	وہ ہوا تھا	وہ ہوے تھے	وہ ہوئی تھی	وہ ہوئی تھین
مخاطب	تو ہوا تھا	تم ہوے تھے	تو ہوئی تھی	تم ہوئی تھین
متکلم	مین ہوا تھا	ہم ہوے تھے	مین ہوئی تھی	ہم ہوئی تھین
		ماضی مشکی		
غائب	وہ ہوا ہوگا	وہ ہوے ہونگے	وہ ہوئی ہوگی	وہ ہوئی ہونگی
مخاطب	تو ہوا ہوگا	تم ہوے ہونگے	تو ہوئی ہوگی	تم ہوئی ہونگی
متکلم	مین ہوا ہونگا	ہم ہوے ہونگے	مین ہوئی ہونگی	ہم ہوئی ہونگی
		ماضی استمراری		
غائب	وہ ہوتا تھا	وہ ہوتے تھے	وہ ہوتی تھی	وہ ہوتی تھین
مخاطب	تو ہوتا تھا	تم ہوتے تھے	تو ہوتی تھی	تم ہوتی تھین

قسم فاعل	واحد مذکر	جمع مذکر	واحد مونث	جمع مونث
متکلم	مین ہوتا تھا	ہم ہوتے تھے	مین ہوتی تھی	ہم ہوتی تھین
		ماضی تمنائی		
غائب	وہ ہوتا	وہ ہوتے	وہ ہوتی	وہ ہوتین
مخاطب	تو ہوتا	تم ہوتے	تو ہوتی	تم ہوتین
متکلم	مین ہوتا	ہم ہوتے	مین ہوتی	ہم ہوتین
		مضارع		
غائب	وہ ہووے یا ہو	وہ ہووین یا ہون	وہ ہووے یا ہو	وہ ہووین یا ہون
مخاطب	تو ہووے یا ہو	تم ہو	تو ہووے یا ہو	تم ہو
متکلم	مین ہوؤن یا ہون	ہم ہووین یا ہون	مین ہوؤن یا ہون	ہم ہووین یا ہون
		حال		
غائب	وہ ہوتا ہے	وہ ہوتے ہین	وہ ہوتی ہے	وہ ہوتی ہین
مخاطب	تو ہوتا ہے	تم ہوتے ہو	تو ہوتی ہے	تم ہوتی ہو
متکلم	مین ہوتا ہون	ہم ہوتے ہین	مین ہوتی ہون	ہم ہوتی ہین
		مستقبل		
غائب	وہ ہوگا	وہ ہونگے	وہ ہوگی	وہ ہونگی
مخاطب	تو ہوگا	تم ہوگے	تو ہوگی	تم ہوگی

قسمِ فاعل	واحد مذکر	جمع مذکر	واحدِ مونث	جمع مونث
متکلم	مین ہونگا	ہم ہونگے	مین ہونگی	ہم ہونگی
		امر حاضر		
	واحد مذکر یا مونث	جمع مذکر یا مونث		
مخاطب	تو ہو	تم ہو		
		نہی حاضر		
مخاطب	تو مت ہو یا نہو	تم مت ہو یا نہو		
	نقشۂ صرف کبیر مصدرِ متعدی کرنا کا			
قسم فاعل یعنے شخصیتِ فاعل	ماضی مطلق			
	فعل کی جنس اور عدد کے لئے قاعدہ دیکھئے			
غائب	اُسنے یا انہون نے			
مخاطب	تونے یا تم نے			
متکلم	مین نے یا ہم نے	کیا - یا کئے - یا کی - یا کین		
		ماضی قریب		
غائب	اسنے یا انہون نے			
مخاطب	تونے یا تم نے	کیا ہے - یا کئے ہین - یا کی ہے - یا کین ہین		
متکلم	مین نے یا ہم نے			

قسم فاعل		ماضی بعید		
غائب	اُسنے یا انہون نے			
مخاطب	تونے یا تم نے	کیا تھا۔ یا کئے تھے۔ یا کی تھی۔ یا کی تھین		
متکلم	مین نے یا ہم نے			
		ماضیٔ متشکی		
غائب	اُسنے یا انہون نے			
مخاطب	تونے یا تم نے	کیا ہوگا۔ یا کئے ہونگے یا کی ہوگی۔ یا کی ہونگی		
متکلم	مین نے یا ہم نے			
قسم فاعل	واحد مذکر	جمع مذکر	واحد مونث	جمع مونث
		ماضی تمنائی		
غائب	وہ کرتا	وہ کرتے	وہ کرتی	وہ کرتین
مخاطب	تو کرتا	تم کرتے	تو کرتی	تم کرتین
متکلم	مین کرتا	ہم کرتے	مین کرتی	ہم کرتین
		ماضیٔ استمراری		
غائب	وہ کرتا تھا	وہ کرتے تھے	وہ کرتی تھی	وہ کرتی تھین
مخاطب	تو کرتا تھا	تم کرتے تھے	تو کرتی تھی	تم کرتی تھین
متکلم	مین کرتا تھا	ہم کرتے تھے	مین کرتی تھی	ہم کرتی تھین

قسم فاعل	واحد مذکر	جمع مذکر	واحد مونث	جمع مونث
		فعل حال		
غائب	وہ کرتا ہے	وہ کرتے ہین	وہ کرتی ہے	وہ کرتی ہین
مخاطب	تو کرتا ہے	تم کرتے ہو	تو کرتی ہے	تم کرتی ہو
متکلم	مین کرتا ہون	ہم کرتے ہین	مین کرتی ہون	ہم کرتی ہین

	فعل مضارع مذکر یا مونث	
قسم فاعل	واحد	جمع
غائب	وہ کرے	وہ کرین
مخاطب	تو کرے	تم کرو
متکلم	مین کرون	ہم کرین

		فعل مستقبل		
غائب	وہ کریگا	وہ کرینگے	وہ کریگی	وہ کرینگی
مخاطب	تو کریگا	تم کروگے	تو کریگی	تم کروگی
متکلم	مین کرونگا	ہم کرینگے	مین کرونگی	ہم کرینگی
	امر حاضر مذکر یا مونث		نہی حاضر مذکر یا مونث	
مخاطب	کر	کرو	نکر یا مت کر	نکرو یا مت کرو

مجہول بنانے کا قاعدہ

یہہ گردان فعل معروف کی تھی جب اُسکو مجہول بنانا چاہین تو اُسکا قاعدہ یہہ ہے جو صیغہ کسی مصدرِ متعدی کا ہو وہی صیغہ مصدرِ جانا سے بناکر اُس مصدرِ متعدی کے ماضی مطلق کے بعد لائین تو اُس صیغہ کا مجہول بن جائیگا مثلاً کھاوے کا مجہول کھایا جاے۔ اور لانا کا مجہول لایا جانا۔ اور لکھا کا مجہول لکھا گیا۔ اور کرتا ہے کا مجہول کیا جاتا ہے۔ اور ماریگا کا مجہول مارا جائیگا۔ اور مار کا مجہول مارا جا۔ چنانچہ اِس گردان سے صاف ظاہر ہوگا۔

مصدرِ مجہول کیا جانا

ماضی مطلق

قسم فاعل	واحد مذکر	جمع مذکر	واحد مونث	جمع مونث
غائب	وہ کیا گیا	وہ کئے گئے	وہ کی گئی	وہ کی گئین
مخاطب	تو کیا گیا	تم کئے گئے	تو کی گئی	تم کی گئین
متکلم	مین کیا گیا	ہم کئے گئے	مین کی گئی	ہم کی گئین

ماضی قریب

قسم فاعل	واحد مذکر	جمع مذکر	واحد مونث	جمع مونث
غائب	وہ کیا گیا ہے	وہ کئے گئے ہین	وہ کی گئی ہے	وہ کی گئی ہین
مخاطب	تو کیا گیا ہے	تم کئے گئے ہو	تو کی گئی ہے	تم کی گئی ہو
متکلم	مین کیا گیا ہون	ہم کئے گئے ہین	مین کی گئی ہون	ہم کی گئی ہین

ماضی بعید

قسم فاعل	واحد مذکر	جمع مذکر	واحد مونث	جمع مونث
غائب	وہ کیا گیا تھا	وہ کئے گئے تھے	وہ کی گئی تھی	وہ کی گئی تھین

قسم فاعل	واحد مذکر	جمع مذکر	واحد مونث	جمع مونث
مخاطب	تو کیا گیا تھا	تم کئے گئے تھے	تو کی گئی تھی	تم کئے گئے تھین
متکلم	مین کیا گیا تھا	ہم کئے گئے تھے	مین کی گئی تھی	ہم کئے گئے تھین
		ماضی متشکی		
غائب	وہ کیا گیا ہوگا	وہ کئے گئے ہونگے	وہ کی گئی ہوگی	وہ کی گئی ہونگی
مخاطب	تو کیا گیا ہوگا	تم کئے گئے ہونگے	تو کی گئی ہوگی	تم کی گئی ہونگی
متکلم	مین کیا گیا ہونگا	ہم کئے گئے ہونگے	مین کی گئی ہونگی	ہم کی گئی ہونگی
		ماضی تمنائی		
غائب	وہ کیا جاتا	وہ کئے جاتے	وہ کی جاتی	وہ کی جاتین
مخاطب	تو کیا جاتا	تم کئے جاتے	تو کی جاتی	تم کی جاتین
متکلم	مین کیا جاتا	ہم کئے جاتے	مین کی جاتی	ہم کی جاتین
		ماضی استمراری		
غائب	وہ کیا جاتا تھا	وہ کئے جاتے تھے	وہ کی جاتی تھی	وہ کی جاتی تھین
مخاطب	تو کیا جاتا تھا	تم کئے جاتے تھے	تو کی جاتی تھی	تم کی جاتی تھین
متکلم	مین کیا جاتا تھا	ہم کئے جاتے تھے	مین کی جاتی تھی	ہم کی جاتی تھین
		حال		
غائب	وہ کیا جاتا ہے	وہ کئے جاتے ہین	وہ کی جاتی ہے	وہ کی جاتی ہین

قسم فاعل	واحد مذکر	جمع مذکر	واحد مونث	جمع مونث
مخاطب	تو کیا جاتا ہے	تم کئے جاتے ہین	تو کی جاتی ہے	تم کی جاتی ہو
متکلم	مین کیا جاتا ہون	ہم کئے جاتے ہین	مین کی جاتی ہون	ہم کی جاتی ہین
		مضارع		
		مذکر یا مونث		
غائب	وہ کیا جاے		وہ کئے جائین	
مخاطب	تو کیا جاے		تم کئے جاؤ	
متکلم	مین کیا جاؤن		ہم کئے جائین	
		مستقبل		
غائب	وہ کیا جائیگا	وہ کئے جائینگے	وہ کی جائیگی	وہ کی جائینگی
مخاطب	تو کیا جائیگا	تم کئے جاؤگے	تو کی جائیگی	تم کی جاؤگی
متکلم	مین کیا جاؤنگا	ہم کئے جائینگے	مین کی جاؤنگی	ہم کی جائینگی
		امر حاضر		
	واحد مذکر و مونث		جمع مذکر و مونث	
مخاطب	کیا جا یا کی جا		کئے جاؤ یا کی جاؤ	
		نہی حاضر		
مخاطب	نہ کیا جا یا نہ کی جا		نہ کئے جاؤ یا نہ کی جاؤ	

لازمی ومتعدّی کا بیان

فعل لازمی
فعل متعدی

جاننے کہ فعل کے اور دو قسمین ہین لازمی اور متعدی۔

فعل لازمی وہ ہے جو صرف فاعل پر تمام ہو جاے جیسے زید آیا۔ اور **فعل متعدی** وہ ہے جو فاعل پر تمام نہو دے بلکہ مفعول کی خواہش کرے جیسے زید نے باندی کو مارا۔ بعض فعل لازمی اور متعدی دونون ہوتے ہین۔ فعل لازمی جیسے ہتیلی کھجلاتی ہے۔ اور متعدی جیسے زید اپنی ہتھیلی کو کھجلاتا ہے یا کھجاتا ہے۔ پھر متعدی کے دو قسمین ہین۔ متعدی بیک مفعول وہ کہ ایک مفعول کو چاہے جیسے۔ اُسنے زید کو مارا۔ اور متعدی بدو مفعول وہ ہے کہ دو مفعول کی خواہش کرے جیسے۔ اُس نے زید کو کتاب دی۔ یا دلائی۔ پھر اگر متعدی بغیر واسطے کسی حرفِ زائد کے ہو تو اسکو **متعدّی بنفسہ** کہتے ہین جیسے دیا اور پڑہا۔ اور اگر کسی حرفِ علامت کی زیادتی سے بنا ہو تو اسکو **متعدی بالواسطہ** کہتے ہین۔ خواہ فعل لازم کو فعل متعدّی بنایا ہو یا کسی متعدی بیک مفعول کو متعدّی بدو مفعول کیا ہو۔

متعدی بالواسطہ بنانے کا طریقہ

متعدّی بالواسطہ بنانے کا طریقہ

جاننا چاہیئے کہ متعدّی بالواسطہ بنانے کے تین قاعدے ہین۔

پہلا قاعدہ

مصدر کے پہلے حرف کی حرکت کو اِتنا بڑہائین کہ کوئی حرف عِلّت پیدا ہو جاے یعنے فتحہ سے الف اور ضمہ سے واوِ مجہول اور کسرہ سے یاے معروف یا مجہول ہو جاے جیسے دبنا کہ پہلے حرف دال پر فتحہ ہے جب اسکو کھینچکر الف کر دین تو دابنا ہوا۔ اسیطرح مِلنا سے

ٹالنا اور مرنا سے مارنا اور کھلنا سے کھولنا۔ اور پسنا سے پیسنا اور چھدنا سے چھیدنا اور تنا سے تننا ہوتا ہے۔

دوسرا قاعدہ

آگے علامتِ مصدر کے ایا وایا لا زیادہ کریں اور متعدی بنائیں جیسے ڈرنا۔ ڈرانا دوڑنا۔ دوڑانا۔ سمجھنا۔ سمجھانا۔ یا سمجھوانا۔ بیٹھنا۔ بٹھانا۔ یا بٹھلانا ف اگر کسی فعل میں ایسا حرفِ علت ہو جسکی حرکت ماقبل موافق اسکے ہو تو وہ حرف علت علامت متعدی بالواسطہ کے داخل ہونے سے گر جاتا ہے جیسے رونا۔ رلانا۔ گانا۔ گوانا۔ سیکھنا سکھانا۔ اور پانچ حرفی مصدر میں اگر کوئی حرف علت مصدر کے آخر الف کے سوا نہو اور پہلے دو حرف متحرک اور تیسرا ساکن ہو تو اس فعل کے شروع کا دوسرا حرف ساکن اور تیسرا متحرک ہو جاتا ہے۔ جیسے برسنا۔ برسانا۔ چمکنا چمکانا

قاعدہ تیسرا

کبھی قاعدۂ اوّل کے موافق ایک حرف علت بڑھا کر حرفِ صحیح کو جو علامت مصدر کے آگے ہے دوسرے کسی حرف سے بدلتے ہیں جیسے بکنا۔ بیچنا۔ پھٹنا۔ پھاڑنا۔ چھٹنا۔ چھوڑنا۔ ٹٹنا۔ توڑنا۔

فعلوں کی وحدت وجمعیت اور تذکیر و تانیث کا بیان

واضح ہو کہ فعل متعدی میں ماضی مطلق اور ماضی قریب اور ماضی بعید اور ماضی تشکی اور ماضی تمنائی (جسکے ساتھ ماضی مطلق کا صیغہ ہوتا ہے) کے فاعل کی علامت لفظ نے ہے بشرطیکہ متعدی مذکور فعل لازم سے مرکب نہو جیسے کہ میں نے کھایا ہے۔ اور اس نے مارا تھا۔ مگر بولنا اور لانا اور بھولنا۔ خارج ہیں یعنے باوجود متعدی ہونیکے انمیں علامتِ

فاعل نہین آتی جیسا وہ لایا۔ اور وہ بولا۔ اور تو بھولا۔ ایسطرح اگر کوئی متعدی فعل لازم سے
مرکب ہو اور جزو اوّل متعدی اور ثانی لازمی ہو تو نے غیر مستعمل ہے۔ جیسے مین لے گیا۔
وہ دے بیٹھا۔ تو کھا چکا۔ مین لے سکا۔ وغیرہ۔ اگر جزو اوّل لازمی اور ثانی متعدی ہو تو نے
استعمال کرینگے لیکن فعل واحد مذکر رہیگا جیسے مین نے رو دیا۔ اور ہم نے ہنس دیا۔
اگر دونون جزو متعدی ہون تو وہی حکم ہے جو مفرد کا ہے جیسے مین نے روٹی کھالی
اور ہم نے گھوڑا لے لیا۔ اگر دونون جزو مرکب ہو کر استمرار اور دوام کے معنے
کرتے ہون تو نے نہین استعمال کرتے ہین جیسے ہم شب بھر چھاتی کوٹا کئے۔ اگر دو لفظ
ملکر لازمی کے معنے کرین توبھی اُسکا استعمال جائز نہین مثلاً دکھائی دینا۔ بعض افعال اگرچہ
مفعول نہین چاہتے لیکن نے اونکے ساتھ رہتا ہے اور فعل واحد مذکر ہوتا ہے جیسے
کوسنا۔ موتنا اور دہارنا۔ مثلاً لڑکیون نے موتا۔ اور صاحبون نے کوسا۔ پس جن فعلون کے
فاعلون کے ساتھ حرف نے مذکور نہین ہوتا وہ تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت مین فاعل
کے موافق بولے جاتے ہین خواہ وہ لازمی ہون یا متعدی خواہ انکے مفعولون کے ساتھ
علامت مفعول ہو یا نہو جیسے زید آیا۔ ہندہ گئی۔ خالد لکھتا ہے۔ ہندہ پڑہتی ہے۔ زید
ہندہ کو مارتا تھا۔ ہندہ زید کو ستاتی تھی۔ لڑکے آئے۔ لڑکیان آئین۔ لڑکے کتابین پڑھتے ہین
جن فعلون کے فاعل کے ساتھ لفظ نے علامت فاعل ہو مگر علامت مفعول بہ مطلقاً نہو وہ
فعل مفعول بہ کے موافق ہونگے۔ خواہ فاعل مذکر ہو یا مونث۔ واحد ہو یا جمع جیسے زید نے
تختی لکھی۔ ہندہ نے پانی پیا۔ لڑکون نے تختیان لکھین۔ عورتون نے شربت

اقسام مناسبت فعل

کے پیالے پئے۔ بعض فعلون کے فاعل اور مفعول دونون کے علامتین مذکور ہوتے ہین وہ ہر حال مین واحد مذکر بولے جاتے ہین خواہ فاعل اور مفعول مذکر ہون یا مونث واحد ہون یا جمع جیسے زید نے شاگرد کو پڑہایا۔ ہندہ نے شاگرد کو پڑہایا۔ استادون نے اپنے شاگردون کو بلوایا۔ لڑکیون نے اپنے ماں باپ کو پڑہایا۔ اور جب مفعول کسی فعل کا جملہ واقع ہو تو بھی فعل واحد مذکر ہوگا۔ جیسے لڑکی نے کہا مین کتاب پڑہتی ہون۔ لڑکون نے پوچھا تم کونسی کتاب پڑہتے ہو۔ وغیرہ۔ جو فعل دو مفعول چاہتا ہے وہ ثانی کا تابع ہوتا ہے جیسے ہم نے لڑکے کو کتاب دی **ف** جب کئی اسم مذکر و مونث ایک فاعل کے تابع ہون تو فعل کو آخر اسم کے موافق لائینگے جیسے مرد عورت لڑکے لڑکی آئی۔

فعل مُرکب کا بیان

فعل مُرکّب وہ ہے کہ اسکے دو جزو ہون۔ اسکی پانچ قسمین ہین۔ فعل تاکیدی فعل اختیاری فعل اختتامی۔ استمراری۔ مستقبل قریب الوقوع۔

فعل تاکیدی وہ ہے جسمین تاکید بہ نسبت فعل مفرد کے پائی جاے۔ امر واحد حاضر کے آخر یا مصدر چلنا کے ماضی مطلق کے آخر بعض جا اسکے بھی امر پر مصدر ڈالنا۔ دینا۔ جانا۔ وغیرہ کے صیغے بڑہانے سے فعل تاکیدی بنجاتا ہے جیسے مار ڈالا۔ اور رکہدیا اور رکھا گیا۔ چلا ڈالا۔ چلا دیا۔ چلا گیا۔ چلدیا **ف** بعض مصدر اور انکے مشتقات کبھی صرف دوسرے مصدرون کے مدد کے لئے آتے ہین اون سے اور کچھ غرض نہین ہوتی ہے جیسے جانا۔ دینا اور لینا مثلاً بیٹھ جاؤ۔ بیٹھو کے معنے سے چھوڑ دیا۔ چھوڑا کے معنی سے اور کھا لیا۔ کھایا کے معنے

فعل مرکب
فعل تاکیدی

سے یہان جاؤ اور دیا اور لیا مدد کے لئے ہین انکے اصل معنے سے کچھ غرض نہین۔

فعل اختیاری وہ ہے جس کا کرنا فاعل کے اختیار مین ہو۔ امر مذکور کے آخر مصدر سکنا کے صیغے بڑہانے سے فعل اختیاری حاصل ہوتا ہے جیسے لکھ سکتا ہے۔ پڑھ سکتا ہے۔

فعل اختتامی وہ ہے جس فعل کا تمام ہو جانا پایا جاوے۔ امر مذکور کے آخر مصدر چکنا کے صیغے زیادہ کرنے سے فعل اختتامی ہو جاتا ہے جیسے زید لکھ چکا۔ مین پڑھ چکا۔

فعل استمراری وہ ہے جسمین ہمیشگی اور کثرت کے معنے پائے جائین فعل کے آخر کرنا۔ جانا۔ رہنا۔ کے صیغے زیادہ کرنے سے فعل استمراری بن جاتا ہے جیسا سو یا کر۔ بولتا جا۔ پڑھتا رہ۔ کرنا اکثر بعد کسی ماضی مطلق کے استعمال کیا جاتا ہے اور جانا۔ رہنا۔ بعد اسم حالیہ کے مستعمل ہوتے ہین جیسے گذشتہ مثالون سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور کبھی امر استمرار کے آخر لفظ یو زیادہ کرتے ہین جیسے لکھتے رہیو۔ پڑھتے رہیو۔ جیتے رہیو۔ **ف**

فعل مستقبل قریب الوقوع وہ ہے جسکا ہونا زمانہ حال کے قریب معلوم ہو۔ اُسکا قاعدہ یہہ ہے کہ کسی مصدر یا فعل کے آخر لفظ چاہنا کے صیغے یا لفظ پر یا والا زیادہ کرتے ہین جیسے جایا چاہتا ہے۔ یا جانے پر ہے۔ یا جانے والا ہے۔ یعنی قریب ہے کہ زمانہ آیندہ مین جاے۔ مصدر کے آخر کے الف کو یاے مجہول سے بدل کر لفظ لگنا کے صیغے ملانے سے فائدہ شروع فعل کا ہوتا ہے جیسے وہ پڑھنے لگا یعنے اُس نے پڑھنا شروع کیا بعض اُسکو فعل مُفرد کہتے ہین **ف**[٢] مصدر کے اخیر بنا یا پڑا زیادہ کرنے سے معنے ضرورت کے حاصل ہوتے ہین۔ جیسے زید کو آنے بنا۔ اور رکھانا پڑا یعنے زید کو آنا اور رکھانا ضرور ہوا۔

اور کبھی اُن لفظون کے آخر لفظ ہی بھی فصاحت کے لئے زیادہ کرتے ہین جیسے زید کو جانا ہی بنا۔ اور آنا ہی پڑا یعنے بہت ضرور ہوا۔ ف

ف امر واحد حاضر کے آخر تعظیم کے لئے اکثر لفظ ئیے یا ئیگا اور جئے یا جیُگا زیادہ کرتے ہین جیسے آپ آئیے۔ یا آئیگا۔ آپ لیجئے۔ یا لیجیُگا۔ اور کبھی ایسا امر مضارع کے معنے کو مُفید ہوتا ہے۔ جیسے باغ مین جاتے ہی میرے دل مین آیا کہ ابکی دفعہ انگور لگانے یعنے انگور لگاؤن اور کبھی فعل کو مکرر لاتے ہین تا فائدہ کثرت کا دے جیسے زید چلتے چلتے تھک گیا۔

فعل صحیح اور غیر صحیح کا بیان

جانئے کہ فعل کے اور دو قسمین ہین صحیح اور غیر صحیح۔

فعل صحیح — **فعل صحیح** وہ ہے کہ جسکے حروفِ اصلی مین کچھ تبدیل یا حذف یا زیادتی حروف کی گردان کے وقت نہو جیسے۔ مارنا۔ بھاگنا۔ سمجھنا۔ وغیرہ۔

فعل غیر صحیح — اور **فعل غیر صحیح** وہ ہے جسمین گردان کے وقت کچھ تبدیل یا زیادتی حروف کی ہو جیسے کرنا۔ چاہئے کہ اسکا ماضی حسب قیاس کرا ہو لیکن رَ کو یَ کے ساتھ بدل کرکے کیا بناتے ہین۔ اور مرنا کا ماضی چاہئے کہ مرا ہو لیکن رے کو واؤ سے بدل کر مُوا کہتے ہین۔ اسطرح مصدر جانا کا فعل ماضی چاہئے کہ جایا ہو لیکن چونکہ کبھی فارسی مین ج کو گ کے ساتھ بدلتے ہین اس لئے یہان بھی ج کو گ سے بدلکر گایا کہتے ہین۔ پس مشابہت ہوی گانا کے ماضی سے جو گایا ہے۔ اس لئے الفِ اصلی کو حذف کر دیکر گیا کہتے ہین۔ اور ہونا کا ماضی چاہئے کہ ہویا ہو مگر ی کو حذف کرکے ہوا کہتے ہین۔

فعل مجاز کا بیان

فعل مجاز وہ ہے کہ اپنے اصلی معنے کے سوا دوسرے معنے مین استعمال کیا جاے چنانچہ کبھی مصدر کو مجازاً امر یا نہی کے معنے مین کہتے ہین جیسے۔ تم میرے یہان آنا یعنے آؤ۔ اور آج تم گھر نہ جانا۔ یعنے نہ جاؤ۔ اور کبھی ماضیٔ مطلق یا قریب کو ماضیٔ بعید کی جگہ استعمال کرتے ہین جیسے زید کو بہت سمجھایا۔ یعنے سمجھایا تھا۔ اور مین وہان گیا ہون۔ یعنے گیا تھا۔ اور کبھی ماضی کو باعتبار قریب الوقوع ہونیکے مستقبل کی عوض کہتے ہیں مثلاً کوئی نوکر سے پوچھا کہ کھانا لایا۔ اور نوکر جواب میں کہے کہ ہاں صاحب لایا یعنے نزدیک ہے کہ لاؤنگا۔ اور کبھی مُضارع سے ماضی کے معنے حاصل ہوتے ہیں جیسے کہ باغ میں جاکر دیکھوں تو وہان کچھ اور ہی گلکاریاں ہو رہے ہیں۔ یعنے جاکر دیکھا تو۔ اور کبھی فعل حال ماضیٔ بعید کی عوض کہا جاتا ہے۔ جیسے میں کل باغمیں جاکر کیا دیکھتا ہوں کہ طرح بطرح کے پھول کھل رہے ہین یعنے کیا دیکھا تھا۔ کبھی حال کو مستقبل کے عوض استعمال کرتے ہیں جیسے میں کل حیدرآباد جاتا ہوں احکام ونصایح واقوال وغیرہ جب انکے مُوجد یا مصنّف کو حالت فاعلی میں لاکر بیان کرتے ہیں تو حال کے مانند مستعمل ہوتے ہیں جیسے خداتعالیٰ جلّ شانہُ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ سعدی علیہ الرحمہ گلستان میں لکھتے ہیں۔ فلان مصنف یا مورخ اَیسا بیان کرتا ہے

تیسری فصل اسم کے بیان میں

اسم وہ ہے کہ معنی مستقل رکھے یعنے بغیر مدد دوسرے لفظ کے اپنے بتلاے اور کوئی زمانہ اسمیں نہ پایا جاوے۔ جیسے کتاب اور گھوڑا وغیرہ۔ واضح ہو کہ باعتبار اشتقاق اور عدم اشتقاق

جامد

کے اسم کے تین قسمیں ہیں جامد۔ مصدر۔ مشتق۔ **جامد** وہ اسم ہے کہ نام ہو کسی شخص یا چیز کا۔ اور وہ نہ خود کسی لفظ سے بنا ہو اور نہ اُس سے کوئی لفظ بنایا گیا ہو مثلاً پتھر۔ جھاڑ۔ صندوق۔ میز۔ کرسی قلم وغیرہ۔

مصدر

مصدر وہ ہے جس سے فعل اور اسم مشتق نکلیں علامت مصدر کی آخر میں لفظ **نا** ہے جیسے کہ لکھنا۔ پڑھنا۔ وغیرہ۔ اور مصدر کی دو قسمیں ہیں وضعی اور غیر وضعی

وضعی

وضعی وہ ہے جسکو کسی اہل ہند نے مصدر ہی کے لئے بنایا ہو جیسے۔ لکھنا۔ پڑھنا وغیرہ اور

غیر وضعی

غیر وضعی اسکو کہتے ہیں کہ اور زبانوں کے الفاظ میں خواہ فارسی ہوں یا عربی وغیرہ ہندی مصدر یا اسکی علامت کو زیادہ کرکے مصدر بنالیا ہو جیسے شور کرنا۔ خریدنا۔ داغنا۔ قبولنا وغیرہ کبھی اسم جامد یا صفت ہندی پر نا زائد کرکر مصدر بناتے ہیں۔ اسوقت علامت کے ماقبل ایک الف بھی زیادہ ہوتا ہی جیسے جوتیانا۔ گرمانا۔ یہ تصرف اہل زبان کا ہے۔

مشتق

مشتق وہ اسم ہے جو مصدر سے بنایا جاے جیسے لکھنا سے لکھنے والا۔ اور لکھا ہوا اسم مشتق ہیں۔ پس مشتق کی سات قسمیں ہیں اسم فاعل اسم مفعول حاصل مصدر۔ اسم تفضیل اسم آلہ اسم ظرف اسم حالیہ

اسم فاعل کا بیان

اسم فاعل

اسم فاعل وہ اسم مشتق ہے جو بقاعدۂ صرف مصدر سے بنے اور فاعل کی ذات کو بتاے جیسے مارنے والا۔ مرنے والا اور قاعدہ اسم فاعل بنانے کا یہ ہے کہ الف مصدر کو یاۓ مجہول سے بدل کر لفظ **والا**۔ یا **ہارا** بڑہا دیں تو صیغہ واحد مذکر کا بنجائے گا جیسے کہنیوالا لکھنے ہارا۔ اور جمع مذکر میں **والے** یا **ہارے** بیاۓ مجہول۔ اور مونث واحد میں **والی** یا **ہاری** بیاۓ معروف اور جمع مونث میں **والیاں** یا **ہاریاں** یا والیں یا ہاریں کہتے ہیں کبھی مصدر کے آخر کے الف کو

ساقط اور نون کو ساکن کرکے لفظ ہار بڑھا کر اسم فاعل بناتے ہیں جیسے ہون ہار۔ اب اُردو میں لفظ ہارا اور ہار کا استعمال متروک ہے کبھی فعل یا اسم کے آخر ی۔ ا۔ اک۔ چی زیادہ کرنے سے اسم فاعل بنتا ہی جیسے

علامت اسم فاعل	اسم فاعل	علامت اسم فاعل	اسم فاعل
ی	لالچی	اک	پیراک
ا	گویا۔ پیرا	چی	خزانچی۔ مشعلچی

اسم فاعل فارسی بھی اُردو میں مستعمل ہیں۔ اُن کے اخیر میں الفاظ نقشۂ ذیل سے کوئی ایک لفظ ہوتا ہے

نقشہ

علامت	اسم فاعل	علامت	اسم فاعل
نده	زننده۔ پرنده	مند	دولت مند۔ ہنرمند
امر	دست گیر۔ ملمع ساز	ا	دانا۔ بینا
گار	خدمت گار۔ پرہیزگار	ناک	خوف ناک۔ غمناک
گر	زرگر۔ ستمگر	گین	غمگین۔ اندوہ گین
بان	دربان۔ فیلبان	ور	نام ور۔ ہنرور
ار	خریدار	وار	تقصیروار

اسم مفعول کا بیان

اسم مفعول وہ اسم مشتق ہے جو بقاعدہ صرف مصدر سے بنے اور مفعول کی ذات کو بتلائے جیسے لکھا ہوا۔ یا لکھا۔ مارا ہوا۔ یا مارا۔ اور اسم مفعول بنانے کا طریقہ یہ ہے

کہ ماضیٔ مطلق کے اخیر میں لفظ ہوا زیادہ کریں۔ کبھی صرف فعل ماضیٔ مطلق ہی فائدہ اسم مفعول کا دیتا ہے جیسے یہ تخت کس کا بنایا ہے۔ یعنے کس شخص کا بنایا ہوا ہے اور اُس کے دونوں الف دوسرے صیغوں میں اسم فاعل کے آخر کے الف کے مانند بدلتے ہیں۔ فارسی کے اسم مفعول جیسے کشتہ۔ و فریفتہ وغیرہ بھی اردو میں مستعمل ہیں

ف اسم فاعل و اسم مفعول جمیع حالتوں میں آسکتے ہیں۔

حاصل مصدر کا بیان

حاصل مصدر وہ اسم مشتق ہے جو کیفیت معنی مصدر کی بتلاوے اور علامت مصدر کی اُس میں نہو۔ یعنے کرنے والا جو کام کرتا ہے تو وہ اثر جو اس کام میں ہے اُس کو حاصل مصدر کہتے ہیں جیسے لوٹنا سے لوٹ۔ دوڑنا سے دوڑ۔ اکثر امر واحد حاضر حاصل مصدر ہوا کرتا ہے۔ اور کبھی امر واحد حاضر کے آخر حرف **ت** یا **وٹ** یا **ہٹ** یا **ن** یا **ی** یا **ئی** یا **ا** یا **وا** بڑھانے سے بنتا ہے جیسے۔ بچت۔ بھرتی۔ بناوٹ۔ گھبراہٹ چلن ہنسی۔ کھلائی۔ جھگڑا۔ پھیلاوا۔ اور کبھی ماضیٔ مطلق کے آخر **ن** یا **و** یا **وٹ** یا **س** یا **پ** لانے سے حاصل مصدر بنتا ہے جیسے اڑان۔ لگاو ۔سجاوٹ۔ بناوٹ۔ پیاس ملاپ

ف مصدر میں حدوث کے معنے پائے جاتے ہیں اور حاصل مصدر میں کیفیت معنی مصدری جس میں دوام و استمرار ہے بلا علامت مصدر پائی جاتی ہے۔

اسم تفضیل کا بیان

اسم تفضیل وہ ہے جس کے موصوف کو اوروں پر فضیلت اور زیادتی ہو جیسے زید

بہت زیادہ جاننے والا ہے۔ اُس کے بنانے کا طور یہ ہے کہ صیغۂ اسم فاعل یا اسم صفت پر لفظِ زیادہ یا بہت یا جو لفظ کہ اُس معنے کا ہو زیادہ کرتے ہیں جیسے مثال میں گذرا۔ اور متاخرین نے صفت کے تین درجے کئے ہیں۔ ایک نفسی کہ جس میں خود کوئی معنیٔ وصفی پائی جاے جیسے اچھا۔ اور برا۔ دوسرا تفضیل بعض کہ جس میں زیادتی بعض پر پائی جاے اور علامت اسکی فارسی میں تر اور اردو میں بہت سے وغیرہ ہے جیسے بہت اچھا۔ یہ کتاب اُس سے اچھی ہے۔ تیسرا تفضیل کُل کہ جس میں بہت سی زیادتی پائی جاے اور علامت اسکی اُردو میں بہت اور سب سے یا بہت ہی وغیرہ ہے اور فارسی میں لفظِ ترین ہے۔ پس تفضیل بعض اور تفضیل کُل اسم تفضیل میں داخل ہیں اور تفضیل نفسی ہر اسم صفت میں پائی جاتی ہے۔ جاننا چاہئے کہ اگر صفت کے آخر الف ہو تو وہ جمع مذکر میں (ے) مجہول سے بدلتا ہے جیسے ایک اچھا مرد۔ اور دو اچھے مرد۔ اور مونث کے صیغوں میں (ی) معروف سے جیسے اچھی عورت اور اچھی عورتیں

فائدہ اکثر اسماے تفضیلِ عربی ہندی میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور صیغہ اسم تفضیل کا عربی میں ہمیشہ اَفعَل کے وزن پر آتا ہے جیسے اَفضَل۔ اَحسَن۔ اَعلَم۔ اَکبَر۔ اَشرَف۔ اَعظَم وغیرہ۔

اسمِ آلہ کا بیان

اسمِ آلہ۔ وہ اسم مشتق ہے جس میں معنے ہتیار یا اوزار کے پاے جائیں جیسے بیلنی۔ کترنی۔ اور اس کے بنانے کا طریقہ یہ ہے بعض حروف کو امر واحد کے آخر میں زیادہ کرتے ہیں۔ جیسے اِس جدولِ ماتحت میں مرقوم ہے۔

علامتِ اسمِ آلہ	اصل یعنے امر	اسمِ آلہ	علامتِ اسمِ آلہ	اصل	اسمِ آلہ
ن	بیل	بیلن	نا	رم	رمنا
نی	کتر	کترنی	و	جھاڑ	جھاڑو

اور چند حروف اسم کے آخر میں زیادہ ہونے سے اسمِ آلہ ہو جاتا ہے جیسے۔

علامتِ اسمِ آلہ	اصل یعنے اسم	اسمِ آلہ	علامتِ اسمِ آلہ	اصل یعنے اسم	اسمِ آلہ
ال	گھڑی	گھڑیال	انہ	دست	دستانہ
ک	عین	عینک	ہ	دست	دستہ

آور کبھی خود مصدر اسمِ آلہ کے معنے میں آتا ہے جیسے بیلنا بہ معنی بیلن کے ہے آور کبھی صیغۂ امرِ فارسی کسی اسم سے ملتا ہے تو اسمِ آلہ کا فائدہ دیتا ہے۔ مثلاً بادکش۔ جاروب۔ اور رومال اور عربی کے اسمِ آلہ کی علامت یہ ہے کہ اس کے شروع میں مکسور میم ہوتا ہے۔ جیسے مِسطر اور مِفتاح۔ مِقراض۔ مِصقلہ۔ وغیرہ۔

اسمِ ظرف کا بیان

اسمِ ظرف وہ اسم مشتق ہے کہ جس کے معنے جگہ یا وقت کے ہوں۔ اُردو میں کوئی اس کا خاص طور نہیں۔ کبھی تو علامتِ مصدر کی جگہ ک تا زہی لگانے سے بنتا ہے جیسے بیٹھک۔ آور کبھی خود مصدر بھی اس معنے میں مستعمل ہے جیسے۔ جھرنا پانی جھرنے کی جگہ۔ آور رمنا چراگاہ اور سیرگاہ کو بھی کہتے ہیں۔ آور کبھی اسم کے آخر یہ چند الفاظ جو جدول میں داخل ہیں زیادہ کرتے ہیں۔

علامتِ ظرف	اصل	اسم ظرف	علامتِ ظرف	اصل	اسم ظرف
استھان	دیو	دیوستھان	واڑی	پھول	پھولواڑی
شالہ	دھرم	دھرم شالہ	الہ	شو	شوالہ
ال	سُسرا	سُسرال	انہ	سر	سرانہ
پور	غازی	غازی پور	نگر	کشن	کشن نگر
سال	ٹکہ	ٹکسال	یال	نانا	ننھیال

اور کبھی فارسی میں اسم کے آخر ذیل کے الفاظ ملانے سے اسم ظرف ہوتا ہے جیسے۔

علامتِ ظرف	اصل	اسم ظرف	علامتِ ظرف	اصل	اسم ظرف
خانہ	کتب	کتب خانہ	آباد	حیدر	حیدرآباد
دان	سرمہ	سرمہ دان	گاہ	آرام	آرام گاہ
ستان	گل	گلستان	زار	لالہ	لالہ زار
شن	گل	گلشن	سار	کوہ	کوہسار

اور عربی میں میم مفتوح اوّل میں رہتا ہے۔ جیسے۔ مکتب۔ مدرسہ۔ مسجد۔ وغیرہ۔

اسم حالیہ کا بیان

اسم حالیہ وہ اسم مشتق ہے کہ بیان کرے کیفیت اور حالت فاعل یا مفعول کی اکثر صیغہ ماضی تمنائی کا اسم حالیہ ہوتا ہے جیسے زید مُسکراتا جاتا تھا۔ لفظِ مسکراتا حال فاعل کا یعنے زید کا بیان کرتا ہے۔ اور کوئلے کو جلتا دیکھا۔ یہاں لفظِ جلتا حالت مفعول کی

یعنے کو یلے کی بیان کرتا ہے۔ اور کبھی ماضی تمنائی کے آخر لفظ ہوا بھی زیادہ کرتے ہیں۔ جیسے زید مسکراتا ہوا جاتا تھا۔ اور اسم حالیہ کا الف جمع و مونث میں ماضی تمنائی کے مانند بدلتا ہے۔ فارسی کے اسم حالیہ بھی اُردو میں مستعمل ہیں جو امر واحد حاضر یا صفت پر الف و نون زائد کرنے سے بنتے ہیں۔ جیسے خندان اور شادان۔

تقسیم اسم جامد کی

جاننا چاہیئے کہ باعتبار تعین اور عدم تعین کے جامد کی دو قسمیں ہیں۔ نکرہ اور معرفہ۔
نکرہ وہ اسم ہے کہ غیر معین چیز پر دلالت کرے یعنے ایک جنس کے تمام افراد پر صادق آئے جیسے۔ مرد۔ جو ہر ایک مرد کو کہہ سکتے ہیں۔ اسیطرح۔ آدمی۔ گھوڑا۔ اونٹ وغیرہ۔ اور نکرہ کو اسم جنس اور اسم عام اور اسم کلّی بھی کہتے ہیں

معرفہ وہ ہے جس سے کوئی شخص یا چیز معین سمجھی جائے یعنے ایک جنس کے خاص فرد پر بولا جاوے۔ مثلاً زید۔ مدراس۔ معرفہ کو اسم خاص اور جزئی حقیقی بھی کہتے ہیں۔

تقسیم معرفہ

معرفہ کی چھہ قسمیں ہیں۔ علم۔ ضمیر۔ اسم اشارہ۔ اسم موصول اور مضاف اِن چار ونکی طرف اور منادیٰ

قسم اول علم

علم وہ ہے کہ خاص آدمی یا کسی خاص جانور یا چیز کا نام ہو مثلاً زید ایک شخص کا نام ہے جو اُس کی ذات کے سوا اور کسی کے لئے نہین کہا جاتا ہے۔ اور ایسا ہی عبداللہ۔ جمنا مدراس۔ حیدرآباد وغیرہ کنیت۔ عرف۔ خطاب۔ لقب۔ تخلص۔ یہ بھی داخل علم ہیں۔

کنیت وہ ہے جو کسی رشتے سے یعنے باپ یا بھائی یا بیٹا وغیرہ کہکر پکارا جائے
جیسے احمد کا باپ ابو محمد **ف** اس کا استعمال اکثر عرب میں ہے

عرف وہ ہے جو لڑکپن میں بہ سبب محبت یا اور کسی وجہ کے ایک اور نام معزز یا محقّر
اصلی نام کے سوا رکھا جائے اور وہ مشہور بھی ہو جائے جیسے احمد کسی کا نام ہے اسکو نواب
ہیں۔اور اسی طرح اسم محقّر مثلاً چوہا۔ گرگٹ۔ چھپکلیا۔ کوڑا۔ گھڑو۔ گھانسی۔ گھوڑا وغیرہ
عُرف میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات اصلی نام کو کم کر کے بطور عُرف کہتے ہیں
جیسے شمس الدین کو شمسو کہلاتے ہیں۔

خطاب وہ ہے کہ اس میں کچھ معنی وصفی پائی جائے۔اور کسی سرکار سے وہ نام
دیا جائے جیسے شجاع الدولہ۔ خانخاناں وغیرہ۔

لقب وہ ہے کہ ناموں کے اوّل یا آخر تعظیم کے واسطے بعض الفاظ باعتبار قوم
یا پیشہ وغیرہ کے زیادہ کرتے ہیں جیسے راجپوتوں کے نام میں سنگھ مثلاً دھیان سنگھ اور لچھمن
سنگھ اور کایتوں کے نام پر رائے یا کشور مثلاً مہتاب رائے۔اور نولکشور۔اور ساہوکاروں مہاجنوں
کے نام پر ساہ یا سیٹھ مثلاً سیٹھ لکھی چند۔اور ساہ بہاری لال۔ اور ہندوؤں میں راجپوتوں کے
نام پر لفظ ٹھاکر اور کنور کا جیسے ٹھاکر دھیان سنگھ اور کنور لچھمن سنگھ اور برہمنوں کے نام
کے ساتھ پانڈے اور تیوارے چوبے دوبے یا مصر یا پنڈت جیسے بہاری لال چوبے۔موہن
لال دوبے۔ مصر موہن لال۔ ٹیکا رام پانڈے۔ جوگل کشور تیوارے۔ پنڈت ہیرا لال
پانڈے مکند رام۔اور مسلمانوں میں پٹھانوں کے نام کے اخیر خاں جیسے شیر خان

اور مغلوں کے نام کے ساتھ لفظ میرزا اور بیگ جیسے میرزا احمد بیگ۔ اور سیدوں کے نام کے ساتھ سید یا میر جیسے سید علی۔ میر مظہر علی۔ اور شیخوں کے نام کے ساتھ شیخ جیسے شیخ عبد اللہ۔ اور مسلمان فقیروں کے نام کے ساتھ صوفی اور شاہ جیسے احسان الدین صوفی اور عبد اللہ شاہ اور ہندو فقیروں کے ساتھ لفظ گرو اور مُنی اور بھگت زیادہ کرتے ہیں۔ جیسے لعل گرو۔ یا رام منی اور رام دیال بھگت **تخلّص** وہ مختصر نام ہے کہ شاعر اپنے واسطے خاص شعروں میں مقرر کرتے ہیں۔ جیسے سعدی۔ جامی۔ حافظ۔ نظامی۔

قسم دوم ضمیر

ضمیر وہ ہے جو بجاے اسم متکلم و مخاطب یا غائب کے جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہو اختصار اور دفع تکرار کے لئے آے جیسے زید آیا اور اُس نے اپنا سبق پڑھا۔ پس لفظ اس نے جو ضمیر واحد غائب کی ہے واسطے اختصار اور دفع تکرار کے بجاے زید کے جسکا ذکر آگے ہو گیا۔ آیا۔ اگر یوں ہی کہتے کہ زید آیا اور زید نے زید کا سبق پڑھا۔ تو جملہ بے محاورہ ہو جاتا۔ اُردو ضمائر میں مذکر اور مؤنث اور جاندار اور بے جان کے لئے کچھ فرق نہین۔ جسکی طرف ضمیر پھرتی ہے اسکو **مرجع** کہتے ہین۔ کُل ضمیریں پانچ ہیں۔

میں	ہم	تو	تم	وہ	وہ
ضمیر واحد متکلم	ضمیر جمع متکلم	ضمیر واحد مخاطب	ضمیر جمع مخاطب	ضمیر واحد غائب	ضمیر جمع غائب

پھر ضمیر کی تین حالتیں ہیں۔ ضمیر فاعل۔ ضمیر مفعول۔ ضمیر مضاف الیہ۔

ضمیر فاعل وہ ضمیر ہے جو بجاے فاعل آئے چنانچہ۔

ضمیر فاعل	واحد	جمع
متکلم	میں آیا	ہم آے
مخاطب	تو آیا	تم آے
غائب	وہ آیا	وہ آے

ضمیر مفعول

بعض وقت ضمیر فاعل پوشیدہ رہتی ہے جیسے لکھہ یعنے تو لکھہ نہ کر یعنے تو نکر

ضمیر مفعول وہ ہے کہ جو بجاے مفعول آے اسکے بنانے کا طریقہ یہہ ہے کہ ضمیر فاعل کے آخر مین مفعول کی علامتین یعنے کو یا ای مجہول یا ین زیادہ کریں. مثلاً۔

ضمیر مفعول	واحد	جمع
متکلم	مجھکو یا مجھے دیا	ہمکو یا ہمیں دیا
مخاطب	تجھکو یا تجھے دیا	تمکو یا تمھیں دیا
غائب	اسکو یا اسے دیا	انکو یا انھیں دیا

ضمیر مضاف الیہ

ضمیر مضاف الیہ

ضمیر مضاف الیہ وہ ضمیر ہے جو بجاے مضاف الیہ واقع ہو یعنے جسکی طرف کسی چیز کو منسوب کریں. اور ضمیر فاعل کے آخر لفظ کا یا کے یا کی زیادہ کرنے سے ضمیر مضاف الیہ بن جاتی ہے. مضافِ واحدِ مذکر کی علامت کا ہے۔ اور جمع مذکر کی علامت لفظ کے اور مضافِ واحد اور جمع مونث کی علامت لفظ کی ہے. لیکن بعد داخل ہونے علامت مفعول او مضاف الیہ کے ضمائر میں اکثر تغیر و تبدیل واقع

ہوتی ہے۔ اسکا مفصل حال بعد اسم اشارہ کے بیان کیا جائیگا۔

ضمیر مضاف الیہ	واحد	جمع
متکلم	میرا - میری - میرے	ہمارا - ہماری - ہمارے
مخاطب	تیرا - تیری - تیرے	تمھارا - تمھاری - تمھارے
غائب	اسکا - اسکی - اسکے	انکا - انکی - انکے

ف چند الفاظ واسطے انکسار اور فروتنی کے بجائے متکلم لاتے ہیں۔ وہ یہہ ہیں بندہ - فدوی - کمترین - غلام - نیازمند - احقر - خاکسار - حقیر - فقیر - عاجز - مخلص نمکخوار - خانہ زاد - گنہ گار - عاصی - اینجانب - ایسے الفاظ کے ساتھہ فعل صیغۂ واحدِ متکلم استعمال کیا جائیگا۔ اور جو الفاظ ضمیر مخاطب یا غائب کے مقام مین تعظیماً و ادباً یا محبتاً استعمال کئے جلتے ہیں یہہ ہیں - حضور - خداوندِ نعمت - جنابِ عالی - عالی جاہ خود بدولت - غریب پرور - پیر و مرشد - حضرت - جناب - قبلۂ حاجات - قبلۂ عالم - آپ صاحب - مخدوم - مہربان - برخوردار - وغیرہ ایسے الفاظ کے ساتھہ فعل صیغۂ جمع مخاطب جبکہ مخاطب کے لئے ہو - اور صیغۂ جمع غائب جبکہ غائب کے لئے ہو استعمال کرینگے۔

تیسری قسم اسمِ اشارہ

اسم اشارہ وہ اسم ہے جس سے کسی چیز کے طرف اشارہ کریں۔ اور جسکی طرف اشارہ کیا جائے اسکو مُشارٌ الیہ کہتے ہیں۔ اور اسمِ اشارہ کے دو لفظ ہیں۔ ایک واسطے قریب کے اور ایک واسطے بعید کے۔

اسم اشارہ	واحد	جمع	اسم اشارہ	واحد	جمع
قریب	یہہ	یہہ	بعید	وہ	وہ

[illegible]

فائدہ فرق معنوی ضمیر غائب اور اسم اشارہ بعید میں جو لفظاً یکساں ہیں یہہ ہے کہ ضمیر اشارۂ ذہنی کو کہتے ہیں۔ اور اسم اشارہ میں اعضائے ظاہری یعنے انگلی یا آنکھہ سے کسی شئی موجودہ کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

ضمائر کی تبدیل

ضمائر اور اسم اشارہ کی تبدیل کا بیان

[illegible]

واضح ہو کہ جو حروف جملوں میں نشانی فاعلیت اور مفعولیت اور اضافت یا ظرفیت یا تشبیہ وغیرہ کا فائدہ دیتے ہیں انکو حروف معنوی کہتے ہیں۔ انکی دو قسمیں ہیں۔ مفرد اور مرکب **مفرد** صرف حروف ہیں جیسے نے۔ سے۔ کا۔ کے۔ کی۔ کو۔ نے۔ والا وغیرہ۔ اور **مرکب** کل اسماے ظروف یا شبہ ظروف ہیں۔ جو بسبب پوشیدہ رہنے حرف ہیں۔ سے۔ کو۔ وغیرہ علامت ظرفیت کے انکو حروف معنوی مرکب کہتے ہیں جیسے پاس۔ طرف۔ آگے۔ پیچھے۔ اور نیچے وغیرہ اسم ظرف ہیں۔ یعنے آگے سے اور پیچھے سے یا اوپر کو وغیرہ اور قدر۔ مقدار۔ موجب۔ برابر وغیرہ شبہ ظروف ہیں جیسے کہ اسقدر یعنی اسقدر سے یا اسقدر میں ہے۔ پس اسمائے ضمائر یا اسمائے اشارہ وغیرہ کے آخر حروف معنوی کے آنے سے تبدیلی ہوتی ہے چنانچہ۔

قاعدہ ۱

جب لفظ وہ اور یہہ کے بعد جو ضمیر واحد غائب ہے حرف معنوی آئے تو واو کو الف

مضمومہ اور ی کو الفِ مکسور کے ساتھ بدل کر ہ کو س سے بدلتے ہیں مثلاً وہ کو سے
اسکو اور یہ کو سے اِسکو ہوا ان مثالوں میں دیکھو۔

اصل	جو لفظ بدل کر بن گیا		اصل	جو لفظ بدل کر بن گیا
وہ نے	اُس نے		یہ نے	اِس نے
وہ میں	اُس میں		یہ میں	اِس میں
وہ پاس	اُس پاس		یہ پاس	اِس پاس

قاعدہ ۲

ضمیرِ جمعِ غائب کے بعد حروف معنوی آنے سے واو کو الفِ مضموم سے اور یا کو
الف مکسور سے بدل کر اس کے بعد ن یا ن اور ہ مخلوط بڑھاتے ہیں جیسے اُن کا اور
ان میں اور اُن نے اور انھیں اور اُنھہ کا اور اُنھہ میں اور کبھی ن اور و کے ساتھ
واو اور نون بھی لاتے ہیں جیسے انھوں نے اور انھوں سے وغیرہ۔

اصل	جو لفظ بدل کر بن گیا	اصل	جو لفظ بدل کر بن گیا	اصل	جو لفظ بدل کر بن گیا
وہ کا	اُن کا	یہ کا	اِن کا	وہ میں	اُن میں
یہ میں	اِن میں	وہ نے	اُن نے	یہ نے	اِن نے

ف لفظ اُن واحد پر بھی بولا جاتا ہے مگر صرف حالت فاعلی میں جب کہ اس کے
بعد نے آئے جیسا اُن نے کہا بجاے اُس نے کہا۔

قاعدہ ۳

جب میں۔ ہم۔ تو۔ تم۔ کے بعد حروفِ کا و کی۔ یا کے حرف آئے تو کاف رے سے بدل جائیگا لیکن فصاحت کے لئے بعد میم ہم کے الف اور بعد میم تم کے لفظ یا زیادہ کرتے ہیں۔ اور لفظ میں کا نون کثرتِ استعمال سے گر جاتا ہے۔ اور فتحِ میم میں اور ضمۂ تاے تو کسرۂ مجہول سے بدل جاتا ہے جیسے کہ

اصل	جو لفظ بدل کر بن گیا	اصل	جو لفظ بدل کر بن گیا
میں کا گھوڑا	میرا گھوڑا	تم کی کتاب	تمھاری کتاب
میں کے گھوڑے	میرے گھوڑے	ہم کے گھوڑے	ہمارے گھوڑے
تو کی گھوڑی	تیری گھوڑی	تم کی گھوڑی	تمھاری گھوڑی

چونکہ را قائم مقام کا کے ہوتا ہے اس واسطے دونوں کو جمع کرنا جائز نہیں مثلاً یوں کہنا میرا کا قلم غلط ہے۔

قاعدہ ۴ جب میں۔ ہم اور تو۔ تم کے بعد حرف نے آئے تو کچھ تبدیلی نہیں ہوتی جیسے کہ میں نے کہا۔ ہم نے پڑھا۔ تو نے لکھا۔ تم نے سنا۔

قاعدہ ۵۔ جب لفظ میں اور تو کے بعد سوا ان چار حروف یعنے کا و کی و کے اور نے کے اور دوسرے حروف معنوی آتے ہیں تو لفظ میں کا مجھ ہو جاتا ہے اور لفظ تو کا تجھ ہو جاتا ہے جیسے مجھکو۔ تجھکو۔ مجھ سے۔ تجھ سے۔ مجھے۔ تجھے۔ وغیرہ

قاعدہ ۶۔ جب ایک ہی جملے میں دو ضمیریں یا دو اسم اشارہ ایک مرجع کے اس طرح واقع ہوں کہ اول ضمیر یا اسم اشارہ فاعل ہو اور دوسری ضمیر یا اسم اشارہ

مضاف الیہ ہو تو ضمیر مضاف الیہ یا اسم اشارۂ مضاف الیہ کو لفظ اپنا یا اپنے بیائے مجہول یا اپنی بیائے معروف سے بدلتے ہیں خواہ ضمیر فاعل کی ظاہر ہو یا پوشیدہ۔ جیسے

جو لفظ اصل میں تھا	جو لفظ بدل کر بن گیا	جو لفظ اصل میں تھا	جو لفظ بدل کر بن گیا
میں نے میری کتاب پڑھی	میں نے اپنی کتاب پڑھی	میں نے میرا گھوڑا دیا	میں نے اپنا گھوڑا دیا
میں نے میری گھوڑی بیچی	میں نے اپنی گھوڑی بیچی	تو نے تیرا چاقو لیا	تو نے اپنا چاقو لیا
تو نے تیرا قلم لیا	تو نے اپنا قلم لیا	تو نے تیری تلوار لی	تو نے اپنی تلوار لی
وہ اسکی ٹوپی پہنتا ہے	وہ اپنی ٹوپی پہنتا ہے	وہ اس کا سبق پڑھتا ہے	وہ اپنا سبق پڑھتا ہے
وہ اسکی کتاب یاد کرتا ہے	وہ اپنی کتاب یاد کرتا ہے	تیرا سبق سنا	اپنا سبق سنا

اخیر مثال میں لفظ تو ضمیر فاعل پوشیدہ ہے اس لئے ضمیر تیرا لفظ اپنا سے بدل ہوگیا بخلاف مجھے میری کتاب دو گے۔ اگرچہ اس جملہ میں دونوں ضمیریں ایک ہی مرجع کے ہیں اور دوسری ضمیر مضاف الیہ بھی ہے لیکن ضمیر اول فاعل کی نہیں ہے۔ بلکہ مفعول کی ہے اس لئے لفظ اپنے کے ساتھ بدل نہ ہوئی۔

چوتھی قسم اسم موصول

اسم موصول وہ ہے جو بدون صلہ کے جملہ کا پورا جزو نہ ہو سکے یعنے بغیر صلہ کے نہ فاعل ہو سکے نہ مفعول اور نہ مبتدا ہو سکے نہ خبر نہ ظرف وغیرہ۔ لیکن صلہ سے ملکر البتہ جملہ کا جزو ہو سکتا ہے اور صلہ ایک جملۂ خبریہ ہوا کرتا ہے۔ اسم موصول کے دو لفظ ہیں۔ جو اور جن۔ جیسے جو لڑکا کل آیا تھا اب حاضر ہے۔ اس مثال میں جو لڑکا اسم موصول ہے

اور کل آیا تھا اس کا صلہ ہے۔ اور جب اسم موصول کے آخر کوئی حرف معنوی آئے تو لفظ جو بدل کر حالت وحدت میں جس اور حالت جمع میں جن اور کبھی جنھوں کہا جاتا ہے جیسے جس کو۔ جس کا۔ جن سے نے۔ جن کو۔ جنھوں نے۔ اور جب اسم موصول میں شرط کے معنے پائے جاتے ہیں تو اُنکی جزا میں حروف تو۔ وہ آتے ہیں۔ جیسے جو آئیگا تو لیگا۔ جو دیگا وہ پائیگا۔

تعریف مضاف

پانچویں قسم نکرہ جو علم یا ضمیر یا اسم اشارہ یا اسم موصول کی طرف مضاف ہو

جو اسم نکرہ کہ علم یا ضمیر یا اسم اشارہ یا اسم موصول کی طرف مضاف ہو وہ معرفہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں بھی ایک طرح کی خصوصیت آجاتی ہے۔ جیسے احمد کا لڑکا تیرا بھائی اس کا باپ۔ جس کا چچا۔ پس لڑکا اور بھائی اور باپ اور چچا اگرچہ نکرہ ہیں لیکن بسبب مضاف ہونے کے ان میں ایک طرح کی خصوصیت آگئی۔

منادی

چھٹویں قسم منادی

جب کسی اسم نکرہ کو حرف ندا کے ساتھ پکارتے ہیں تو اس میں بھی بسبب بلانے کے ایک طرح کی خصوصیت آجاتی ہے جیسے کہ اے لڑکے ذرا یہاں آنا یا او جانے والے میری بات سننا۔

حروف استفہام

استفہام کا بیان

لفظ کون اور کیا واسطے استفہام کے آتے ہیں۔ مگر لفظ کون واسطے جاندار اور ذیجان کے اور کیا واسطے بے جان کے آتا ہے جیسے کون کھڑا ہے۔ یہ کون چیز ہے یہ کیا بات ہے۔ ان میں واحد اور جمع ہر دو برابر ہیں۔ اور استفہام کی تین قسمیں

ہیں۔ استخباری۔ اقراری۔ انکاری **استخباری** جو صرف واسطے خبر پوچھنے کے ہو
جیسے تمھارا کیا نام ہے **اقراری** وہ کہ سوال سے اقرار پایا جاتا ہو جیسے تم دانا
نہو تو اور کون ہو۔ اس مثال میں مخاطب کی دانائی کا اقرار پایا جاتا ہے کہ تم دانا ہو
انکاری وہ ہے جس سے انکار پایا جاے جیسے کیا دنیا میں ہمیشہ رہو گے؟
یعنے نہیں۔ اور کبھی لفظ کیا جھڑکی سے کہا جاتا ہے تو منع کا فائدہ دیتا ہے جیسے
تو کیا کام کرتا ہے۔ یعنے یہہ کام نکر۔ اور کبھی اِستغنا اور بے پروائی کے معنے میں آتا ہے
جیسے **مصرع** تجھہ بن بہشت پیارے میں لیکے کیا کرونگا۔ اور کبھی تعجب کے واسطے
آتا ہے جیسے کیا خوب کیا ہی نیک ہے۔ اور کبھی حسرت اور تمنا کے لئے آتا ہے جیسے
اگر میں نوکر ہوتا تو کیا خوب ہوتا۔ اور تبدیل لفظ اِستفہام کی اسم موصول کی تبدیل کے
برابر ہے یعنے واحد کے لئے کس اور جمع کے لئے کن آتا ہے۔ جیسے کس کا گھوڑا ہے
کن لڑکوں نے سبق یاد نہیں کیا اور تنکیر کے دو لفظ ہیں **کوئی**۔ اور **کچھہ**۔
جاندار کے واسطے اکثر کوئی آتا ہے۔ جیسے کوئی آدمی۔ یعنے ایک غیر معیّن شخص۔ اور
بیجان کے واسطے کچھہ جیسے کچھہ چیز۔ اور کبھی دونوں ایک دوسرے کی جگھہ کہے جاتے
ہیں جیسے یہہ بھی کوئی چیز ہے۔ اور تم کچھہ آدمی نہیں۔ اور تبدیل کوئی اور کچھہ کی لفظِ
کِسی سے ہوتی ہے جیسے کسی شخص نے کسی ملک میں مقام کیا۔

قاعدہ جب لفظ استفہام یا اسم تنکیر اور حروف معنوی کے درمیان فصل واقع
ہو یعنے ان کے درمیان اور کوئی لفظ آجاے تو بھی نثر میں ان کو تبدیل کرنا ضرور ہے

جیسے کون شخص کا صندوق ہے کے عوض کس کا صندوق ہے کہنا فصیح ہے۔ اور کوئی ملک کا آدمی کے بجاے کسی ملک کا آدمی۔ اور کچھہ چیز میں کے عوض کسی چیز میں کہنا فصیح محاورہ ہے۔ مگر ایسی جگہہ نظم میں بے تبدیل بھی جائز تھا۔ اب متروک ہے **شعر**

مجھہ سے مت جی کو لگاؤ کہ نہیں رہنے کا ٭ میں مسافر ہوں کوئی دن کو چلا جاؤنگا

فائدہ لفظ اِن۔ اُن۔ جن۔ تن۔ کن۔ اگرچہ جمع ہیں مگر تعظیماً واحد کے لئے بھی کے جاتے ہیں۔ بشرطیکہ حالتِ فاعلی میں اُن کے بعد نے آئے مثلاً اُن نے کہا درعوض اس نے کہا کے۔ لیکن لفظ انھوں۔ جنھوں۔ کنھوں خاص جمع کیلئے ہیں

فائدہ اسماءِ ضمائر یا اسماءِ اشارہ یا اسماءِ موصول اور لفظِ استفہام یا اسمِ تنکیر کی تبدیل کے واسطے حروف معنوی کا ہونا ضرور ہے۔ خواہ مذکور ہوں جیسے آگے کے مثالوں میں گذرا۔ یا مُقدّر جیسے اسقدر۔ جسقدر۔ کسقدر۔ کہ اصل میں یہہ قدر۔ جو قدر۔ کیا قدر تھے۔ مگر حرف سے یا میں پوشیدہ رہنے کے بسبب تبدیل ہو گئے۔ اسی طرح آگے جاؤ میں۔ بسبب مقدر رہنے لفظ کو کے لفظ آگا میں تبدیل ہوگئی جو اصل میں آگے کو جا تھا

فائدہ ان پانچ الفاظ یعنے یہہ۔ وہ۔ جو۔ تو۔ کیا۔ پر حروفِ اں۔ یں۔ ب۔ د۔ دہر دن۔ سا۔ تا۔ تنا۔ زیادہ کرنے سے پانچوں تبدیل پاتے ہیں۔ اور ظرف زمان و مکان اور سمت اور طور اور تشبیہ اور مقدار کا فائدہ دیتے ہیں چنانچہ لفظ یہہ۔ جو۔ تو۔ کیا کے اخیر اں یا یں زیادہ کرنے سے ظرف مکان کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اور لفظ **ب** یا **و** کے بڑہانے سے فائدہ ظرف زمان کا۔ اور لفظ **و ن** کے بڑہانے سے فائدہ طو

اور استفسار یا اظہار سبب کا۔ اور لفظ سا کے لانے سے فائدہ تشبیہ کا اور لفظ تا یا تنا
کے لانے سے قدر اور اندازہ کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جیسے

جو حروف بڑھاتے ہیں	یہہ	وہ	جو	تو	کیا	جس کا فائدہ دیتے ہیں	تبدیل کی کیفیت
ان	یہاں	وہاں	جہاں	تہاں	کہاں	ظرف مکان	حرف اول مفتوح ہوا اور لفظ جو اور تو میں واؤ اور کیا میں ے حرف ہ سے بدل ہوگئے ہیں۔
ہیں	یہیں	وہیں	"	"	کہیں	ایضاً	لفظ کیا میں یا ہ ہوگئی۔
ب	اب	"	جب	تب	کب	ظرف زمان	لفظ جو تو اور کیا میں واو اور یا حذف ہوگئے ہیں۔
د	"	"	جد	تد	کد	ایضاً	لفظ جو تو اور کیا میں واو اور یا حذف ہوگئے ہیں۔
دھر	اِدہر	اُدہر	جدہر	تدہر	کدہر	سمت مکان	یہہ اور وہ میں ہ محذوف ہوگئی۔ اور بجاے ی کے الف مکسور اور بجاے واو کے الف مضموم رہ گیا۔ اور جو تو میں سے واو گر گیا۔ اور لفظ کیا میں الف گر گیا
ون	یون	وون	جون	تون	کیون	طور استفسار یا اظہار	یہ اور وہ کی ہ جو تو کا واؤ ساقط۔ یہہ کی ی محذوف ہوگئی ہے۔ کیا میں الف گر گیا۔
سا	ایسا	ویسا	جیسا	تیسا	کیسا	تشبیہ	یہہ اور وہ میں ہ ی سے بدل گئی ہے اور یہہ کی ی اور وہ کا واؤ الف مفتوح سے بدل گیا ہے اور جو تو میں واؤ ی سے بدل گیا ہے۔ اور کیا میں الف گر گیا۔
تا	اِتا	اُتا	جِتا	تِتا	کِتا	قدر و اندازہ	تبدیل اس کی مثل دہر کے ہے۔
تنا	اِتنا	اُتنا	جِتنا	تِتنا	کِتنا	ایضاً	ایضاً

اسم صفت اور غیر صفت کا بیان

جاننا چاہیئے کہ اگر کسی اسم سے فقط ذات سمجھی جائے بغیر معنی وصفی کے تو وہ اسم ہے۔ جیسے زید۔ رام۔ لچھمن۔ کمان۔ تیر۔ وغیرہ۔ اور اگر کسی اسم میں وصفی معنے پاے جائیں تو اس کو **صفت** کہتے ہیں جیسے بھلا۔ برا۔ نیک۔ بد۔ وغیرہ پس صفت کی دو قسمیں ہیں ایک **مفرد** جیسے۔ اچھا۔ بھلا۔ بُرا۔ کالا۔ پیلا۔ موٹا۔ پتلا سیدھا۔ تیڑھا۔ سرخ۔ سفید۔ ہرا۔ وغیرہ۔ دوسری **مرکب** وہ کہ کوئی اسم حروفِ زوائد کے لانے سے صفت بن جاسے۔ اور صفت مرکب کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی قسم یہہ کہ زوائد اس کے آخر میں آئیں جیسے اس جدول سے ظاہر ہے۔

حروف زوائد	اصل	صفت	حروف زوائد	اصل	صفت
ا	بھوکہ	بھوکھا	انہ	طفل	طفلانہ
آور	زور	زورآور	بند	ہتھیار	ہتھیاربند
اڑی	کھیل	کھلاڑی	دار	وفا	وفادار
سار	کوہ	کوہسار	گیر	دل	دلگیر
گیں	غم	غمگیں	لو	جھگڑا	جھگڑالو
لا	پیچھا	پچھلا	مند	دولت	دولتمند
نا	دو	دونا	ناک	ہول	ہولناک
و	دیدار	دیدارو	اک	دوڑ	دوڑاک

حروف زوائد	اصل	صفت	حروف زوائد	اصل	صفت
وار	سوگ	سوگوار	ور	نام	نامور
ہ	دوسال	دوسالہ	ی	بازار	بازاری
یا	دکھ	دکھیا	یل	دودھ	دودھیل
یلا	رنگ	رنگیلا	ین یا ینہ	چوب	چوبیں یا چوبینہ
گوں	نیل	نیلگوں	فام	زعفران	زعفران فام
وش	برق	برق وش	وار	مردانہ	مردانہ وار
گر	شیشہ	شیشہ گر	گار	گنہ	گنہ گار

اور کبھی صفت مرکب دو اسم سے ہوتی ہے جیسے منھ زور۔ جفا کار۔ وغیرہ

دوسری قسم یہہ کہ زوائد شروع میں داخل کریں۔ جیسا اس جدول میں ہے۔

حروف زوائد	اصل	صفت	حروف زوائد	اصل	صفت
ان	دکھا	ان دکھا	با	وفا	باوفا
بے	صبر	بےصبر	بد	نام	بد نام
کم	بخت	کم بخت	لا	علم	لاعلم
نا	خوش	ناخوش	ہم	عمر	ہم عمر
کو	ڈول	کوڈول	سو	ڈول	سوڈول

اسم سالم اور غیر سالم کا بیان

واضح ہو کہ باعتبار تبدیل اور عدم تبدیل کے اسم کی دو قسمیں ہیں۔ سالم۔ اور غیر سالم
اور بعضے سالم کو غیر منصرف کہتے ہیں۔ اور غیر سالم کو منصرف کہتے ہیں۔

اسم سالم کا بیان

اسم سالم یا غیر منصرف وہ ہے جس کے آخر الف یا ہ اصلی نہو۔ اس کے صیغۂ واحد
میں بسبب آنے حروفِ معنوی یا اسماءِ ظروف کے تبدیل نہیں ہوتی۔ جیسے مرد نے
عورت کو کہا کہ ایک چٹھی سبز جلد کی کتاب میں سے نکال کر لڑکے کے پاس بھیجئے اس
مثال میں حروفِ معنوی کے آنے سے کچھ تبدیل نہیں ہوی۔ اور ملکہ نے فرمایا کہ خدا کے
فضل سے سب طرح خیریت ہے۔ اگرچہ ملکہ کے آخر ہ موجود ہے لیکن لفظِ ملکہ بباعث
ہونے ہ زائدہ علامتِ مؤنث کے۔ اور لفظ خدا بسبب ہونے اسمِ علم کے تبدیل نہوے

اسم غیر سالم کا بیان

اسم غیر سالم یا منصرف اسکو کہتے ہیں جس کے آخر الف یا ہاے مختفی ہو
اور اس کے صیغۂ واحد میں بسبب آنے یا مقدر رہنے حروفِ معنوی یعنے علامتِ فاعل
یا اسمِ مفعول یا اضافت یا ظرفیت یا تمیز یا حرفِ ندا کے ساتھ ے مجہول کے
بدل جائے خواہ وہ اسمِ جامد ہوں مثلاً لڑکا۔ لڑکے نے۔ لڑکے کو۔ لڑکے
کا۔ لڑکے میں۔ لڑکے سے۔ اے لڑکے۔ بندہ۔ بندے نے۔ بندے کو۔
بندے کا۔ بندے میں۔ بندے سے۔ اے بندے۔ خواہ مصدر یا اسم صفت یا
مشتق ہوں جیسے کرنا۔ اور اچھا۔ اور عمدہ۔ اور پڑھنے والا۔ اور لکھا کہ حروف معنوی کے

آنے سے کرنے کو اور اچھے سے وغیرہ کہینگے۔ لیکن اس میں شرط یہہ ہے کہ اسم مذکور جس کے آخر میں الف ہو وہ دوسری زبان کا یعنے عربی و فارسی کا نہ ہو۔ ورنہ تبدیل نہوگی۔ جیسے دعا۔ اور قضا۔ اور غذا۔ اور جزا۔ اور فدا۔ اور پیدا۔ اور مزا۔ اور جدا دریا۔ ہوا۔ سزا کہ چار اول عربی ہیں باقی فارسی۔ پس اس طرح کے الفاظ پر حروفِ معنوی کے آنے سے تبدیل نہوگی۔ مثلا قضا سے چارہ نہیں کہینگے۔ لیکن قضے سے کہنا خطا ہے۔ اور اس قاعدہ سے چند الفاظ ہندی کے علیحدہ ہیں جیسے دیا۔ داتا۔ ماتا۔ پتا۔ بابا۔ کہتا۔ چچا۔ پھوپا۔ آنا۔ بوا۔ بینا۔ وغیرہ

فائدہ۔ جب ایک مرکب میں کئی اسم قابل تبدیل جمع ہوں تو ایک حرفِ معنوی کے آنے سے سب کی تبدیلی ہوجائیگی مگر شرط یہہ ہے کہ ان سب اسموں پر حرفِ معنوی کا اثر ہو۔ مثلا اپنے چھوٹے لڑکے کو بلاؤ۔

فائدہ۔ تبدیلِ اسما کے واسطے حروفِ معنوی کا ہونا ضرور ہے خواہ وہ حروف ظاہر میں مذکور ہوں جیسا کہ آگے کے مثالوں سے معلوم ہوا۔ یا عبارت میں مذکور نہوں۔ اور ان کے معنے ہی لئے جائیں جیسے لڑکے کتاب آگے رکھو۔ اس میں علامت ظرفیت اور حرف ندا دونوں پوشیدہ ہیں اور ان کے معنے لینا ضرور ہے یعنے اے لڑکے آگے کو یا آگے میں کتاب رکھو۔ بخلاف اسکے کہ میرا گھوڑا لاؤ یہاں علامت مفعول کی ہونا اور اس کے معنے لینا ضرور نہیں۔

فائدہ حروفِ اضافت اور حروفِ تشبیہ اور صفاتِ عددی میں بھی حروفِ معنوی کے

سبب تبدیل ہوتی ہے مثلاً زید کا گہوڑا۔ زید کے گھوڑے کو اور مجھ سا غریب لڑکا۔ مجھ سے غریب لڑکے کو اور دسوان لڑکا۔ دسوین لڑکے کو۔ ان تینون لفظون مین حروف معنوی کے سبب الف یائے مجہول سے بدل گیا۔

اسمون کی تذکیر وتانیث کا بیان

باعتبار جنس کے اسم کی دو قسمین ہین مذکر پھر اسکی دو قسمین ہین حقیقی و غیر حقیقی مذکر حقیقی جاندار نر کو کہتے ہین جیسے گھوڑا اور مرد اور مونث حقیقی جاندار مادہ کو کہتے ہین جیسے گھوڑی اور عورت پس ان الفاظ مین جو جنس کے واسطے موضوع ہین تفرقہ کے واسطے الف مذکر مین اور ی معروف مونث مین زیادہ کرتے ہین۔ مثلاً مرغا۔ مرغی۔ کہ لفظ مرغ جنس کے معنے مین کہا جاتا ہے خواہ مذکر ہو یا مونث مگر الف سے مذکر اور ی معروف سے مونث بناتے ہین۔ اور کبھی بطور فارسی مذکر کی تمیز کے لئے لفظ نر اور مونث کی پہچانت کے واسطے لفظ مادہ زیادہ کرتے ہین جیسے نر گاؤ۔ اور مادہ گاؤ۔ شیر نر۔ شیر مادہ اور علامتِ مُفصلہ ذیل بھی واسطے مونثِ حقیقی کے آتی ہے۔

علامت تانیث	مذکر	مونث	علامت تانیث	مذکر	مونث
ہ	ملک	ملکہ	ی	بکرا	بکری
ن	سُنار	سُناران	نی	لہار	لہارنی
انی	مہتر	مہترانی	ئین	بنیا	بنیاین
ائن	پنڈت	پنڈتاین	ا	نایک	نایکا

اور مذکر **غیر حقیقی** بے جان نر کو کہتے ہین جیسے ورق لشکر تخت آسمان۔
مونث غیر حقیقی بیجان ماہ کو کہتے ہین مثلاً کتاب۔ اور ان دونون کی دو قسمین ہین۔
اوّل **سماعی** کہ اہل زبان سے مسموع ہو اور کوئی قاعدہ اسکے واسطے مقرر نہو۔ جیسے کاغذ اور ورق کہ انکے مذکر ہونیکے واسطے بجز اسکے کہ اہل زبان مذکر استعمال کرتے ہین اور کوئی قاعدہ نہین دوسری **قیاسی** کہ مذکر یا مونث ہونیکے واسطے کوئی قاعدہ ہو۔ جاننا چاہئے کہ اردو مین مذکر و مونث کی پہچانت بہت دشوار ہے اور انکے واسطے قاعدہٗ کلّیہ بہت کم ہے پھر بھی قواعد مفصلۂ ذیل مذکر و مونث کیواسطے اکثر پائے جاتے ہین۔

مذکر و مونث کی پہچانت کے قاعدے

قاعدہ جن اسمون کے آخر ا۔ یا ہ اصلی ہو خواہ وہ اسم ہندی ہون یا فارسی یا عربی اکثر مذکر ہین مثلاً کپڑا۔ دریا صحرا۔ پردہ۔ بندہ۔ خانہ مباحثہ۔ محکمہ وغیرہ۔
قاعدہ۔ پیشہ والون کے نام کے سوا جن اسمون کے آخری معروف اصلی ہوگی وہ **مونث** ہوتے ہین جیسے گھوڑی۔ روٹی حویلی۔ پگڑی۔ کرسی۔ وغیرہ۔ مگر چند الفاظ پانی۔ گھی۔ دہی۔ موتی۔ وادی۔ افعی مذکر ہین۔
قاعدہ جو لفظ عربی تفعیل کے وزن پر ہوگا وہ **مونث** ہے سوا لفظ تعویذ اور تمکین کے جیسے تقدیر۔ تدبیر۔ تحریر۔ تقریر تفصیل تخصیص۔ توضیح۔ وغیرہ **ف** یہان وزن سے وزن صرفی غرض ہے۔
قاعدہ جس اسم کے آخر **ت** دراز مصدر عربی کی یا **ث** حاصل مصدر ہندی کی

آے وہ بھی **مونث** ہے جیسے قدرت۔ خلقت۔ موافقت۔ سجاوٹ۔ بناوٹ۔
مگر شربت۔ وخلعت۔ لغت اور حضرت مذکر ہے۔ ف

قاعدہ جس لفظ کے آخر **شؔ** ماقبل مکسور یعنے علامتِ حاصلِ مصدر فارسی ہو وہ
بھی مونث ہوگا جیسے بخشش۔ خواہش۔ آزمایش۔ کوشش وغیرہ اسیطرح اور قسم کے
حاصل مصدر فارسی کے بھی اکثر مونث کہے جاتے ہین جیسے نوشت خواند۔ آمد و رفت
گفتگو و جستجو۔ گفتار۔ رفتار۔ آسودگی وغیرہ سوا بند و بست سوز و گداز۔ خواب و خور۔
خور و پوش وغیرہ کے۔ ہندی کے حاصل مصدر بھی اکثر مونث ہی ہوتے ہین جیسے
چھیڑ۔ اور دوڑ وغیرہ۔ جن اردو الفاظ کے آخر **س** ہو خواہ وہ مصدری ہو یا نہو مونث
کہے جاتے ہین جیسے ہگاس۔

قاعدہ جس مصدر یا حاصل مصدر عربی کے آخر **الف** ہو وہ **مونث** ہے جیسے
دعا۔ تمنا۔ وفا۔ سزا۔ وغیرہ سوا تماشا اور تقاضا کے۔

قاعدہ حروف تہجی مین سترا حرف **مونث** ہین ب پ ت ٹ ث ج ح
خ ر ڑ ز ژ ط ظ ف ہ ی۔ بارہ مذکر ہین ا س ش ص ض ع غ ق ک گ
ل ن۔ اور چھے مختلف فیہ ج د ڈ ذ م و اور بعض اہل لسان ذ اور ذ کی تانیث کے
قایل ہین اور ج م اور و کو مذکر کہتے ہین۔

قاعدہ جس اسم واحدِ مذکر حقیقی متبدلہ کے آخر **الف** ہو حالت تانیث مین اکثر اُس
الف کو ی معروف سے بدلتے ہین جیسے لڑکا۔ لڑکی۔ کبھی الف آخر کے پیشتر یا داخل کرتے ہین

مثلاً بوڑہا سے بوڑہیا اور کبھی ن کے ساتھ جیسے کنجڑا کنجڑن۔ اور جس اسم مذکر جاندار کے آخر ہ یا ی ہو اس کو ن کے ساتھ تبدیل کرتے ہین جیسے گوالہ۔ گوالن۔ دہوبی دہوبن ف جس لفظ کی تذکیر و تانیث مین شک ہو اسکو مذکر استعمال کرنا بہتر ہے۔ اور مشترک ہین جیسے بلبل۔ فکر۔ جان انکو مونث استعمال کرنا فصیح ہے۔ ف بعض اسمون کی مونث خلاف قیاس آتی ہین جیسے راے اور راجہ سے مونث رانی ماموں کی ممانی۔ بھائی کی بہن یا بھابی۔ خان کی خانم۔ بیگ کی بیگم۔ باپ کی ما۔ ف

اسمون کی حالت کا بیان

جاننے کہ اسم کی پانچ حالتین ہین حالت فاعلی۔ حالت مفعولی۔ حالت اضافت۔ حالت جری حالت ندا۔ پہلی حالت فاعلی یہہ کہ کوئی اسم کسی فعل کا فاعل یعنے کرنے والا ہو یا اُس اسم مین فعل قائم ہو جیسے کہ لڑکا لکھتا ہے۔ گھوڑا دوڑتا ہے۔ زید نے مارا۔ لڑکے نے قلم بنایا۔ اسکی علامت فعل متعدی کے ماضیون مین سوا ماضیٔ استمراری کے نے ہے۔ دوسری حالت مفعولی یہہ کہ اُس اسم پر فاعل کا فعل واقع ہوا ہو۔ اسکی علامت کو یاے مجہول اور ین ہے جیسے اسنے زید کو مارا۔ مجھے دیا۔ ہمین مارا اور کبھی علامت مفعول کی حذف ہوتی ہے مثلاً اسکا گھوڑا لاؤ۔

تیسری حالت اضافت وہ کہ ایک اسم دوسرے کے ساتھ نسبت یا علاقہ رکھتا ہو اور علامت اضافت کا۔ کے۔ کی۔ را۔ رے۔ ری۔ نا نے۔ نی۔ ہین جیسے سوداگر کا بیٹا۔ سرکار کے گھوڑے۔ نوکر کی پگڑی۔ میرا گھر

اپنا حق۔ اور جو اسم علامتِ اضافت کے آگے ہو اسکو مضاف الیہ اور جو بعد ہو اسکو مضاف کہتے ہین چوتھی **حالت جرّی** یعنے وہ اسم کہ اسکے بعد کوئی حرف جر موجود ہو جیسے گھر کو۔ گھر سے۔ گھر مین۔ گھر پر۔ وغیرہ

پانچوین **حالت ندا** یعنے وہ اسم کہ پکارا گیا ہو جیسے ای لڑکے۔ اومردو۔ وغیرہ

حالت جرّی

حالت ندا

اسم کی وحدت وجمعیت کا بیان

اسم کی وحدت وجمعیت کا بیان

باعتبار تعداد کے اسم کی دو قسمین ہین۔ واحد جمع

واحد وہ ہے جو ایک فرد کی ذات پر دلالت کرے جیسے مرد۔ عورت۔ کتاب۔ پیالہ وغیرہ **جمع** وہ ہے جو ایک سے زیادہ افراد پر دلالت کرے مثلاً مردون نے کتابون کو عورتون کے سامنے رکھا۔ اور اسم کی جمع کی علامتین اردو مین پانچ ہین۔ واو مجہول۔ ون یعنے واو مجہول با نونِ غنہ اور ے مجہول۔ ین یا نون غنہ اور **الف نون غنہ**۔ ان علامتون کے استعمال کے تین قاعدے ہین۔

جمع واو مجہول

قاعدہ پہلا ہر ایک اسم کسی طرح کا ہو یعنے خواہ وہ اسم مذکر ہو یا مونث حالت ندا مین **و مجہول** سے جمع ہوتا ہے اور اگر وہ غیر سالم ہو تو آخر کا **الف** یا **ہ** کو ساقط کرتے ہین اومردو۔ لڑکو۔ عورتو۔ بندو۔ وغیرہ۔

جمع واو و نون

قاعدہ دوسرا جب کسی اسم کے آخر کوئی حرف معنوی آئے تو اسکی جمع **واو و نون** سے کیجاتی ہے اگر وہ غیر سالم ہو تو آخر کے الف یا ہ کو ساقط کرتے ہین مثلاً مردون نے بندون کا۔ لڑکون کو۔ ساقیون سے۔ کتابون مین۔ اسم کے ماقبل آخر کو حرکت ہو گی

تو وہ ایسی جمع مین دور ہو جائیگی - یہہ قاعدہ ندا مین بھی ہوگا جیسے نوکرون کو - چاکرون سے
یا او نوکرو - اور چاکرو - کہ مفرد نوکرا اور چاکر بفتحہ کاف ہین اور جمع بسکون کاف . ف

قاعدہ تیسرا یہہ کہ جمع کے بعد حرُف معنوی نہ آئین پس جن اسما کے آخر مین الف
یا ہ ہوگی یعنے وہ اسما منصرف ہون تو انکی جمع حالت فاعلی اور مفعولی مین **ے**
مجہول سے ہوگی جیسے لڑکے آئے - اور شربت کے پیالے پیئے - اور اگر منصرف یعنے
غیر سالم ہے تو اسکے دو حال ہونگے کیونکہ اسما مذکر ہین یا مونث - اگر مذکر ہین تو مذکور
حالتون مین انکی جمع کی کچھہ حاجت نہین فقط انکے افعال - یا ضمائر انکے بعد جمع مین لائینگے
جیسے مرد آئے - ہم نے برتن خریدے - اور انکو فروخت کردیا - اور اگر مونث ہین تو
دیکھین کہ انکے آخر مین **ی** معروف ہے یا نہین - اگر ہو تو اسکی جمع حالت فاعلی و حالت
مفعولی مین **ان** کے ساتھہ ہوگی جیسے روٹی کی جمع روٹیان - اور تختی کی جمع تختیان
اگر ی معروف نہو انکی جمع مذکور حالتون مین **ین** یائے مجہول اور نون غنہ کے ساتھہ
ہوتی ہے مثلاً کتاب کی جمع کتابین جیسے کتابین رکھی ہین - کتابین لے آؤ - اپنی کتابین لو

ف اکثر اسمائے عدد یا اسمائے ظروف کے آخر **ون** علامت جمع زیادہ کرنے سے
فائدہ حصر یا کثرت کا ہوتا ہے بشرطیکہ ان اسما کے بعد حروف معنوی نہون جیسے
چارون بھائی آئے - ہزارون علم پڑھے ہے - برسون گذر گئے

ف حروف اضافت و تشبیہ حالت تذکیر و تانیث وحدت و جمعیت مین اپنے مضاف
اور مُشبہ بہ کے موافق ہوتے ہین مثلاً ہندہ کا قلمدان - زید کی کتاب اور خالد کی کتابین -

شہر مین زید سا عاقل نہین۔ اور ہندہ سی بیوقوف کوئی عورت نہین **ف** وہ اسمائے صفات جنکے اخیر الف یا ہ ہو اور بدلتے ہون انکی تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت موافق موصوف کے ہوتی ہین جیسے اچھا لڑکا۔ اچھی لڑکی۔ اچھی لڑکیان۔ بیچارہ مرد۔ بیچاری عورت۔ بیچارے مرد۔ بیچاری عورتین۔

ف جب کسی اسم غیر منصرف کے آگے وہ عدد جس سے کثرت کے معنے حاصل ہون آئے تو اسکی جمع کی حاجت نہین جیسے چار کتاب ہین۔ اگرچہ یون بھی درست ہے کہ چار کتابین ہین۔

صیغۂ جمع فارسی

ف صیغۂ جمع فارسی اور عربی بھی اردو مین مستعمل ہین۔ اور فارسی مین اکثر ذی روح کی جمع **ان** سے ہوتی ہے اور غیر ذی روح کی جمع **ہا** سے آتی ہے مثلاً مردان۔ کتابہا وغیرہ اور کبھی بر عکس اسکے بھی جمع کرتے ہین سخنان۔ اور مردمہا۔ اور عربی کی جمع دو قسم پر ہے

جمع سالم

ایک **سالم** جسمین واحد برابر رہے۔ اور وہ مذکر کے واسطے **ون** یا **ین** سے بنتی ہے جیسے ناظمون۔ ناظمین۔ اور مونث کے واسطے **ات** لگاتے ہین جیسے مکانات موجودات۔ اور یہہ جمع فارسی الفاظ مین بھی مستعمل ہے جیسے کاغذات اور جس اسم فارسی کے اخیر مین **ہ** مختفی ہوتی ہے وہ ایسی جمع مین جیم سے بدل جاتی ہے جیسے نامہ سے نامجات اور تھانہ سے تھانجات دوسری

جمع مکسر

جمع مکسر کہ مفرد کی حرکات اور ترتیب بدل جائے۔ اسکے بہت وزن ہین مگر اردو مین اکثر یہہ اوزان مروج ہین جو اس نقشے مین مع مثال مذکور ہوتے ہین

	نقشۂ اوزان جمع اسمائے عربی مستعملۂ اردو	

وزن جمع	واحد	جمع	معنیٔ واحد	وزن جمع	واحد	جمع	معنیٔ واحد
اَفعال ۱	لطف	الطاف	مہربانی	فُعُول ۲	ظرف	ظروف	برتن
فُعُل ۳	فرقہ	فِرَق	گروہ	فُعُل ۴	رسول	رُسُل	پیغامبر
فِعَال ۵	صغیر	صِغار	چھوٹا	اَفعِلَہ ۶	مکان	اَمکِنَہ	گھر
فُعَّال ۷	حاکم	حُکّام	حکومت کرنیوالا	فُعَلاء ۸	غریب	غُرَبا	محتاج
فَعَلَہ ۹	طالب	طلبہ	چاہنے والا	فِعلان ۱۰	اَخ	اِخوان	بھائی
اَفعِلاء ۱۱	ولی	اولیا	صاحب	فعائل ۱۲	خصلت	خصائل	عادت
مَفاعِل ۱۳	مسجد	مساجد	عبادتگاہ	مفاعیل ۱۴	مفتاح	مفاتیح	کنجی
افاعل ۱۵	اکبر	اکابر	بزرگ	افاعیل ۱۶	اقلیم	اقالیم	مُلک
فواعل ۱۷	کوکب	کواکب	ستارہ	فعالیل ۱۸	قندیل	قنادیل	قندیل
تفاعیل ۱۹	تصویر	تصاویر	صورت	فعالین ۲۰	سلطان	سلاطین	بادشاہ

ف کبھی اہل اردو صیغہ جمع عربی پر بھی علامت جمع عربی یا اردو زیادہ کرتے ہین جیسے کواغذات - اخراجات - انبیاؤن - اولیاؤن - پس ایسی جمع کو جمع الجمع کہا چاہیئے -

اسم تصغیر کا بیان

اسم تصغیر

اسم تصغیر وہ ہے جس مین معنے چھوٹائی کے پائے جاوین - اردو مین کوئی خاص قاعدہ تصغیر کا نہین مگر اکثر ہندی الفاظ کو جنکے آخر مین الف یا ہ ہوی معروف سے

بدل لیتے ہیں جیسے کٹورا سے کٹوری۔ پیالہ سے پیالی۔ چند حروف اسم کے آخر میں زیادہ کرنے سے اسم تصغیر بن جاتا ہے جیسے اس نقشہ میں ہے۔

نقشۂ ترکیب اسم تصغیر

حروف تصغیر	اصل	اسم تصغیر	حروف تصغیر	اصل	اسم تصغیر
ا	گھوڑی	گھڑیا	ی	کٹورا	کٹوری
وا	مرد	مردوا	یا	آنکھ	انکھیا
چی	دیگ	دیگچی	ڑی	پلنگ	پلنگڑی
وٹا	ہرن	ہرنوٹا	پٹا	برہمن	برہمنپٹا
یل-یلا	مور	موریلا	یچہ	باغ	باغیچہ
ک	مرد	مردک	چہ	صندوق	صندوقچہ

اور غرض تصغیر سے وصف وعزت یا تحقیر یا پیار ہوتی ہے مثلاً دیگچی بیان وصف ہے کہ دیگ سے چھوٹی ہے۔ اور مردک حقارت کرنے کے واسطے ہے۔ اور بچوا پیار کے طور سے کہا جاتا ہے۔

اسم کی طرف نسبت کرنے کا بیان

یاے معروف اسم یا صفت کے بعد افزود کرنے سے نسبت اس اسم یا صفت کی طرف ہو جاتی ہے جیسے فارسی یعنی منسوب بفارس۔ شیرنی منسوب بہ شیریں۔ یہہ قاعدہ فارسی اور عربی اسماء میں جاری ہے۔ اردو میں

والا یا کا زیادہ کرتے ہیں جیسے مدراس والا۔ بنگلور کا۔ پس اگر کسی اسم
کے آخر میں **ی** ہو تو یاے نسبتی کے آنے سے وہ یا واؤ سے بدل ہوجائیگی
جیسے دہلی سے دہلوی۔ اسی طرح اگر آخر میں ہاے مختفی ہو جیسے تھانہ سے
تھانوی اور کبھی ہ کو حذف کرتے ہیں جیسے بنگالہ سے بنگالی۔ اور اگر کسی اسم کے
آخر میں الف ہو حالت نسبت میں اسکو واؤ سے بدل کرتے ہیں یا یے کے آگے
ایک ہمزہ زیادہ کرتے ہیں جیسے مصطفے سے مصطفوی یا مصطفائی اور فارسی
میں ین اور ہ اور انہ علامت نسبت ہین جیسے نمکین اور یکسالہ۔ اور ماہانہ۔

باب دوسرا نحو میں

نحو وہ علم ہے جس سے ترکیب کلمات یعنے مفردوں کو ملا کر کلام بنانا آجاے
اور اس کا کوئی کلمہ کس طرح کا ہے فاعل یا مفعول یا مبتدا یا خبر وغیرہ معلوم
ہوجاے۔ اور غرض اس علم سے یہ ہے کہ کلام کے معنے درستی سے سمجھ لئے
جائیں اور **موضوع** علم نحو کا کلام ہے۔ کلام کو مرکب تام اور جملہ اور مرکب مفید بھی کہتے
ہیں **مرکب** اسکو کہتے ہیں کہ دو کلموں یا زیادہ سے بنے اور ہر ایک جزو اس کا
اپنے اپنے معنے بتاے۔ مرکب کی دو قسمیں ہیں۔ مرکب مفید۔ مرکب غیر مفید
مرکب مفید وہ ہے جس کے سننے سے سامع کو فائدۂ تام حاصل ہوجاے
یعنے سامع کو اور بات سننے کا کچھہ انتظار باقی نرہے۔ جیسے زید کا غلام آیا۔ اور
مرکب غیر مفید وہ ہے جسکے سننے سے سننے والے کو فائدہ کامل نہو بلکہ منتظر

اور بات سننے کا رہے اس کو مرکب ناقص بھی کہتے ہیں۔ جیسے زید کا غلام۔

پہلی فصل مرکبات ناقصہ یعنے مرکب غیر مفید کے بیان میں

مرکب ناقص ہمیشہ جملے کا جزو ہوا کرتا ہے بدون دوسرے کلمے کے ملے کلام نہیں ہوسکتا۔ اسی واسطے اُسکا اور مفرد کا ایک ہی حکم ہے۔ اور اوسکی چار قسمیں ہیں۔ مرکبِ اضافی۔ مرکبِ توصیفی۔ مرکبِ امتزاجی۔ مرکبِ غیر امتزاجی۔

مرکبِ اضافی کا بیان

مرکب اضافی وہ ہے کہ مضاف اور مضاف الیہ سے مرکب ہو۔ ایک اسم کو دوسرے کی طرف نسبت کرنے کو اضافت کہتے ہیں۔ جس اسم کی طرف نسبت کی جائے اس کو مضاف الیہ کہتے ہیں۔ اور جو اسم نسبت کیا جاے اُس کو مضاف کہتے ہیں۔ اُردو میں مضاف الیہ اکثر مضاف سے پہلے آتا ہے مثلاً زید کا گھر۔ اس میں گھر کو زید کی طرف نسبت کی گئی ہے اسواسطے گھر مضاف ہے اور زید مضاف الیہ۔ یہہ دونوں ملکر مرکبِ اضافی کہلاتے ہیں۔ اور ہمیشہ جزو جملہ ہوتے ہیں۔ اضافت کی علامتیں اردو میں نو ہیں کا۔ کے۔ کی۔ را۔ رے۔ ری اور نا۔ نے۔ نی۔ اور یہہ اضافت کی علامتیں ہمیشہ مضاف الیہ کے آخر آتی ہیں۔ اور تذکیر وتانیث ووحدت وجمعیت میں مضاف کے موافق ہوتی ہیں۔ جب مضاف واحد مذکر ہو تو یہہ نو علامتیں الف کے ساتھہ ہوتی ہیں جیسے زید کا گھر۔ اور میرا کام۔ اور مضاف جمع مذکر ہو تو سے

مجہول کے ساتھ جیسے زید کے گھوڑے۔ اور تمہارے بیل۔ اور جب مضاف مونث ہو تو خواہ واحد ہو یا جمع ی معروف کے ساتھ آتا ہے۔ جیسے خالد کی کتاب اور ہماری باتیں۔ فارسی میں برخلاف اردو کے اکثر مضاف پہلے آتا ہے۔ اور اس میں مضاف کے آخر کسرہ علامت اضافت ہوا کرتا ہے جیسے غلام زید جانئے کہ اگر مضاف الیہ معرفہ ہو تو مضاف بھی معرفہ ہو جاتا ہے۔ جیسے زید کا غلام غلام کا لفظ نکرہ تھا جب اسکو زید کی طرف نسبت کیا تو معرفہ ہو گیا۔ اور اگر مضاف الیہ نکرہ ہو تو مضاف میں ایک طرح کی خصوصیت آجاتی ہے جیسے مرد کی کتاب۔ کتاب لفظِ عام تھا جب اس کو مضاف کیا مرد کی طرف جو نکرہ ہے تو اس میں ایک طرح کی خصوصیت آگئی یعنے مرد کی کتاب ہے عورت کی نہیں۔ معنی کے اعتبار سے اضافت کی چار قسمیں ہیں۔

اول **تخصیصی** وہ کہ مضاف الیہ کے لئے مضاف خاص ہو جائے جیسے میرا دوست

دوسری **تملیکی** جسمیں مضاف مِلک ہو مضاف الیہ کی جیسے میری کتاب۔

تیسری **بیانی** کہ مضاف الیہ بیان ہو مضاف کا یعنے دونوں ایک ہو سکتے ہوں جیسے لوہے کی سیخ یہاں لوہا بیان ہے سیخ کا۔ اور دونوں ایک ہو سکتے ہیں۔

اور اضافتِ **توضیحی** بھی اس میں داخل ہے جسکو بعضے لوگ جدا سمجھتے ہیں۔

چوتھی **ظرفی** جسمیں مظروف مضاف ہو اور ظرف زمان یا مکان مضاف الیہ جیسے دریا کا پانی

مرکب توصیفی کا بیان

مرکب توصیفی وہ ہے جو صفت اور موصوف سے ملکر بنے۔

صفت وہ ہے جو اپنے موصوف کی کچھہ کیفیت یا خاصیت خواہ وہ اچھی ہو یا بُری ظاہر کرے۔

اور **موصوف** وہ اسم ذات ہے جسکی بھلائی یا بُرائی یا اور کسی قسم کی خاصیت بیان کیجائے جیسے اچھا آدمی اور بیمارِ ناتوان۔ اسمیں آدمی اور بیمار موصوف ہیں۔ اور اچھا اور ناتوان صفت۔ اردو میں فصیح محاورہ یہہ ہے کہ صفت پہلے آئے جیسے اچھا آدمی۔ اور فارسی میں موصوف مقدم ہوتا ہے تو اُس کو مکسور پڑہتے ہیں۔ جیسے ترکیب اضافی میں پڑہتے تھے جیسے مردِ نیک۔ ورنہ حرفِ اخر کو ساکن پڑہینگے۔ جیسے نیک مرد۔ اور وہ اسماءِ صفات جنکے آخر میں **الف** یا ہ ہو تو تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت میں موافق موصوف کے ہوتے ہیں جیسے بھلا مرد۔ بھلی عورت۔ بھلے مرد۔ بھلی عورتیں۔ اور اگر دو لفظ ملکر اسم کی صفت واقع ہوں تو جُزوِ اخیر کی تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت موصوف کے موافق ہوتی ہے جیسے ٹوپی پھٹا لڑکا۔ کہ اس میں لفظ پھٹا برعایت لڑکے کے مذکر کہا گیا۔ اسی طرح ورق پھٹی کتاب۔ اگر موصوف معرفہ ہو تو صفت سے مراد توضیح ہوگی۔ جیسے زید فربہ۔ اور اگر موصوف نکرہ ہو تو صفت سے اسکی تخصیص ہوجائیگی۔ جیسے اچھا آدمی۔ اور اگر موصوف ایسا اسم معرفہ ہو کہ توضیح کی حاجت نہو اور خود بہت واضح ہو تو صفت سے نہ فائدہ تخصیص کا ہوگا نہ توضیح کا بلکہ اِس

صورت میں صفت محض ثنا اور مذمت کا فائدہ دیگی جیسے خدائے پاک۔ کہ پاک صفت خدا کی صرف ثنا کے واسطے ہے۔ کیونکہ خدا کے لئے تخصیص و توضیح کی کچھ ضرورت نہیں۔ اور اسی طرح شیطان مردود میں لفظ مردود صفت شیطان کی صرف مذمت کے لئے ہے۔ منہ

مرکب امتزاجی کا بیان

مرکب امتزاجی وہ ہے کہ دو لفظ اس طرح مل جائیں کہ گویا ایک ہی لفظ ہے جیسے کلکتہ کہ یہ مرکب ہے لفظ کالی اور کتہ سے اب دونوں مل کر ایسے ہو گئے ہیں کہ مرکب نہیں معلوم ہوتے۔ اور اسی میں داخل ہے مرکب تعدادی جیسے گیارہ کہ ایک اور دس کا نام ہے۔ اسی طرح بارہ سے انیس تک اور اکیس سے ننانوے تک سوا عقود یعنے دس۔ بیس۔ تیس چالیس وغیرہ کے نوے تک کہ یہ مرکب نہیں مفرد ہیں۔ اسطرح اکائیاں یعنے ایک سے نو تک اور سو اور ہزار اور لاکھ وغیرہ بھی مفرد ہیں۔

مرکب غیر امتزاجی کا بیان

مرکب غیر امتزاجی وہ ہے کہ جس کے اجزا مل کر ایک نہو گئے ہوں بلکہ جدا جدا سمجھ میں آتے ہوں جیسے اکبرآباد۔ شاہجہاں آباد۔ بہار دانش وغیرہ۔ اور بعض اعداد بھی اسمیں داخل ہیں جیسے تین ہزار۔ پانچ سو۔ یا

دوسو چالیس۔ یا تین سو چھپے۔ وغیرہ

دوسری فصل مرکب مفید یعنے جملہ کے بیان میں

مرکب مفید وہ ہے کہ اوسکے سامع کو انتظار دوسری بات کا نرہے یعنے پوری بات معلوم ہوجائے اس طرح کے مرکب کو جملہ اور کلام اور مرکبِ تام اور مرکبِ کلامی بھی کہتے ہیں۔ پھر جملہ دو چیزوں سے بنتا ہے **مسند الیہ** جس کا کچھ حال بیان کریں **مسند** جس سے حال بیان کریں۔ اور اقسام جملے کے باعتبار لفظ کے دو ہیں۔ اسمیہ۔ فعلیہ۔

جملۂ اسمیہ کا بیان

جملۂ اسمیہ وہ ہے جو دو اسموں سے مرکب ہو جسکے سننے سے سامع کو دوسری بات کا انتظار نرہے۔ اُن میں سے ایک کو مبتدا یا مسند الیہ اور دوسرے کو خبر یا مسند کہتے ہیں۔ خبر کے آخر ایک حرفِ رابط ضرور ہے۔

مبتدا وہ اسم ہے جسکے ماجرے کی خبر دی جائے اور جس ماجرے کا بیان ہو اس کو **خبر** کہتے ہیں۔ اور خبر کے آخر ایک لفظِ رابط ضرور ہوتا ہے مثلاً زید امیر ہے۔ پس زید مبتدا ہے۔ اور امیر خبر ہے۔ اور ہے حرف رابط۔ حرف رابط وحدت اور جمعیت میں مبتدا کے موافق ہوتا ہے۔ اور رابط دو طرح کے ہیں۔ ایک **رابطِ زمانی** کہ جس میں کوئی وقت سمجھا جائے اور دوسرا **رابط غیر زمانی** جسمیں وقت معلوم نہو۔ حروفِ رابط چھے ہیں۔ ہے

اور ہیں۔ اور ہوں۔ اور ہو۔ اور تھا۔ اور تھے جیسے زید قابل ہے۔ گھوڑے
موجود ہیں۔ تم انسان ہو۔ میں مبتدی ہوں۔ سلیم سخی تھا۔ لوگ شریر تھے۔ مبتدا
اکثر خبر سے پہلے آتا ہے۔ اور اکثر معرفہ یا نکرۂ مخصّصہ ہوتا ہے اور خبر اکثر نکرہ ہوتی
ہے۔ جیسے زید عالم ہے۔ زید مبتدا اور عالم خبر اور ہے حرفِ رابط ہے۔ مبتدا اپنی خبر اور
حرف رابط سے ملکر جملۂ اسمیہ ہوا۔ کبھی ایک مبتدا کی کئی خبریں ہوتی ہیں جیسے زید عالم
حاجی اور تونگر ہے۔ اور کبھی کئی مبتداؤں کی ایک خبر ہوتی ہے جیسے زید اور بکر
ہوشیار ہیں۔ اور کبھی مبتدا اور خبر مرکب غیر مفید ہوتے ہیں جیسے تمھارا گھوڑا حاضر
ہے۔ اسمیں مبتدا مرکب ہے یعنے تمھارا گھوڑا۔ اور تم میرے شاگرد ہو۔ اسمیں خبر یعنے
میرے شاگرد مرکب ہے۔ اور تقدیم اور تاخیر بھی مبتدا میں جائز ہے جیسے۔ احمق
ہے وہ۔ اس مثال میں وہ مبتدا ہے مؤخر ہے اور احمق خبر مقدم۔ واضح ہو
کہ اگر مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں تو جسکو چاہیں مبتدا ٹھہرائیں۔ اور جس کو چاہیں
خبر جیسے یہہ تمھاری کتاب ہے۔ یہہ اسم اشارہ بھی معرفہ ہے۔ تمھاری کتاب بھی معرفہ
پس چاہو یوں کہو کہ یہہ مبتدا اور تمھاری کتاب خبر۔ یا اسکے برعکس دونوں صورتیں جائز
ہیں۔ اور ایسا ہی اگر دونوں نکرہ ہوں جیسے انسان آدمی ہے۔ انسان نکرہ ہے مبتدا
اور آدمی اسکی خبر یا اس کا عکس۔ اور کبھی ظرف قائم مقام خبر کے ہوتا ہے۔ اور حقیقت میں
خبر لفظ موجود یا حاضر یا انکے مانند ہوتی ہے جیسے پرندہ درخت پر ہے۔ یعنے
درخت پر موجود ہے۔ اور کبھی کچھہ قرینہ ہو تو مبتدا کو حذف کرتے ہیں جیسے کوئی

پوچھے کہ یہ کیا کتاب ہی۔ اور جواب میں کہیں کہ گلستاں ہے۔ یعنی یہہ کتاب گلستاں ہی اور کبھی قرینہ پایا جائے تو مبتدا اور خبر دونوں کو حذف کرکر صرف حرف ربط کو انکے قائم مقام کرتے ہیں جیسے اگر کوئی پوچھے کہ زید حاضر ہے۔ تو جواب میں کہیں کہ ہے یعنی زید حاضر ہے۔

جملۂ فعلیہ کا بیان

جملۂ فعلیہ وہ ہے جو اسم اور فعل کے ساتھہ ملکر بنے خواہ فعل لفظاً ہو خواہ مقدر۔ لفظاً جیسے میں بیٹھتا ہوں۔ اور مقدر جیسے اے آدمی کہ اصل اوسکی یوں ہے پکارتا ہوں آدمی کو۔ اگر فعل لازمی ہو تو صرف فعل اور فاعل سے جملہ بنتا ہے جیسے زید موا۔ اور اگر فعل متعدی ہو تو فعل فاعل اور مفعول بہ کے ساتھہ ملکر جملۂ فعلیہ حاصل ہوتا ہے۔ جیسے زید عمرو کو مارا۔ اور قرینہ پایا جائے تو فعل کو یا فاعل یا مفعول یا تینوں کو جملہ سے حذف کرنا درست ہے خواہ قرینۂ مقالیہ ہو جیسے اگر کسی نے پوچھا کہ کون آیا تھا اور جواب میں کہا کہ زید۔ پس جواب میں فعل آیا تھا محذوف ہے۔ اس لئے کہ یہی فعل سوال میں موجود ہے۔ اور کبھی صرف مفعول بہ کو ذکر کرتے ہیں جیسے زید کو۔ اس شخص کے جواب میں جو کہے کسکو ماروں۔ یہاں فعل اور فاعل دونوں محذوف ہوگئے یعنے مار تو۔ اور کبھی فعل فاعل اور مفعول کو بھی حذف کر دیتے ہیں اور اُنکے عوض فقط لفظِ ایجاب یا انکار رکھتے ہیں جیسے ہاں اور نہیں۔ مثلاً اس شخص کے جواب میں جو کہے کیا تم سبق یاد کروگے۔ تو صرف لفظ ہاں یا نہیں

کہنا کافی ہے۔ یہاں لفظ ہاں یا نہیں میں سبق یاد کرونگا۔ یا میں سبق یاد نہیں کرونگا کے عوض ہیں۔ یا قرینۂ حالیہ جو کسی کی حالت سے معلوم ہو جیسے کسی نے پوچھا کہ تم مدرسہ کو جاؤ گے۔ دوسرے نے سر کے اشارے سے کہا یا ہاتھہ ہلایا

فاعل وہ ذات ہے جس سے فعل صادر ہو یا جسمیں فعل قائم ہو جیسے زید نے مارا۔ تو مار اس جگہہ زید سے صادر ہوی ہے پس زید فاعل فعل کا ہوگا۔ یا زید مر گیا یہاں مرنا زید کے ساتھہ قائم ہے۔ اس واسطے زید فاعل ہوا **ف** صدور میں اختیار ہے اور قیام میں نہیں **ف** اگر فعل مجہول ہو تو فاعل اوسکا نہیں ہوگا۔ بلکہ مفعول بہٖ قائم مقام فاعل کے ہو جاتا ہے اور اسکو **مفعول مَالَمْ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ یا نائب فاعل** کہتے ہیں جیسے زید مارا گیا۔ یہاں فاعل مارنے کا معلوم نہیں۔ اور زید جو حقیقت میں مفعول بہٖ ہے مفعول مَالَمْ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ یعنے قائم مقام فاعل فعل مجہول مارا گیا کا کہلائیگا اُردو میں فصیح یہہ ہے کہ اول فاعل کو ذکر کریں اور پھر مفعول بہٖ کو اور پھر فعل کو جیسے میں نے تم کو دیکھا تھا۔ اور اس کا برعکس بھی درست ہے۔

فاعل

فاعل اور مفعول کی پہچانت میں

فاعل کو لفظ کون یا کس نے کے ساتھہ سوال کرنے سے فاعل معلوم ہو جاتا ہے۔ اور جب فعل کو لفظ کیا یا کس کو یا کسے کے ساتھہ سوال کریں تو مفعول بہٖ دریافت ہو جائیگا۔ یعنے جملۂ فعلیہ میں جو اسم لفظ کون یا کس نے کا جواب پڑیگا وہ اسم ضرور فاعل ہوگا۔ اور لفظ کیا اور کس کو کے جواب میں جو اسم واقع ہوگا۔

فاعل اور مفعول کی پہچانت

وہ مفعول بہ ہوگا جیسے زید آم کھاتا ہے۔ جب اس جملہ میں کہوگے کہ کون کھاتا ہے تو ضرور زید ہی جواب میں کہا جائیگا۔ تو معلوم ہوا کہ زید فاعل ہے۔ اور جب کہوگے کہ زید کیا یا کس کو کھاتا ہے۔ تو اسکے جواب میں آم واقع ہوگا۔ پس یہاں آم مفعول بہ ہے۔ واضح ہو کہ جو فعل مصدر ہونا سے مشتق ہوتے ہیں انکی دو قسمیں ہیں افعالِ ناقصہ۔ افعالِ تامہ۔

افعال ناقصہ

افعالِ ناقصہ وہ ہیں جو صرف اسم یعنے فاعل پر تمام نہیں ہوتے بلکہ خبر کے محتاج بھی رہتے ہیں۔ اس لئے اُن کو افعال ناقصہ کہتے ہیں۔ ایسے فعلوں کی تذکیر و تانیث۔ وحدت و جمعیت اُن کے اسموں کے موافق ہوتی ہے۔ جیسے خالد امیر ہوگیا۔ اس جملہ میں خالد اسم ہے اور امیر خبر۔ اور ہوگیا فعل ناقص۔ اسیطرح پتھر مٹی ہوگیا۔ پتھر اسم ہی اُسکے موافق فعل مذکر کہا گیا۔ پتھر مٹی ہوگئی بولنا سراسر غلط ہے

افعال تامہ

افعالِ تامہ وہ ہیں جو خبر کے محتاج نہیں ہوتے۔ صرف اسم پر یعنے فاعل پر تمام ہو جاتے ہیں۔ اور معنیٔ وجود ہوتے ہیں۔ جیسے لڑکا ہوا۔ یعنے لڑکا تولد ہوا۔ ایسے مقام میں یہہ فعل لازمی ہونگے۔

جملۂ خبریہ اور انشائیہ کا بیان

واضح ہو کہ پھر جملے کی دو قسمیں ہیں۔ خبریہ۔ اور انشائیہ۔

جملہ خبریہ

جملۂ خبریہ وہ کلام ہے کہ جسمیں احتمال سچ اور جھوٹھ کا ہو جیسے زید عالم ہے جملہ خبریہ اسمیہ بھی ہوتا ہے۔ اور فعلیہ بھی۔ جیسے کل میں آیا تھا۔ یہہ جملہ فعلیہ خبریہ

ہے۔ اور تم موجود تھے یہہ جملہ اسمیہ خبریہ ہے۔

جملہ انشائیہ وہ کلام ہے کہ جسمیں احتمال سچ اور جھوٹھ کا بالکل نہو۔ اور کہنے والے کی کچھہ خواہش معلوم ہوجائے۔ اُس کی نو قسمیں ہیں۔ اوّل **امر** جیسے پڑہو۔ لکھو۔ دوسری **نہی** جیسے بُری صحبت میں نہ بیٹھو۔ تیسری **ندا** جیسے ای صاحب۔ چوتھی **استفہام** جیسے تمھارا نام کیا ہے۔ پانچویں **تمنی** یعنے ایسے جملے جن میں آرزو کسی ممکن و یا غیر ممکن چیز کی پائی جائے جیسے کاش تم لکھنا پڑہنا سیکھتے۔ یا کیا اچھا ہوتا جو آدمی کے پر ہوجائیں۔ چھٹی **قسم** جیسے خدا کی قسم میں سچا ہوں۔ جس چیز کی قسم کھاتے ہیں اسکو **مقسم بہ** کہتے ہیں اور اس کے بعد جو جملہ ہوتا ہے اس کو **جواب قسم** کہتے ہیں۔ چنانچہ اوپر کی مثال میں خدا مقسم بہ اور میں سچا ہوں جواب قسم ہے۔ ساتویں **عرض** یعنے ترغیب دینا مخاطب کو کسی کام کے واسطے جیسے تم کیوں نہیں محنت کرتے کہ تم بھی امتحاں دے سکو۔ آٹھویں **تعجب** جیسے زید کیا ہی نیک مرد ہے نویں **عقود** یعنے وہ جملے جو معاملات کے وقت کہتے ہیں جیسے کوئی کہے میں کتاب بیچتا ہوں دوسرا کہے میں خریدتا ہوں تو یہہ دونوں جملے انشائیہ ہیں۔

اقسام جملہ انشائیہ

فصل تیسری اقسام مفعول اور متعلقات کے بیانمیں

جاننا چاہیئے کہ مفعول کی پانچ قسمیں ہیں۔ مفعول بہ۔ مفعول لہ۔ مفعول فیہ مفعول معہ۔ مفعول مطلق۔ مگر مفعول بہ متعدی کے واسطے خاص ہی۔ اور باقی چاروں

اقسام مفعول اور متعلقات

فعل لازمی اور متعدی میں بھی آسکتے ہیں۔

مفعول بہ کا بیان

مفعول بہ

اوّل **مفعول بہ** کہ جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ اس کی علامتیں یہ ہیں کو سب طرح کے مفعول کے لئے اور سے مجہول اور ین یعنے یاے مجہول اور نونِ غنہ ضمیر میں اور سے واسطے فعل کہنے یا اس کے مانند کے اور پر واسطے رحم کرنے اور اس کی مثل کے جیسے کتاب کو پڑہو۔ اور مجھے یا ہمیں دو۔ اور ہم سے کہو۔ اور اس پر رحم کرو۔ اور جب مفعول کوئی چیز ہوتی ہے تو علامت محذوف بھی ہوتی ہے جیسے سبق پڑہو۔ اسی طرح جو فعال دو مفعول کو چاہتے ہیں تو دوسرے مفعول پر علامت نہیں افزود کرتے ہیں جیسے اس کو ایک روٹی دو۔ اس مثال میں ایک روٹی دوسرا مفعول ہے

ف

حرف مفعول اور فعل ... علامت ... محذوف ہے

ف تین مقام میں اکثر فعل محذوف رہتا ہے۔ اور مفعول یا اور کوئی حرف قائم مقام فعل کے ہوتا ہے۔ وہ مقام یہہ ہیں۔ منادی۔ مندوب۔ تحذیر۔

منادیٰ

منادیٰ وہ اسم ہے کہ کسی حرفِ ندا سے پکارا جائے۔ اس صورت میں حرف ندا قائم مقام فعل محذوف یعنے پکارتا ہوں کے ہوتا ہے۔ جیسے اے زید اصل اس کی یہہ ہے پکارتا ہوں میں زید کو۔ ترکیب اس کی یہہ ہے کہ اے حرفِ ندا قائم مقام پکارتا ہوں میں کے۔ پس پکارتا ہوں فعل ضمیر متکلم یعنے میں فاعل زید مفعول فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملۂ فعلیہ ندائیہ ہوا

کبھی منادی سے حرف ندا محذوف کردیتے ہیں جیسے لڑکے یعنے ای لڑکے

مندوب وہ ہے جسے اسکے فوت ہوجانے یا پائے جانے کے سبب یا اور کسی مصیبت اور حادثے کے باعث لفظِ ندبہ یا ندا کے ساتھہ روئیں یا پیٹیں جیسے ہاے زید اصل اسکی یہہ ہے کہ زید کو روتا ہوں۔ تو یہہ زید کے نہونے پر رویا یا ہاے رے دُکھہ۔ اسکی اصل یہہ ہے کہ افسوس کرتا ہوں دُکھہ پر۔ پس دُکھہ کے موجود ہونے کے سبب افسوس کیا۔ ایسے مثالوں میں حرفِ ندبہ قائم مقام فعلِ محذوف کے ہوتے ہیں۔ اور مندوب مفعول بہ ہوتا ہے۔

تحذیر لغت میں ڈرانے کو کہتے ہیں۔ اور اصطلاح میں تحذیر وہ اسم ہے جو مخاطب کے ڈرانے کے لئے مکرر کہا جائے۔ جیسے سانپ سانپ۔ بچھو بچھو۔ ان کے یہ معنے ہیں کہ بچا آپ کو سانپ یا بچھو سے۔ اس جملہ میں ہمیشہ فعل مع فاعل محذوف رہتا ہی۔ اور اسم تحذیر جو مکرر کہا جاتا ہے وہی مفعول بہ اس فعلِ محذوف کا ہوتا ہے۔

مفعول لہ کا بیان

ڈوسرا **مفعول لہ** وہ ہے جس کے سبب فعل کا وقوع ہو۔ خواہ وہ سبب موجود ہو یا اسکے حاصل کرنے کا ارادہ ہو۔ مثالِ اول۔ زید نامردی سے نہیں لڑا۔ یعنے بسبب نامردی کے جو اس کی ذات میں موجود تھی نہ لڑا۔ مثالِ دوم زید پڑہنے کے لئے مدرسہ گیا ہے یعنے واسطے حاصل کرنے علم کے مدرسہ گیا ہے جو پڑہنے کے وقت موجود نہیں۔ اور اسکے حاصل کرنے کی وہ خواہش رکھتا ہے۔ اس مفعول کی

علامت یہہ ہی کہ اسکے ساتھہ تنوین یعنے دو زبر یا لفظِ کر۔ یا لئے یا سبب یا باعث یا واسطے یا اور اسیطرح کے الفاظ ہوتے ہیں۔ اور یہہ مفعول کسواسطے یا کیوں کے جواب میں آتا ہے

مفعول فیہ کا بیان

تیسرا **مفعول فیہ** وہ جگہہ یا وقت جس میں فعل کیا جائے۔ اسکو مفعول فیہ کہتے ہیں۔ جیسے زید مدرسہ میں کتاب پڑہتا ہے۔ اور خالد شام کو آیا۔ یہاں مدرسہ اور شام مفعول فیہ ہیں۔ اور مفعول فیہ کو ظرف بھی کہتے ہیں۔ **ظرف** کی دو قسمیں ہیں۔ ظرف مکان۔ ظرفِ زمان۔ پھر ہر ایک کی دو قسمیں ہیں۔ محدود۔ اور مبہم۔

ظرف محدود وہ ہے جسکے لئے کوئی حد معین ہو جیسے شہر۔ بازار۔ مدرسہ گھر۔ مثالِ ظرفِ مکانِ محدود ہے۔ اور سال۔ برس۔ مہینا۔ دن۔ گھڑی وغیرہ مثالِ ظرفِ زمانِ محدود ہے۔

ظرف مبہم وہ ہے جس کی کوئی حد مقرر نہو۔ جیسے۔ آگے۔ پیچھے۔ دہنے۔ بائیں اوپر۔ نیچے۔ پس۔ پیش وغیرہ ظرف مکانِ مبہم ہے۔ آور پہلے۔ پیچھے قبل بعد۔ ظرف زمانِ مبہم ہے۔ علامت ظرف کی جملے میں۔ میں۔ سے۔ پر۔ یا کو آتی ہے۔ جیسے کوٹھے پر۔ گھر میں وغیرہ۔ آور کبھی مقدر ہوتی ہے جیسے گھر چلو اور یہہ مفعول کہاں اور کب کے جواب میں آتا ہے

مفعول معہ کا بیان

چوتھا **مفعول معہ** یعنے جو اسم فاعل اور مفعول بہ کے ساتھہ فعل میں شریک ہو

مفعول فیہ

ظرف محدود

ظرف مبہم

مفعول معہ

علامت اسکی کے بیلے مجہول یا کے ساتھہ یا معہ ہے۔ اور کبھی کچھہ علامت نہیں ہوتی۔ مثال ہمراہی فاعل کی بادشاہ معہ فوج یا فوج کے ساتھہ آتا ہی۔ یہاں فاعل بادشاہ ہے اور اوسکا فعل آتا ہے جس کے کرنے میں فوج بھی شریک ہی۔ پس فوج مفعول معہ ہے۔ اور ہمراہی مفعول کی مثال زیدنے خالد کو اسکے بھائی کے ساتھ مارا۔ یہاں خالد مفعول بہ ہو۔ اور اسکا بھائی مفعول معہ جو مار کھانے میں خالد کا شریک ہے۔

مفعول مطلق کا بیان

پانچواں **مفعول مطلق** وہ حاصل مصدر ہے جو فعل کے آگے حالتِ مفعولیت میں واقع ہو۔ اور وہ مفعول اور اوسکا فعل دونوں ایک ہی مصدر سے مشتق ہوے ہوں۔ یا معنے میں وہ دونوں مُتحد ہوں۔ یہہ مفعول تین غرضوں کے واسطے آتا ہی۔ ایک تاکید کے لئے جیسے زیدنے بڑی مار ماری۔ دُوسرا واسطے بیان نوع کے آتا ہے جیسے زید امیر کی نشست بیٹھا۔ اور کبھی تشبیہ کی وضع پر مستعمل ہوتا ہے جیسے آدمیوں کی سی چال چلا تیسرا عدد کے واسطے جیسے زید دو بیٹھک بیٹھا۔ اور مطلق کے معنے بے قید کے ہیں چونکہ اس مفعول میں کوئی حرف بہ یا فیہ یا لہ یا معہ جیسا کہ پہلے چاروں مفعولوں میں تھا مذکور نہیں ہوتا۔ اسواسطے اسکو مفعول مطلق کہتے ہیں۔ ان پانچوں مفعولوں کو متعلقاتِ فعل بھی کہتے ہیں۔

متعلقاتِ فعل کا بیان

جاننے کہ سوا مفعولوں کے اور بھی فعل کے متعلقات ہیں۔ اوّل۔ **حال**

حالت بتلائے اُسے **ذوالحال** کہتے ہیں جیسے زید گاتا جاتا تھا۔ یہاں گاتا حال ہے زید کا جو فاعل ہے اور زید ذوالحال ہے اور میں نے زید کو پڑھتے دیکھا۔ پڑھتے حال ہے زید کا جو دیکھا کا مفعول ہے۔ اور ہم دونوں باتیں کرتے ایک دوسرے سے لڑتے تھے یہاں باتیں کرتے حال فاعل و مفعول دونوں کا ہے۔ اور حال کی تذکیر و تانیث اور وحدت و جمعیت ذوالحال کے مطابق ہے۔

دوسرا **تمیز** وہ کہ کسی چیز میں سے ابہام اور شک کو دور کرے۔

اور **ممیز** وہ کہ جس کا شک وابہام دور کیا جائے۔ جیسے دو من شکر۔ دو من میں شک تھا کہ کیا ہے۔ شکر سے وہ شک دفع ہوگیا۔ پس شکر تمیز ہے اور من ممیز۔ جانئے کہ اکثر یہہ ابہام تین چیزوں میں ہوتا ہے۔ وزن میں جیسے مثال اس کی گذری۔ یا پیمایش میں جیسے پانچ گز ململ۔ یا مقدار میں جیسے تل بھر جگہہ۔ یا چلو بھر پانی۔ اور کبھی جملہ کی نسبت میں ابہام ہوا کرتا ہے جیسے زید آپ سے چلا گیا۔ یہاں چلے جانے کی نسبت جو زید کی طرف ہے وہ ممیز ہے۔ اور لفظ آپ سے اس کی تمیز ہے۔ اسی طرح وہ مٹا چلا گیا۔ اور بھولکر کھا گیا۔ اور اُسنے بجبر لے لیا۔ وغیرہ۔ پس جملہ کی تمیز کے واسطے یہہ علامتیں ہیں۔ لفظ سے یا تنوین یعنے دو زبر۔ لفظ کر یا بائے موحدہ اور بھر ہیں۔

تیسرا **جار مجرور** یہہ بھی ہمیشہ متعلق فعل یا شبہ فعل یا اسماے افعال کے

ہوتے ہیں۔ شبہ فعل اسم فاعل اور اسم مفعول اور صفت کو کہتے ہیں۔ اور اسمائی افعال سے مراد وہ اسما ہیں جو فعل کے معنے میں آتے ہیں۔ اور مانند فعل کے فاعل اور مفعول کو چاہتے ہیں جیسے بس ہے۔ اسکا مطلب یہہ ہے کہ کفایت کرتا ہے اگر فعل وغیرہ عبارت میں نہوں تو اس صورت میں کوئی اور فعل کو مقدر جانینگے۔ اور جار مجرور اسکے ساتھہ متعلق کئے جائینگے۔ جیسے کِس میں ہے۔ تو یہاں کس میں متعلق موجود کا ہے جو محذوف ہے کیونکہ عبارت میں کوئی فعل یا شبہ فعل نہیں۔

فصل چوتھی توابع کے بیانمیں

تابع پیچھے آنے والے کو کہتے ہیں۔ مگر یہاں تابع سے مراد یہہ ہے کہ ایک کلمہ دوسرے کلمہ کا شریک ہو۔ حالت اور کیفیت میں یعنے فاعل یا مفعول وغیرہ ہونے میں۔ اول کلمہ کو **متبوع** کہتے ہیں۔ اسکی چھے قسمیں ہیں۔ تاکید۔ نعت۔ بدل۔ عطف بیان۔ عطف بحرف۔ تابع مہمل۔

تاکید کا بیان

تاکید۔ وہ تابع ہے کہ اپنے متبوع کے حال کو مقرر کردے۔ جیسے سب بھائی آئے۔ تاکید کی دو قسمیں ہیں۔ تاکید لفظی۔ تاکید معنوی۔

تاکید لفظی وہ ہے جو تکرار لفظ آئے۔ یہہ تاکید اسم و فعل و حرف سب میں آتی ہے۔ جیسے اسم کی مثال زید آیا ہے زید۔ پہلا زید متبوع ہے اور دوسرا تابع۔ لفظ زید کے مکرر آنے سے یہہ معلوم ہوا کہ زید ہی آیا ہی کوئی دوسرا

نہیں۔ اور فعل کی مثال جیسے مارا مارا زید نے۔ اور حرف کی مثال جیسے ہاں ہاں ہمنے کیا ہے۔

تاکید معنوی اسکو کہتے ہیں جو دوسرے لفظوں سے تاکید کا فائدہ حاصل ہو جیسے زید خود آیا تھا۔ اور اکثر یہ الفاظ یعنے تو اور آپ اور خود اور ہی بیاسے معروف اور محض۔ اور بذاتہ۔ اور بنفسہ۔ اور بجنسہ۔ اور بعینہ۔ اور البتہ۔ اور بیشک۔ اور ٹھیک۔ اور کبھی تاکید معنوی کے لئے آتے ہیں۔ البتہ اور بیشک۔ اور ٹھیک واسطے تاکید جملہ مثبت کے ہیں۔ جیسے البتہ ٹہ ہونگا اور ہرگز اور کبھی واسطے تاکید جملہ منفی کے۔ جیسے میں ہرگز نہ کھیلونگا۔ اور کبھی نہ لڑونگا۔ اور تو واسطے تاکید دونوں جملوں کے مستعمل ہے جیسے آیا تو ہے۔ اور میں تو نہیں پڑھتا۔ اور باقی الفاظ مفرد کی تاکید میں مستعمل ہیں۔ جیسے کتاب اچھی اسکو بجنسہ تمھارے لئے بھیجتے ہیں تم خود دیکھنا۔ اور بعض الفاظ خاص جمع کی تاکید کے واسطے آتے ہیں جیسے سب۔ اور کُل اور اکٹھے۔ اور ایک ساتھ۔ اور ہر ایک۔ اور ایک ایک۔

نعت کا بیان

نعت وہ تابع ہے جو متبوع کی صفت یا مذمت بیان کرے اسکو صفت بھی کہتے ہیں۔ جیسے زید نیکبخت آیا ہے۔ یہاں زید موصوف ہے اور نیکبخت صفت یا نعت ہے۔ اور کبھی جملہ بھی نعت ہوتا ہے جیسے وہ کتاب جسکا ورق پھٹا ہوا ہے یہاں جسکا ورق پھٹا ہوا ہے جملہ ہے اور نعت کتاب کی۔

تاکید معنوی

نعت

بدل کا بیان

بدل وہ تابع ہے کہ نسبت مین خود مقصود ہوا ور متبوع کو **مبدل منہ** کہتے ہیں
بدل کی چار قسمیں ہیں۔ اوّل
بدل کل کہ اسکے اور متبوع کے معنے ایک ہوں جیسے میرے یہاں تمھارا
بھائی سکندر خاں آیا تھا۔ مقصود کہنے سے یہہ ہے کہ سکندر خاں
آیا تھا۔ اور جس ذات پر تمھارا بھائی دلالت کرتا ہے اسی ذات پر
سکندر خاں بھی دلالت کرتا ہے۔ پس تمھارا بھائی مبدل منہ ہے۔ اور سکندر خاں
بدل۔ دوسرا
بدل بعض وہ کہ بدل مبدل منہ کا ایک جزو ہو جیسے یہہ کتاب میں نے
اسکا ورق پھاڑ ڈالا ہے۔ یہاں یہہ کتاب مبدل منہ ہے اور اسکا ورق بدل
بعض ہے جو مبدل منہ کا جزو ہے اور وہی نسبت میں مقصود ہے۔ تیسرا
بدل اشتمال وہ ہے کہ بدل مبدل کا نہ کل ہو نہ جزو بلکہ متعلق ہو جیسے یہہ
آدمی اسکا لباس اچھا ہے۔ تو لباس نہ آدمی کا کل ہے نہ جزو بلکہ متعلق ہے
اسیواسطے بدل اشتمال ہوا۔ مگر یہہ دونوں قسمیں یعنے بدل بعض اور بدل اشتمال نظم
میں اور عوام کی بات چیت میں بہت واقع ہوتے ہیں۔ اور نثر میں کم۔ چوتھا
بدل غلط جو غلطی کے بعد واسطے صحت کے بولا جائے جیسے گھر کو مدرسہ
کو جاتا ہوں۔ پس یہاں مدرسہ کو جاتا ہوں بولنا منظور تھا لیکن بے ساختہ

بدل بعض

بدل اشتمال

منھ سے نکل گیا کہ گھر کو۔ پس یہاں گھر مبدل منہ ہوگا اور مدرسہ بدل غلط۔ یہ بھی محاورۂ زبانی میں بہت واقع ہوتا ہے۔

عطف بیان

عطف بیان کا بیان

عطف بیان اس تابع کو کہتے ہیں کہ جو ایک نام مشہور اپنے متبوع کا وقع ہو۔ یعنے دو ناموں میں زیادہ مشہور ہو۔ اور وہ اکثر واسطے تفسیر متبوع کے آتا ہے اور اسی کو **عرف** بھی کہتے ہیں جیسے سراج الدین بہادر شاہ یہاں بہادر شاہ عطف بیان ہے اور سراج الدین متبوع۔

عطف بحرف

عطف بحرف کا بیان

عطف بحرف جو معطوف بعد حرف عطف کے آئے جیسے زید اور خالد آئے۔ یہاں زید معطوف علیہ اور خالد معطوف ہے۔ اور کبھی جملے کا عطف جملے پر ہوتا ہے جیسے زید آیا ہے اور خالد جاتا ہے۔ اول جملہ معطوف علیہ اور دوسرا معطوف ہے۔

تابع مہمل

تابع مہمل کا بیان

تابع مہمل اس تابع کو کہتے ہیں جو صرف واسطے زینت اور آرائش کلام کے بولا جاے اور وہ لفظ بے معنی ہو۔ جیسے روٹی ووٹی کھلاؤ۔ اور یہہ اُردو میں بہت مروّج ہے۔ اور اسکا قاعدہ یہہ ہے کہ کسی کلمہ کے حرف اول کی جگہہ واؤ لگاتے ہیں۔ اور واو کو وہی حرکت ہوتی ہے جو کلمہ کے پہلے حرف کو تھی

جیسے دال وال۔ کتاب وتاب جزدان وزدان۔ اور کبھی اس تابع سے متبوع کے قائم مقام چیز مراد ہوتی ہے جیسے کہیں چھری وری لاؤ۔ یعنے چھری موجود ہے تو چھری لاؤ نہیں تو ایسی چیز لاؤ جو چھری کا کام کرسکے۔

فصل پانچویں جملوں کے اقسام میں باعتبار صفت اور ترکیب کے

واضح ہو کہ ترکیب کے رو سے جملے کے کئے اقسام ہوتے ہیں ہر ایک قسم کی مثال مع ترکیب لکھی جاتی ہے۔ چنانچہ

جملہ مفتتحہ وہ ہے جو شروع کلام میں آئے جیسے ع کروں پہلے توحید یزداں رقم۔
ترکیب یہہ جملہ فعلیہ ہے کیونکہ اس میں کروں فعل مضارع موجود ہے پس اسکی ترکیب اسطرح ہوگی کہ رقم کروں فعل مرکب اور ضمیر متکلم جو پوشیدہ ہے اُس کا فاعل اور پہلے ظرف زمان یعنے مفعول فیہ۔ اور توحید مضاف یزداں مضاف الیہ مضاف اور مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ہوے فعل کے فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ مفتتحہ ہوا۔

وصفیہ وہ ہے کہ جملہ میں کسی چیز کی صفت ہو جیسے وہ پرندہ کہ درخت پر بیٹھا ہے خوبصورت ہے
ترکیب وہ اسم اشارہ۔ پرندہ مشارالیہ۔ دونوں ملکر موصوف ہوے۔ کہ بیانیہ۔ درخت مجرور۔ پر جار۔ یہ دونوں ملکر متعلق ہوے فعل یعنے بیٹھا ہے کے جسکا فاعل ضمیر ہے جو پھرتی ہے پرندہ کی طرف پس فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صفت ہوی موصوف کی۔ پس یہہ صفت اپنے موصوف سے ملکر مبتدا۔ خوبصورت خبر۔ ہے

حرف رابطہ تو یہاں جملہ درخت پر بیٹھا ہے جملۂ وصفیہ یا نعت کہلائیگا۔

موصولہ وہ ہے جو صلہ پڑے موصول کا جیسے جو گھوڑا کہ کل تم نے مول لیا تھا مارا گیا۔

ترکیب یہاں جملۂ کل تمنے مول لیا تھا جملہ موصول ہے۔ اسطرح کہ جو گھوڑا اسم موصول کہ بیان صلہ کل مفعول فیہ تم نے فاعل مول لیا تھا اس کا فعل مفعول بہ محذوف جو ضمیر کہ پھرتی ہے اسم موصول کے طرف پس فعل اپنے فاعل و مفعول اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کے صلہ ہوا۔ پس یہہ صلہ اپنے موصول سے ملکر مارا گیا کا فاعل ہوا۔

مُعَلّلہ وہ ہے جو کسی چیز کی علت ہو۔ وہ حقیقت میں دو جملے ہیں ایک کو علت کہتے ہیں دوسرے کو معلول جیسے نہ کھیلو کیونکہ مار کھاؤ گے۔

ترکیب نہ کھیلو فعل ضمیر تم کی جو پوشیدہ ہے فاعل۔ فعل اپنے فاعل سے ملکر جملۂ فعلیہ ہوا۔ کیونکہ حرفِ علت مار کھاؤ گے فعلِ مرکب ضمیر تم فاعل محذوف فعل اپنے فاعل سے ملکر جملۂ فعلیہ ہو کر علت ہوی پہلے جملے کی یہہ جملۂ معللہ ہے اور پہلا جملہ معلول۔

استفہامیہ وہ کہ اس میں سوال پایا جائے جیسے تم کون ہو

ترکیب تم مبتدا۔ کون خبر۔ ہو حرفِ رابطہ۔ مبتدا اپنے خبر اور حرف رابطہ سے ملکر جملۂ اسمیہ استفہامیہ ہوا۔

شرطیہ وہ ہے کہ متضمن شرط و جزا سے ہو۔ اس جملہ میں دو جملے ہوتے ہیں۔ ایک شرط اور دوسرا جزا۔ جیسے اگر تم نہیں پڑھتے تو مدرسہ میں آنا بے فائدہ ہے۔

ترکیب۔ اگر حرف شرط تم فاعل نہیں پڑھتے فعل نفی۔ اور دونوں ملکر جملہ فعلیہ ہوکر شرط ہوے۔ تو حرف جزا مدرسہ مجرور۔ میں جار۔ جار و مجرور مصدر آنا کے متعلق ہوے اور وہ اپنے متعلق سے ملکر مبتدا ہوا اور بے فائدہ خبر اور ہے حرف ربط۔ مبتدا اور خبر ملکر جملۂ اسمیہ ہوکر جزا ہوے شرط کی۔ شرط اور جزا ملکر جملۂ شرطیہ ہوا۔

مبینہ وہ ہے کہ کسی چیز کا بیان ہو یعنے وہ جملہ ہے کہ مصدر کہنا اور سننا اور دریافت کرنا اور جاننا اور انکے مشتقات اور انکے مرادف کا دوسرا مفعول واقع ہوتا ہے۔ پس اگر کہنا یا اسکے مرادف کے بعد آئیگا تو مقولہ کہلائیگا جیسے کل آپ نے کہا تھا کہ میں انعام دلاونگا۔

ترکیب کل مفعول فیہ۔ کہا تھا فعل۔ آپ نے فاعل۔ کہ بیانیہ۔ دلاونگا فعل میں اسکا فاعل۔ انعام مفعول ثانی۔ اور مفعول اول یعنے تم کو محذوف ہے۔ پس فعل فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملۂ فعلیہ ہوکر مقولہ ہوا فعل اول کا۔ اور وہ اپنے فاعل اور مقولہ اور مفعول فیہ سے ملکر جملۂ فعلیہ ہوا۔ اور سوا سے کہنا اور اسکے مرادف کے اور جگہہ یہہ جملہ ہو تو اسم اشارہ محذوف کا بیان ہوتا ہے۔ اور جسکا بیان ہے اسکو مبیّن کہتے ہیں جیسے تمنے سنا ہے کہ شہر میں کیا ہو رہا ہے۔ تمنے سنا ہے فعل با فاعل۔ اور اسکا مفعول محذوف ہے یعنے یہہ جو اسم اشارہ

قریب ہے کہ بیانیہ شہر میں جار مجرور فعل ثانی ہو رہا ہے کا متعلق۔ اور کیا اسکا
فاعل۔ فعل اور فاعل اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ ہوکر بیان ہوا۔ یہ محذوف کا جو مبین
پس مبین معہ بیان فعلِ اول کا مفعول بہ ہوا۔ اور وہ فاعل اور مفعول کے ساتھ ملکر
جملہ فعلیہ ہوا۔ **نتیجہ** وہ جملہ ہے جو پہلے دو جملوں سے پیدا ہوا ہو جیسی سستی کرنا برا کام ہے

نتیجہ

اور جو برا کام ہے چھوڑنے کے قابل ہے۔ پس سستی کرنا چھوڑنے کے قابل ہے
یہاں جملہ جو پس کے بعد ہے نتیجہ ہوا جو پہلے دو جملوں سے پیدا ہوا ہے۔
ترکیب اول جملہ میں سستی کرنا مبتدا۔ اور برا کام خبر۔ اور دونوں ملکر جملہ اسمیہ ہوئے دوسرے
جملے میں۔ اور حرف عطف جو کام اسم موصول برا کام مبتدای محذوف کی خبر یعنے لفظ وہ کی جو
ضمیر ہے موصول کی طرف اور معہ کاف صلہ کے حذف کی گئی ہے۔ مبتدا معہ خبر جملہ
اسمیہ ہوکر صلہ ہوا موصول کا۔ موصول اور صلہ ملکر پھر مبتدا ہوا۔ وہ مبتدا
چھوڑنے کے قابل مرکب اضافی وہ کی خبر ہے حرف ربط یہ جملہ اسمیہ پہلے مبتدا
کی خبر ہوا۔ اور وہ معہ خبر جملہ اسمیہ ہوا تیسرے جملہ میں۔ پس حرف عطف سستی
کرنا مبتدا چھوڑنے کے قابل خبر ہے حرف ربط۔ مبتدا اور خبر ملکر جملہ اسمیہ
نتیجہ ہوا۔

معترضہ

معترضہ وہ جملہ ہے جو ماقبل و مابعد سے علاقہ نہ رکھتا ہو۔ اور وہ اکثر مبتدا و خبر
کے یا فاعل اور فعل کے یا شرط اور جزا کے درمیان آتا ہے۔ مثلاً میری کتاب
چشمِ بد دور خوب ہے۔

ترکیب چشم بد دور جملہ معترضہ ہے کہ مبتدا اور خبر کے درمیان آیا ہے۔ میری کتاب مرکب اضافی مبتدا ہے اور خوب خبر اور ہے حرف ربط۔ اور چشم بد مرکب توصیفی مبتدا اور دور خبر دونوں ملکر جملۂ اسمیہ معترضہ ہے۔ کیونکہ اگر چشم بد دور کو نکال دیویں تو معنے میں کچھہ خلل نہیں آتا۔

ندائیہ وہ جملہ ہے جسمیں ندا ہو جیسے ای کریم رحم کر۔

ترکیب ای حرف ندا قائم مقام جملۂ فعلیہ کے کیونکہ اسکی اصل یہہ ہے کہ میں کریم کو پکارتا ہوں پس کو علامت مفعول اور فعل و فاعل کو حذف کرکے حرف ندا مفعول بہ پر انکے قائم مقام کیا۔ اس مقام میں یوں کہا چاہئے۔ ای حرف ندا قائم مقام جملۂ فعلیہ کے کریم منادی رحم کر فعل تو فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر ندا کا جواب یا مقصود بالندا ہوا۔ حرف ندا اپنے منادی اور جواب ندا یا مقصود بالندا سے ملکر جملۂ ندائیہ ہوا۔ اور کبھی منادی سے حرف ندا بھی حذف کر دیتے ہیں جیسے لڑکے یعنے ای لڑکے

قسمیہ وہ جملہ ہے جو قسم کو شامل ہو جیسے خدا کی قسم برا کام نہ کرونگا۔

ترکیب۔ خدا مضاف الیہ اور قسم مضاف اور کی علامت اضافت مضاف اور مضاف الیہ ملکر فعل محذوف یعنے قسم کھاتا ہوں کے مفعول بہ ہوے جو فعل با فاعل ہے کہ بیانیہ نکرونگا فعل منفی متعدی با فاعل برا کام مرکب توصیفی اس کا مفعول بہ فعل اور فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ ہو کر قسم کا جواب ہوا۔ فعل قسم اپنے جواب وغیرہ سے ملکر جملۂ قسمیہ ہوا

نمبر ۵
حالیہ وہ جملہ ہے کہ کسی چیز کا حال واقع ہو جیسے زید کو مینے دیکھا حال آنکہ وہ بہت دور کھڑا تھا۔

ترکیب یہاں وہ بہت دور کھڑا تھا جملۂ حالیہ ہے کہ حال واقع ہوا ہے زید کا اس طرح کہ پہلے جملے میں دیکھا فعل متعدی میں اسکا فاعل نے علامت فاعل زید ذو الحال کو علامت مفعول۔ حال آنکہ جملہ علامت حال کی کھڑا تھا فعل وہ اسکا فاعل دور موصوف بہت صفت موصوف او صفت ملکر مفعول فیہ ہوے فعل کے فعل اور فاعل اور مفعول فیہ ملکر جملۂ فعلیہ ہوکر حال ہوا ذو الحال کا ذو الحال اور حال ملکر مفعول ہوا فعل متعدی کا فعل اپنے فاعل اور مفعول کے ساتھ ملکر جملۂ فعلیہ ہوا۔

نمبر ۶
مبدلہ وہ جملہ کہ بدل واقع ہو جیسے یہہ عجیب بات ہے کہ تم سے محنت نہیں ہوتی

ترکیب تم سے محنت نہیں ہوتی جملۂ مبدلہ ہے کہ بدل واقع ہوا ہی عجیب بات کا اسطرح کہ یہہ مبتدا اور بات موصوف اور عجیب صفت یہ مرکب توصیفی مبدل منہ ہوا اور نہیں ہوتی فعل منفی محنت اسکا فاعل تم مجرور سے جار۔ جار اور مجرور ملکر فعل کے متعلق ہوے۔ فعل اور فاعل اور متعلق ملکر جملۂ فعلیہ ہوکر مبدل منہ کا بدل ہوا۔ مبدل منہ اور بدل ملکر مبتدا کی خبر ہوی۔ مبتدا اور خبر ملکر جملۂ اسمیہ ہوا۔

نمبر ۷
ممیزہ وہ جملہ ہے کہ جس میں تمیز کسی چیز کی واقع ہو جیسے ہم فراموشی سے اٹھکر گئے۔

ترکیب فراموشی سے تمیز ہے اٹھنے کی نسبت سے جو ضمیر جمع متکلم کی طرف

ہے اور وہ ضمیر جمع فاعل ہے فعل معطوف اٹھکر اور دوسرے فعل گئے کی اور فعل اور فاعل ملکر جملۂ فعلیۂ ممیزہ ہوا۔

موکدہ وہ جملہ ہے کہ جسمیں تاکید کسی چیز کی ہو جیسے ہمنے لکھا ہے ہمنے لکھا ہے۔

ترکیب یہاں دوسرا جملہ موکدہ ہے کہ پہلے جملے کی تاکید ہے اس طرح کہ لکھا ہے فعل ہم فاعل نے علامت فاعل۔ فعل اور فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہوکر پہلا جملہ مؤکَّدہ بفتح کاف ہوا اور دوسرا مؤکِّدہ بکسر کاف۔

تشبیہیہ وہ جملہ ہے جو متضمن تشبیہ کو ہو جیسے زید کا ہر ایک دانت گویا موتی ہے

ترکیب زید مضاف الیہ کا علامت اضافت۔ ہر ایک دانت مضاف مضاف و مضاف الیہ ملکر مشبہ اور مبتدا ہوا۔ اور گویا کلمۂ تشبیہ۔ موتی مشبہ بہ اور خبر ہے حرف ربط مبتدا اور خبر ملکر جملۂ اسمیۂ تشبیہیہ ہوا۔

استثنائیہ وہ کہ اسمیں استثنا معلوم ہو جیسے میں تمھاری بات نہیں مانونگا مگر اُس وقت کہ تم بھی اسپر عمل کرو۔

ترکیب دوسرا جملہ مگر کے بعد استثنائیہ ہے اسطرح کہ پہلا جملہ فعل اور فاعل او رمفعول بہٖ سے مرکب ہے۔ اور اسمیں مستثنٰی منہ محذوف ہے یعنے کسی وقت میں۔ اور دوسرے جملے میں مگر حرف استثنا اور اسوقت اشارہ اور مشار الیہ ملکر مفعول فیہ کہ حرف بیان تم فاعل اور بھی حرف عطف۔ اس پر جار مجرور متعلق فعل سے۔ عمل کرو فعل پس فعل اور فاعل اور مفعول فیہ اور متعلق ملکر جملہ اسمیہ ہوکر مستثنٰے ہوا مستثنٰی منہ کا

یہہ دونوں ملکر پہلے فعل کے مفعول فیہ ہوے اور وہ اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملۂ فعلیہ ہوا۔

معطوفہ وہ کہ ایک جملہ دوسرے پر عطف ہو جیسے تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے
ترکیب اسمیں دوسرا جملہ جملہ معطوفہ ہے پہلے جملے میں تم مبتدا۔ کون خبر۔ ہو حرف ربط۔ مبتدا اور خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو کر معطوف علیہ ہوا۔ اور دوسرے جملے میں اور حرف عطف تمہارا مضاف الیہ نام مضاف۔ اور یہہ مرکب اضافی مبتدا۔ کیا خبر اور ہے حرف ربط۔ مبتدا اور خبر ملکر جملۂ اسمیہ معطوفہ ہوا۔

ان اسمونکا بیان جو دوسرے اسم سے ملکر جملہ کا جزو ہوتے ہیں

واضح ہو کہ ترکیب کرنے میں بعضے اسما اسطرح کے ہیں کہ دوسرے چیزوں سے بے ملے کلمے کا جزو نہیں ہوتے۔ یعنے نہ مبتدا ہوتے ہیں نہ خبر نہ فاعل نہ مفعول وہ یہہ ہیں۔

پہلا **مضاف** ہی کہ مضاف الیہ سے بے ملے جملے کا جزو نہین ہوتا بلکہ دونوں ملکر مبتدا یا خبر یا فاعل یا مفعول ہوتے ہیں۔ جیسا کتاب کا ورق بوسیدہ ہے
دوسرا **موصوف** کہ ہمیشہ صفت کے ساتھہ ملکر جملے کا جزو ہوتا ہے جیسے اچھی کتاب لاؤ
تیسرا **معطوف علیہ** کہ معطوف کے ساتھہ ہوگا جیسے قلم اور کاغذ حاضر ہین۔
چوتھا **موصول** کہ صلہ کی ضرورت رکھتا ہے جیسے جو آدمی کل آیا تھا عالم ہے۔
پانچواں **ذوالحال** کہ حال کا محتاج رہتا ہے۔ جیسے لڑکا روتا ہوا پڑہتا ہے۔

چھٹا **اسم اشارہ** کہ مشار الیہ لفظی یا مقدر کے بغیر نہ ہوگا جیسے یہ قلم اچھا ہے۔

ساتواں **مبدل منہ** کہ بدل کے ساتھ رہتا ہے جیسے زید خالد کا بھائی عالم ہے۔

آٹھواں **مشبہ بہ** کہ مشبہ کے ساتھ رہتا ہے جیسے شیر سا آدمی حاضر ہے۔

نواں **مستثنیٰ** کہ مستثنیٰ منہ کے ساتھ ہوتا ہے جیسے بجز زید کے سب لڑکے قابل ہیں۔

دسواں **عدد** کہ اپنے معدود کے ساتھ ہوتا ہے جیسے دس لڑکے اچھے ہیں۔

گیارہواں **مفسّر بفتح سین** کہ مفسّر بکسر سین کے ساتھ ہوتا ہی جیسے سواری یعنے گھوڑا لاؤ

بارہواں **مبین** کہ بیان کے ساتھ ہوتا ہے جیسے کتاب کہ دس جزو کی ہے اچھی ہے

تیرہواں **ممیز** کہ تمیز کے ساتھ ہوتا ہے جیسے میں نے بھول کر یہہ کام کیا۔

چودہواں **جار** کہ مجرور کے ساتھ ہوتا ہے جیسے کتاب گھر پر ہے۔

ف جار مجرور مبتدا اور فاعل نہیں ہوسکتے۔ مگر قائم مقام خبر کے ہوسکتے ہیں۔ اور ہمیشہ فعل یا مشابہ فعل کے متعلق ہوتے ہیں۔ بعض وقت جار مجرور مفعول کے قائم مقام بھی ہوتے ہیں۔

ف مرکب اضافی اور مرکب توصیفی اور دوسرے مرکبات مذکورہ جیسے مبتدا اور خبر اور مفعول ہوتے ہیں۔ اسی طرح جملے کے اور اجزا یعنے متعلقات و زوائد بھی ہوسکتے ہیں۔ مثلاً مرکب اضافی مفعول فیہ ہوسکتا ہے اور مفعول مطلق اور مفعول لہ اور حال اور بدل اور مستثنیٰ منہ اور نعت اور تاکید وغیرہ بھی ہوسکتا ہے۔

پہلا حصہ تمام ہوا

دوسرا حصہ

پہلا باب علم بیان میں

علم بیان وہ ہے کہ جس سے ایک معنے کو کئے طریق سے لکہہ سکیں کہ انسے کوئی طریق معنیٔ مطلوب پر دلالت واضح رکھتا ہو۔ اور کوئی واضح تر۔ اور دلالت کی تین قسمیں ہیں۔ وضعی۔ تضمنی۔ التزامی۔ اگر کوئی لفظ اپنے تمام معنیٔ موضوع لہ پر دلالت کرے وہ **وضعی** ہے جیسے لفظ شیر کی دلالت جانور معروف پر۔ اور اگر کوئی لفظ جزو موضوع لہ پر دلالت کرے وہ **تضمنی** ہے جیسے دلالت شیر کی حیوان پر۔ اور اگر لفظ ایسے معنے پر دلالت کرے جو حقیقتِ موضوع لہ سے خارج لیکن لازم اسکے ہو تو وہ **التزامی** ہے جیسے لفظ شیر کی دلالت مردِ شجیع پر۔ پس دلالت وضعی کو دلالتِ مطابقہ اور تضمنی و التزامی کو عقلیہ کہتے ہیں۔ اور علم بیان میں فقط دلالت تضمنی اور التزامی سے بحث ہوتی ہے۔ کیونکہ دلالتِ وضعی واضح اور اوضح نہیں ہوسکتی چنانچہ لفظ شیر اور اسد اور ضیغم کہ ہر ایک لفظ ان میں سے معنیٔ موضوع لہ پر یکساں دلالت کرتا ہے۔ اور دلالت تضمنی و التزامی میں ممکن ہے کہ ایک واضح اور دوسری اوضح ہو چنانچہ لنبے انگرکھے والا دراز قد شخص کو کہیں تو دلالت بیواسطہ ہے۔ اور بہت راکھہ والا مہمان دوست کو کہیں تو اسمیں کئے واسطے ہونگے۔ کیونکہ بہت راکھہ بہت لکڑی جلنے کی ملزوم ہے اور بہت لکڑی جلنا بہت کھانا یا روٹی پکنے کو لازم ہے۔ اور بہت کھانا یا روٹی پکنا کثرتِ مہمان کو لازم ہے اور کثرت مہمان مہمان دوست ہونے کو لازم ہے۔ پس پہلی دلالت بہ نسبت دوسری کے واضح تر ہے

جاننا چاہئے کہ کوئی لفظ معنی موضوع لہ کے واسطے استعمال کیا جائے تو اسکو **حقیقت** کہتے ہیں۔ اور اگر معنی غیر حقیقی کے واسطے استعمال کریں تو اسکو **مجاز** اس صورت میں معنی حقیقی اور مجازی میں کچھ علاقہ ضرور ہوگا پس مجاز کی تین قسمیں ہیں۔ استعارہ۔ مجاز مرسل۔ کنایہ۔

استعارہ وہ ہے کہ معنی موضوع لہ ترک کیا جاے اور تشبیہ کا علاقہ ہو جیسے نرگس کا استعمال آنکھ کی جاے میں۔ یہاں مراد آنکھ سے ہے نہ نرگس سے۔

مجاز مرسل وہ ہے کہ معنی حقیقی اور مجازی میں کچھ لزوم و سببیت وغیرہ کا علاقہ ہو جیسے لفظ قارورہ کا استعمال بول مریض پر کیونکہ بیمار کا بول اکثر قاروری یعنے شیشے میں رکھتے ہیں اور یہاں معنی حقیقی و مجازی میں علاقہ ظرفیت کا ہے۔ اس مثال میں مراد صرف بول سے ہے نہ شیشے سے

کنایہ وہ ہے کہ معنی مجازی کے ساتھ معنی حقیقی بھی مراد ہو جیسے لمبے انگرکھے والا بمعنی دراز قد کنایہ ہے۔ یہاں ہر دو معنے یعنے لمبے انگرکھے والا اور دراز قد مراد ہوتے ہیں۔ واضح ہو کہ استعارہ موقوف ہے ماہیت تشبیہ معلوم کرنے پر اسلئے مدار علم بیان کا چار چیز پر ہے۔ تشبیہ۔ استعارہ۔ مجاز مرسل۔ کنایہ۔ پس ہر ایک کا بیان جدا جدا ایک ایک فصل میں لکھا جاتا ہے

پہلی فصل تشبیہ کے بیان میں

تشبیہ مانند کرنا ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ کسی وصف میں بوساطت حروف تشبیہ کے پس جسکو تشبیہ کریں اسکو **مشبہ** بفتح با کہتے ہیں۔ اور جسکے ساتھ تشبیہ دیں اُس کو **مشبہ بہ** اور اس صفت کو **وجہ تشبیہ** اور جو لفظ تشبیہ پر دلالت کرے مثلاً مانند۔ سا۔ جیسا۔ جوں۔ برابر۔ وغیرہ اسکو **ادات تشبیہ** اور جو کچھ تشبیہ سے مقصود ہو خواہ مدح خواہ مذمت اسکو

غرض تشبیہ اور مجموعہ امور مشروط کو ارکان تشبیہ کہتے ہین مثلاً زید مانند باگھ کے ہے یہان زید مشبہ اور باگھ مشبہ بہ اور لفظ مانند ادات تشبیہ اور شجاعت وجہ شبہ اور مدح غرض تشبیہ۔ اور تمام یعنے مشبہ اور مشبہ بہ اور ادات تشبیہ اور غرض تشبیہ اور وجہ شبہ ارکان تشبیہ ہین۔ اور ضرور ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ اگر حقیقت مین مشترک ہون تو صفت مین مختلف ہون یا بالعکس کیونکہ اگر یہ فرق نہوگا تو تشبیہ باطل ہو جائیگی۔ اور چاہیے کہ صفت وجہ شبہ مشبہ مین کم اور مشبہ بہ مین زیادہ ہو۔ ورنہ تشبیہ سے کچھ فایدہ نہوگا۔

واضح ہو کہ باعتبار ارکان تشبیہ کے تشبیہ کئے قسم کی ہوتی ہے۔

بیان مشبہ و مشبہ بہ

اگر مشبہ اور مشبہ بہ ظاہری پانچ حواس سے معلوم ہوسکین تو اسکو تشبیہ حسی کہتے ہین ورنہ عقلی پس اس اعتبار سے مشبہ اور مشبہ بہ کی چار قسمین ہین۔ اول یہ کہ دونون حسی ہون جیسے رخ اور گل سرو اور قد وغیرہ۔ دوسری یہ کہ دونون عقلی ہون جیسے تشبیہ شہادت کی اور علم کی زندگی سے اور جہل کی موت سے کہ یہ مدرک بالعقل ہوتے ہین تیسری یہ کہ مشبہ عقلی اور مشبہ بہ حسی ہو جیسے موت کو گرگ اور عمر گذشتہ اور خلق نیک کو عطر اور غضب کو آگ سے تشبیہ دین چوتھی یہ کہ مشبہ اور مشبہ بہ عقلی ہو جیسے زلف کو سیاہی مین نامۂ اعمال بد سے مشابہت دین۔

بیان وجہ شبہ

وجہ شبہ بھی کبھی حسی اور کبھی عقلی ہوتی ہے۔ اور وجہ شبہ کبھی متحد ہوتی ہے جیسے تشبیہ شجاع کی شیر کے ساتھ کبھی متعدد جیسے تشبیہ قد کی سرو کے ساتھ کہ یہان راستی اور بلندی دونون پائی جاتی ہین

اور وجہ شبہ مین ایک ہیأت مجموعی دوسری ہیأت مجموعی سے تشبیہ دیجاتی ہے اسکو تشبیہ مرکب یا **ممثل** کہتے ہین۔ ذوق شعر ارادہ گر کرے ناقص علو جاہ کامل کا ٭ تو یہ جانو کہ نابینا کنارِ بام چلتا ہے ٭ کبھی دو شئی متضادہ کو بطور طنز او ظرافت کے تشبیہ دیتے ہین اسصورت مین معنی متضادہ وجہ شبہ ہوگی جیسے تشبیہ بخیل کی حاتم سے اور نامرد کی شیر یا رستم سے۔ اگر وجہ شبہ کلام مین مذکور ہو تو اسکو تشبیہ **مفصل** کہتے ہین جیسے زید جوانمردی مین شیر سا ہے۔ ورنہ **مجمل** جیسے زید حاتم کے مانند ہے

بیانِ اداتِ تشبیہ

اور الفاظ تشبیہ مستعملہ اردو سا مانند جیسا جیسے جون چون نظیر مقابل مشابہ برابر عدیل برنگ۔ بسان وغیرہ ہین۔ باعتبار حروفِ تشبیہ کے تشبیہ کی دو قسمین ہین مرسل۔ اور موکد۔

مرسل وہ ہے کہ حروف تشبیہ اسمین مذکور ہو جیسے زید شیر سا ہے

موکد وہ ہے کہ حروفِ تشبیہ اسمین مذکور نہو جیسے زید شیر ہے پھر تشبیہ سات قسم پر ہوتی ہے اول **تشبیہ مطلق** وہ ہے کہ ایک شئی کو دوسری شئی سے تشبیہ دین چنانچہ ؎ صبح رخسار یار کی سی ہے ٭ شام زلفون کے تارکی سی ہے۔

دوسری **تشبیہ کنایہ** یہ کہ ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کنایۃً تشبیہ دین اور مشبہ کو ذکر نکرین اور حرف تشبیہ مذکور نہو جیسے شعر مین ہون کیون تلخ کام گرچہ سدا ٭ لعل شیرین ہے تیرا شکربار یعنے لب۔ تیسری **تشبیہ مشروط** وہ ہے کہ وجہ تشابہ شرط پر موقوف ہو یعنے اگر ایسا ہوگا تو ویسا ہوگا شعر سرو گر باغ مین رواں ہوگا ٭ تیری قامت سا بیگمان ہوگا یہان تشبیہ سرو کی محبوب کے قد کے ساتھ بشرط رفتار قرار دی ہے چوتھی **تشبیہ عکس** وہ کہ مشبہ کو مشبہ بہ۔ اور پھر مشبہ بہ کو مشبہ قرار دین شعر مین ہون لاغر تری

کمر کی طرح ⁂ ہے کمر تیری جیسا مین ہون نزار ⁂ پانچوین

تشبیہ تسویہ وہ کہ شاعر اپنے ایک وصف کو معشوق کے ایک وصف کے ساتھ تشبیہ دیے جیسے شعر قدمرا اور تیرے ابرو کج ⁂ دیکھہ خمدار ہے کمان کردار چھٹوین

تشبیہ ضمار اس طرح سے تشبیہ دین کہ تشبیہ معلوم نہو شعر تیرہ کس واسطے ہے میرا بخت ⁂ گر ہے وہ زلفِ تیرہ جون شبِ تار ساتوین

تشبیہ تفضیل وہ ہے کہ کسی چیز کو ایک چیز سے تشبیہ کرین پھر اس سے پھر کر مشبہ کو مشبہ بہ پر ترجیح و تفضیل دین۔ شعر تو ہے گل او نہین کہ ہے دائم ⁂ تجھہ سے خرم رخِ گل گلزار

بیان غرض تشبیہ

یہ چند قسم کی ہے کبھی تزئین مشبہ نظرِ سامع مین اور کبھی مذمت او تقبیح مشبہ نظرِ سامع مین اور کبھی بیانِ حالِ مشبہ غرض تشبیہ ہوتی ہے جرأت شعر بگل پھر ہے گردش ہی ہمکو سارے دن ⁂ جو تم چہرا تو پیارے پھرین ہمارے دن ⁂ یہان غرض اظہارِ حالِ سرگشتگی ہے۔ امانت شعر ہنس پڑا وہ گلِ رعنا تو تماشا دیکھا ⁂ گہر و نیلم و یاقوت کو یکجا دیکھا ⁂ غرض تزئینِ مشبہ ہے نسیم شعر زنبورِ سیاہ خال اسکے ⁂ برگد کی جٹائین بال اسکے ⁂ غرض مذمتِ مشبہ سے ہے

دوسری فصل استعارہ مین

استعارہ لغت مین عاریت طلب کرنیکو کہتے ہین اور اصطلاح مین وہ لفظ ہے کہ معنی غیر موضوع لہ مین مستعمل ہو اور معنی حقیقی او مجازی مین علاقہ تشبیہ کا ہو پس حالتِ استعارہ مین مشبہ کو مستعار الیہ اور مشبہ بہ کو مستعار منہ اور وجہِ شبہ کو وجہِ جامع کہتے ہین اور غرض استعارہ سے یہ ہے کہ مشبہ کو عین مشبہ بہ

قرار دین جیسے شیر یعنی مرد شجاع پس شجاع مستعار لہ شیر مستعار منہ شجاعت وجہ جامع ہے۔ اور
تشبیہ کے مانند مستعار منہ کبھی دونون حسی یا عقلی کبھی ایک حسی ایک عقلی ہوتے ہین۔ جانئے
کہ اگر استعارہ مین فقط مُشبہ بہ کو ذکر کرین اُسکو **استعارہ بالتصریح** کہتے ہین جیسے امانت
شعر ربط ہنے لگا اُس شمع کو پروانون سے پہ آشنائی کا کیا حوصلہ بیگانون سے۔ یہان شمع
سے مُراد معشوق اور پروانہ سے عاشق ہے۔ اور اگر فقط مُشبہ کو ذکر کرین اُسکو **استعارہ بالکنایہ**
یا **استعارہ مکنیّہ** کہتے ہین پس اس صورت مین ضرور ہے کہ قرینہ ہو یعنے مناسبات اور لوازمات مُشبہ بہ محذوف
کے مذکور ہون اور اس قرینہ کو **استعارہ تخییلیہ** کہتے ہین ناسخ شعر نہین ممکن کہ کلک فکر لکھے شعر سب
اچھے برسا ہے بہت نیسان گُہر ہوتے ہین کم پیدا۔ یہان فکر کو منشی قرار دیا۔ اور کلک جو منشی کو ضرور ہے
اسکے واسطے ثابت کیا پس استعارہ فکر کا منشی سے استعارہ بالکنایہ ہے۔ اور ثابت کرنا کلک
کا اسکے لئے استعارہ تخییلیہ ہے۔ اور استعارہ باعتبار لفظ کے دو قسم ہے ۱ صلیہ ۲ تبعیہ
اصلیہ وہ ہے کہ لفظ مستعار اسم جنس ہو جیسے استعارہ اسد کا واسطے مرد شجاع کے اور گل کا واسطے رخسار کے وغیرہ اور
تبعیہ وہ کہ لفظ مستعار فعل یا حرف ہو جیسے ع بھاگ ان شعبدہ بازون سے مثال سیماب۔ اجتناب کو
بھاگنے سے استعارہ کیا۔ اور بھاگ صیغہ امر ہے اور سوا اسکے استعارہ تین قسم پر ہے ۱ مطلقہ ۲ مجردہ ۳ مرشحہ
مُطلقہ وہ ہے جسمین مناسبات وصفات مُستعار لہ اور مُستعار منہ کے مذکور نہون جیسے نسیم شعر حاجت کے
گمان سے جب ہوی دیر گھبرا کے پلنگ سے اٹھا شیر۔ شیر سے مراد شجاع ہے **مجرّدہ** وہ ہے کہ فقط
صفات ومناسبات مُستعار لہ کے ذکر کئے جائین۔ سودا شعر گل نے شبنم سے ہے الماس تو کھایا لیکن
ہاتھ مین غنچہ لالہ کے ابھی افیون ہے۔ داغ کو افیون سے استعارہ کیا ہے اور فقط مناسب مستعار لہ کا مذکور ہے یعنے لالہ

مرشحہ وہ ہے کہ فقط صفات ولوازمات مستعار منہ کے مذکور ہوں نسیم شعر ثابت کچھ اثر سا ہے سکا ہے ۔ اس چاند کو کیا گہن لگا ہے ۔ لفظ گہن اور ستارہ مناسب چاند کے ہے جو مستعار منہ چہرۂ یار کا ہے ۔ اور کبھی صفات ومناسبات دونوں کے بھی مذکور ہوتے ہیں سودا شعر تیرا سے بزر مہر خریدار فلک پر ۔ یوسف کی نہتھی گرمیِ بازار فلک پر ۔ یہاں مستعار لہ شعاع آفتاب ہے اور مستعار منہ زر ۔ پس مستعار لہ کے مناسب فلک اور مہر ہے اور مستعار منہ کے مناسب خریدار اور گرمیِ بازار ف استعارۂ مرشحہ استعارۂ مطلقہ اور مجردہ سے زیادہ بلیغ ہے ۔

تیسری فصل مجاز مرسل کے بیان میں

مجاز مرسل وہ ہے کہ کوئی کلمہ معنی غیر موضوع لہ میں مستعمل ہو بواسطہ وجہ تشبیہ کے ۔ اسکی کئی قسمیں ہیں ۔ اول یہ کہ سبب کو بجای مسبب کے استعمال کریں قلق ع رطب ویابس سے زمانے کے نہ آگاہ تھے ہم ۔ حق بجانب ہے کہ نادان ہی اللہ تھے ہم ۔ مراد رطب ویابس سے تغیر زمانہ ہے اور تغیر سبب سردی اور گرمی کا ہے ۔ دوسری یہ کہ مسبب کو بجائے سبب کے لائیں ولہ بس ملاقات سے اب سیر ہوئے بھر گیا دل ۔ کیسی چاہت تھی یہ کیسی تھی طبیعت مائل ۔ مراد سیر ہونیسے بیزار ہونا ہے کیونکہ سیری غذا سے بیزاری کا سبب ہے ۔ تیسری یہ کہ کل کو بجای جزو کے استعمال کریں جیسے مینے انگلی کان میں کہی ۔ یعنے انگلی کا سر ۔ چوتھی جزو کو بجائے کل کے استعمال کرنا جیسے آج زید کا چہرہ نظر نہ پڑا یعنے زید کی ذات ۔ پانچوین عام کو بجائے خاص استعمال کرنا جیسے یہ چارپایہ کیا اچھا ہے یعنے گھوڑا ۔ چھٹوین اسکا عکس کرنا جیسے یہ فرعون ظالم کا ہاتھہ دراز کیا ۔ مراد فرعون سے ظالم ہے ۔ ساتوین یہ کہ ظرف کو بجائے مظروف استعمال کرین جیسے لفظ قارورہ کہ بمعنی شیشہ ہے بمعنی بول کے

استعمال کرتے ہین۔ آٹھوین مظروف کو بجائے ظرف استعمال کرین جیسے گلاب کو طاق مین رکھدو
یعنے شیشۂ گلاب کو۔ نوین استعمال ملزوم کا بجائے لازم جیسے آتش میرے دلمین پڑی یعنی حرارت
دسوین عکس اُسکا جیسے ہنوز چولھے مین حرارت ہے یعنی آتش۔ گیارہوین یہ کہ لفظ کو باعتبار حالت
زمان ماضی کے استعمال کرتے ہین جیسے مشت خاک مراد انسان سے شعر اکسیر ہے تو کیا ہے بے
مُشت خاک سودا ؁ خاطر پہ جب کسی کے اس سے ملال آیا ؁ بارھوین یہ کہ لفظ کو باعتبار حالت
زمان مستقبل کے ذکر کرین جیسے طالب علم کو مولوی کہین تیرھوین کسی چیز کو بلفظ آلہ کے استعمال
کرنا شعر زبان کھولینگے مجھہ پہ بدزبان کیا بدشعاری سے ؁ کہ مینے خاک بھر دی مُنھہ مین اُنکی خاکساری
سے ؁ بدزبان بمعنی بدکلام۔ چودھوین کسی چیز کو باسم مادہ استعمال کرنا جیسے تلوار کو آہن کہنا۔

چوتھی فصل کنایہ مین

کنایہ لغت مین پوشیدہ کہنا ہے۔ اور اصطلاح مین وہ لفظ ہے کہ لازم معنی کو اس کے ارادہ کرین
جواز ارادۂ معنی حقیقی کے ساتھ جیسے پلکین لگنا کنایہ کثرت گریہ سے ہے اور پیٹھہ چارپائی سے لگ جانا
مراد اُٹھنے بیٹھنے کی طاقت چلے جانے سے ہے۔ اور ساق دوش پر رکھنا کنایہ مباشرت سے
ہے۔ جاننا چاہیے کہ کنایہ مین وسائط ملزوم نہون اور کچھہ خفا بھی نہو تو اسکو ایما و اشارات
کہتے ہین جیسے آگے کے مثالون سے ظاہر ہے۔ اور جب وسائط نہون لیکن خفا ہو اُسکو
رمز کہتے ہین جیسے عریض القفا کنایہ احمق سے۔ اور یہ امر علم قیافہ سے علاقہ رکھتا ہے۔ اور
اگر کثیر الوسائط ہو تو اوسکو تلویح کہتے ہین جیسے لنبے انگرکھے والا یعنی دراز قامت کے۔ اور اگر کہین کنایہ
سے موصوف غیر مذکور مراد ہو تو اوسکو تعریض کہینگے جیسے معشوق بے وفا کے خطاب مین

ع ہے دوست وہ جو دوست کے خاطر جلائے دل ٭ شاعر کی غرض یہ ہے، کہ تو دوست نہین ٭ مجاز حقیقت سے اور کنایہ تصریح سے اور استعارہ تشبیہ سے زیادہ بلیغ ہے ٭

پانچوان باب علم بدیع مین

علم بدیع وہ علم ہے جس سے طریقے تحسین و تزئین کلام کے معلوم ہوتے ہین موضوع اسکا کلام فصیح اور عبارت مستحسن ہے۔ اور غایت اُسکا کلام کی زینت اور اُسکے عیبون کی پہچانت ہے

فصل پہلی صنائع معنوی مین

تضاد دیکھ کہ نظم یا نثر مین دو لفظ ایک دوسرے کے ضد جمع کئے جائین خواہ وہ دونون اسم ہون یا فعل یا حرف جیسے دراز اور کوتاہ۔ گرم اور سرد وغیرہ۔ اور اسکو مقابلہ تطبیق۔ تکافو طباق اور مطابقہ بھی کہتے ہین۔ ذوق شعر لٹتے ہین گہ نصیب سے گاہ فلک سے ہم ٭ فرقت کی رات کم نہین روز مصاف سے۔ رات اور روز مین تضاد ہے اوسی مین داخل ہے۔ صنعت تدبیج یعنے ذکر تمام کے رنگون کا کرنا بطریق کنایہ۔ امانت شعر گندمی رنگ کو بنکر نہ کھرا کرتے تھے ٭ دعانی جوڑے سے کبھی دل نہ ہرا کرتے تھے۔

مراعات النظیر جسکو توافق اور تناسب بھی کہتے ہین وہ ہے کہ شاعر ایسے الفاظ جمع کرے کہ آپسمین مناسبت رکھتے ہون سوائے نسبت تضاد کے جیسے گل۔ اور بلبل۔ ماہ اور آفتاب تیر اور کمان وغیرہ۔ ذوق شعر تیسرا ہاتھی ہے فلک کا کہکشان ہے خرطوم ٭ کان دونون مہ و خورد دم ذنب سر ہے راس۔

ایہام یہ صنعت دو قسم پر ہے ایہام تضاد اور ایہام تناسب جسکو توریہ بھی کہتے ہین یعنی یا لفظ

لانا کہ دو معنے رکھتا ہو اور معنی دوم کہ غیر مقصود ہے کسی لفظ سے اگر نسبت تضاد کی رکھتا ہو وہ ایہام تضاد ہے اگر اور کوئی نسبت ہے تو ایہام تناسب مثال ایہام تضاد کی آمانت شعر

دل جو بھر آیا تو اک شور مچایا مین نے
سارے تالاب کے سوتون کو جگایا مین نے

لفظ سوتو کا یہان بمعنی منبع کے ہے لیکن بمعنی دوم خفتہ کہ غیر مقصود ہے لفظ جگانے سے ایہام رکھتا ہے مثال ایہام تناسب ذوق شعر

نہ چھوڑی گی جیتا مجھے چشم قاتل
یقین ہے یقین بلکہ عین الیقین ہے

لفظ عین کے معنی مقصود محض کے ہین اور معنی دوم مناسب چشم کے ہین۔

استخدام وہ ہے کہ کسی لفظ کے دو معنے ہون ایک معنی تو اُس لفظ سے مراد لین اور دوسرے معنے اُن ضمیر سے جو اس لفظ کیطرف راجع ہو یا اُس لفظ کی طرف دو ضمیرین عاید ہوتی ہون ایک ضمیر سے ایک معنی مراد لین اور دوسری ضمیر سے دوسرے معنے مثال اول شعر

سایہ فگن ہو مین نے کہا ہم پہ او پری
بولا کہ اسکے سایہ سے پرہیز چاہیے

لفظ پری سے معشوق مراد ہے اور ضمیر اسکے سے مراد پری حقیقی ہے کیونکہ پری کے سایہ سے پرہیز کرتے ہین نہ معشوق کے سایہ سے مثال دوم شعر

گل خوش رہے وہ رہے کا گلشن
گو اس نے ہمین نہ منھ لگایا

گل کے دو معنے ہین ایک حقیقی یعنے گلاب کا پھول اور دوسرا مجازی یعنے معشوق یہان ضمیر مصرعہ اول یعنے اُسکا راجع ہے گل حقیقی کے طرف اور ضمیر مصرعہ دوم یعنے اُس نے عاید ہوتی ہے معشوق کی طرف۔

مشاکلہ یہہ ہے کہ ایک شی کو اُس لفظ سے ذکر کرین جو اسکے غیر کے واسطے موضوع ہو اس مناسبت سے کہ دونون ایک جا مذکور ہوے ہین جیسے شعر

بدی کی بدی سہل ہو کے جزا
جو تو مرد ہے کر بُرے کا بھلا

بد کا سے بدی کا انتقام لینا بد نہین ہے مثلاً چور چوری کی سزا دیت انہ

مگر چونکہ دونون ایک جائے مذکور ہوے ہین اسلئے بدی کے انتقام کو بھی بدی سے تعبیر کردیا ہے

مزاوجہ یہ کہ ایسے دو معنے شرط و جزا مین واقع ہون کہ پہلی معنی پر جو امر مترتب ہو وہ بھی دوسرے معنے پر مترتب ہو جیسے سعادت یار خان رنگین **شعر** آہ کیجے تو آن جاتی ہی ❊ ورنہ کیجے تو جان جاتی ہی ❊ یہان آہ کرنے اور نہ کرنے پر کسی شئی کا جانا مترتب ہوا ہے یعنے ایک پر آن کا جانا اور دوسرے پر جان کا جانا

ارصاد یا تسہیم یہ کہ قبل عجز بیت کے ایسا لفظ لائین کہ سامع کو معلوم ہو جائے کہ فلان لفظ عجز مین آئیگا بشرطیکہ ردیف و قافیہ سامع کو معلوم ہو. سرور **شعر** کمال شئی زوال شئی ہی اسپر لاکھ حاسد ہون ❊ بھلا نازان نہون کیونکر مین اپنی بے کمالی کا ❊

مصحف وہ کہ تغیر نقاط سے وہ لفظ دوسرا ہو جائے جیسے لفظ توشہ کو نقطے بدلکر بوسہ کرتے ہین

تزلزل وہ کہ تبدیل حرکات سے وہ لفظ دوسری صورت پر ہو جائے جیسے لفظ آخر مصرعہ اول مین

شعر میری جانب کو کرگذر آخر ❊ مین بھی تیرا ہون طالب دیدار ❊

عکس وہ ہے کہ اول دو جزو ذکر کرین پھر جزو آخر کو مقدم اور جزو اول کو موخر کردین. ذوق

شعر نیت نیک تری آئینہ حسن عمل ❊ عمل خیر ترا جلوہ حسن نیت **ولہ** ہم اور غیر یکجا دونون بہم نہونگے ہم ہونگے وہ نہونگے وہ ہونگے ہم نہونگے ❊ کبھی ایسا ہوتا ہی کہ ایک مصرع کے قلب سے مصرع دوم حاصل ہو اسکو **عکس و طرد** کہتے ہین **شعر** یہ خوبی و زیبائی یوسف نے کہان پائی ❊ یوسف نے کہان پائی یہ خوبی و زیبائی

رجوع وہ ہے کہ اول ایک کلام کہین اور بعد ازان لوٹ کر اسکو باطل کردین بخیال کسی نکتے کے

شعر ماہ ہے تو پر کہان ہے ماہ کی یہ چشم و زلف ❊ سرو ہے تو پر کہان ہی اسمین یہ رفتار و ادا ❊

لف و نشر لف لغت مین بمعنی لپیٹنے کے ہی. اور نشر بمعنی پراگندہ کرنیکے لف و نشر کی تعریف اصطلاح مین

یہ ہے کہ پہلے چند چیزین مذکور کرین اُسکو لف کہتے ہین۔ اور بعد اسکے ہر ایک منسوبات و متعلقات کو بغیر تعین بیان کرین۔ اسکو نشر کہتے ہین۔ اور تعین کا نکرنا اس اعتماد پر ہے کہ سننے والا ہر ایک منسوب کو اُسکے منسوب الیہ سے متعلق کر لیگا۔ اسکی دو قسمین ہین ایک **مرتب** کہ تفصیل مطابق ترتیب اجمال کے ہو اوّل ساتھ اوّل کے اور دُوم ساتھ دُوم کے جیسے امانت **شعر** زلف و عارض پر فدا شام و سحر ہونے لگا ❊ برق بن بن کے بُت رشکِ قمر ہونے لگا ❊ دوسری **غیر مرتب** وہ کہ نشر بہ ترتیب لف کے نہو۔ اس کی بھی دو قسمین ہین۔ پہلی **معکوس الترتیب** کہ ترتیب نشر کی برعکس لف کے ہو جیسے ع گل و نرگس باغمین ہمکو جلوہ چشم و رخ دکھاتے ہین دوسری **مختلط الترتیب** کہ نشر کو پراگندہ ذکر کرین جیسے ع شرمندہ زلف و رخ و قامت سے چمن مین گُل برگ تر و سرو بھی سنبل سیراب ❊

تفسیر جسکو **تبیین** بھی کہتے ہین یعنے چند چیزین اوّل مجمل ذکر کیجائین پھر انکو مفصل کر دیا جاوے لا ادری **شعر** ٹوٹا پھٹا سک گیا اور پھر کھلا بند ہا ❊ مالا دوپٹہ محرم و جوڑا شب وصال ❊ انشا **شعر** ایک جلائے اک اوڑلے ایک ڈوبائے اک گرائے ❊ لیوین لپٹ لپٹ کے جان آتش و باد و آب و خاک ❊ یہ مثال **تفسیر خفی** کی ہے۔ اگر الفاظِ مُبہم کو مکرر لائین اسکو **تفسیر جلی** کہتے ہین جیسے ہوشیار **شعر** دشمنون سے رکھے ہے داد و ستد ❊ دے ہے غم اور لے ہے انکی جانِ نزار ❊ اور یہہ صنعت بھی مرتب اور غیر مرتب ہوتی ہے۔ اور فرق لف و نشر مین یہ ہے کہ اگر الفاظ کے درمیان تناسب بطور مراعات النظیر کے ہو اُسکو لف و نشر کہتے ہین ورنہ تفسیر۔ اور واضح ہو کہ سکاکی کے نزدیک تفسیر کا وجود نہین سب لف و نشر ہے

جمع یہ کہ شاعر چند چیز کو ایک حکم مین جمع کرے۔ ذوق ؎ خط بڑہا زلفین بڑہین کاکل بڑہے ہ عشق کی سرکار مین جتنے بڑہے ہندو بڑہے ہ

تفریق اسکو کہتے ہین کہ دو چیزون مین جو آپس مین شباہت رکھتی ہین فرق بیان کیا جائے ناسخ ؎ شمشاد کو تیرے قد موزون سے کیا شبیہ ہ سینہ کہان یہ چہرہ کہان یہ کمر کہان ہ

تقسیم وہ ہے کہ شاعر پہلے چند چیز کو ذکر کرکے پھر بعد اس کے اور چند چیز لائے کہ ہر ایک کا علاقہ اور نسبت اُن سے ہو جائے بطور تعین کے لاادری **شعر** وہی دیویگا مجھے صبر و سکون جسنے دیا ہ رُخ زیبا تجھے اور دیدہ گریان مجھکو ہ **قطعہ** قسمت کیا ہر چیز کو قسام ازل نے ہ جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا ہ بلبل کو دیا نالہ اور پروانہ کو جلنا ہ غم ہمکو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا ہ

تقسیم مسلسل یہ کہ اوّل ایک چیز ذکر کرین بعد ازان اُسکا مُناسب اور پھر اس مناسب کو مکرر لائین اور اُس مُناسب کا مُناسب اسکی طرف منسوب کرین اور اسیطرح جیسے ذوق **شعر** بخار ارض سے تا ابر ہو اور ابر مین پانی ہ روان پانی سے دریا ہو اور دریا کو طغیانی ہ زمین مین تا ہو کان اور کان مین ہو جوہر کانی ہ پتے جوہر ہو قیمت اور قیمت کو فراوانی ہ تری شمشیر جوہر دار مین نصرت کا جوہر ہو ہ ترے قبضہ مین بحر و بر گہر ہو کان پر زر ہو ہ یہان اوّل شعر ایک سلسلہ ہے اور دوسرا شعر دوسرا سلسلہ۔

جمع مع التفریق وہ ہے کہ شاعر دو یا زیادہ چیزون کو ایک حکم مین جمع کرے پھر آپس مین فرق ظاہر کرے ؎ دونون حسن متنافیض ہین آپسمین نیسان اور تو ہ پردہ دیتا ہی صدف کو قطرہ تو مجھکو گہر ہ

جمع مع تقسیم یعنے اوّل چند چیز کو ایک حکم مین جمع کرین پھر ایک کو ایک سے نسبت دین ؎ تیغ و افسر کا ہے تو مالک عنایت سے تری ہ تیغ رستم لے گیا افسر سکندر لے گیا ہ

جمع مع تفریق وتقسیم وہ ایسا ہے کہ چند چیز جمع کر کر فرق دکھلاوین بعد اسکے پھر جُدا جُدا تقسیم کرین **قطعہ** سب سخی ہین ابر و دریا اور وہ عالی جناب * پاوین فیض اُنسے بناتا تا و رغواص وگدا * پر کرے ہے نالہ دریا ابر رووے وقت فیض * بالب خندان وہ والا فر ہے ہے دائما *

تجرید یہ صنعت اسطرح پر ہے کہ ایک موصوفِ مشہور کی صفت بیان کیجا ئے مگر اپنے ممدوح کو ایک اسلوب سے اُسکے مساوی کر دے چنانچہ یہ **شعر** کم تو حاتم سے کب سخا مین ہے * گو وہ دیتا تھا مال و زر بسیار *

مُبالغہ مقبولہ یعنے مدح یا ذم مین حد سے گذر جانا * اُسکے تین قسم ہین۔ اگر وہ ادعا بحسبِ عقل و عادت ممکن ہو تو اسکو **تبلیغ** کہتے ہین اور اگر بحسبِ عقل ممکن ہے لیکن عادت کے خلاف ہی تو اُسکو **اغراق** اور نیز خلاف عقل و عادت دونون کے ہو تو اسکو **غلو** کہتے ہین مثال تبلیغ انشا **شعر** دل کے نالون سے جگر دُکھنے لگا * یان تلک روئے کہ سر دُکھنے لگا * اکثر بہت رونے سے سر کا درد پیدا ہوتا ہی۔ اور یہ بات قیاس کے موافق بھی ہی مثالِ اغراق سحر لکھنوی در تعریف اسپ **شعر** صُبح کو ہو کوئی انگریز اگر اسپہ سوار * حاضری کھا ئے سپاٹو مین تو لنڈن مین ٹفن * اگرچہ کمال تیز روی بحسب عقل ممکن ہے لیکن خلافِ عادت ہے مثال غلو در تعریف اسپ۔ ولہ **شعر** گردنی اوڑھ کے سوجائے اگر کوئی سئیس * رات بھر خواب مین ٹاپا کرے اُتر دکھن *

احتجاج بدلیل جسکو **احتجاج** بھی کہتے ہین وہ ہے کہ کسی کلام کو دلیل عقلی یا نقلی سے ثابت کرین وہ دلیل اگر مثل اہل کلام کے ہو تو اسکو **مذہب کلامی** کہتے ہین جیسے **شعر** کسطرح منہ اُس دہن تنگ سے وہ شوخ * تقسیم یہ جُز کے ہین دلائل سبھی باطل * اور اگر دلیل بطور علما کے ہو تو اسکو **مذہب فقہی** کہتے ہین جیسے **شعر** آنکھین خدا نے دیکھنے کو دی ہین میری جان * دیکھا کسی نے تیری طرف کو تو کیا ہوا *

حسن التعلیل یعنے کسی امر کی علت بطرز پسندیدہ ثابت کرنا کہ درحقیقت وہ نہو ہو جیسے شعر تنی رہتی ہے اکثر چادر مہتاب تربت پر وکہ تا معلوم ہو سب کو قتیل مہ جبیان ہون ۞

تاکید المدح بما یشبہ الذام یعنے اس طرح صفت کرین کہ سامع کو بادی النظر مین شبہ ہو جاے کہ شاید قائل ارادہ مذمت کا رکھتا ہی لیکن بعد غور و فہم معنے کے معلوم کرے کہ عین مدح ہے شعر تو سراپا حسن ہے لیکن نہین ہے آدمی ۞ کوئی تجھ سا حور ہے تو یا پری ہی کیا ہے تو ۞ یہان لیکن کے لفظ سے جو واسطے استثنا کے آتا ہے سننے والے کو شک پیدا ہوتا ہے کہ شاید بعد اس کے ہجو ہو گی مگر غور مضمون سے معلوم ہوا کہ عین مدح ہے ۞

تاکید الذم بما یشبہ المدح جو آگے کے خلاف ہو۔ جیسے شعر برا تجھ سا نہین کوئی زمانے مین مگر کیا ہے ۞ کہ گر صحبت مین کوئی بیٹھے تو وہ تجھ سا ہی بن جائے ۞

استتباع جسکو **مدح الموجہ** بھی کہتے ہین وہ ہے کہ کیسکی مدح اسطرح کرین کہ ایک مدح سے مدح دوسری حاصل ہو شعر لب ترا شیرین ہے مانند سخن ۞ اور کم معدوم ہے مثل دہن ۞

ادماج اسکو کہتے ہین کہ ایک کلام سے دو معنے حاصل ہون جرأت سے بسکل پھرتے گردش ہی ہمکو سارے دن ۞ جو تم پھرا و تو پیارے پھرین ہمارے دن ۞ **فائدہ** فرق ادماج اور استتباع مین وہ ہے کہ استتباع مدح کے لئے خاص ہی۔ اور ادماج عام۔ اور فرق ایہام و ادماج مین یہ ہے کہ ایہام مین ایسے لفظ کو استعمال کرتے ہین جو دو معنے یا زیادہ رکھتا ہو اور ادماج مین مجموع دونون معنے کا مفید ہوتا ہے۔

توجیہ جسکو **محتمل الضدین** اور **ذوالوجہین** بھی کہتے ہین وہ ہی کہ کلام دو صورت

مخلف پر دلالت کرے جیسے ہجو او تعریف کو شامل ہووے ع کیا ہی تاثیر ہے واللہ تری

صحبت کو ❊ یک بیک لحظے مین بنجائے ہی احمق دانا ❊ یعنی احمق دانا بنجائے یا دانا احمق بنجائے ❊

الهزل الذی یُراد بہ الجد اسکو کہتے ہین جو کلام مین الفاظِ ہزل او ظرافت کی ہون مگر مضمون خوب او نصیحت آمیز ہو **نظم** دنیا اک زالِ بیوا ہے ❊ بے مہر و وفا بیحیا ہے ❊ مردون کے لئے یہ زن ہے رہزن ❊ دنیا کی عدو ہے دین کی دشمن ❊

تجاہل عارف یا تجاہل التعارف یعنے متکلم امر معلوم سے اظہار بیخبری کا کرنا کہ ایسا ہے یا ویسا ہے وغیرہ جیسے ع ہے زلف یا دھوان ہے یہ شمعِ جمال کا ❊ اعجازِ حسن وناز سے اونچا نہو سکا ❊ یا ابر آفتاب کے پہلو مین آگیا ❊ پیدا ہے یا کہ شام غریبان یہ برملا ❊

قول بالموجب کسی شخص کے کلام کو خلافِ مرادِ قائل گمان کرنا **شعر** تو جو کہتا ہے کہ تو دل سے نہین کرتا ہے پیار ❊ سچ ہے پیارے مین تو تجھکو جلانے ہون چاہتا ❊ **ایضاً شعر** ناصحا کہتا ہے جو تو عشق اسکا چھوڑ دے ❊ کیا کوئی بہتر ہے اس سے جس پہ عاشق ہوئون مین ❊

اطراد یہ کہ نام ممدوح کا مع نام آبا کے بترتیب ذکر کرین۔ قدسی **شعر** بہارِ گلشن دین محمدِ عربی ❊ ضیائے چشم علی نورِ دیدۂ زہرا ❊ بہارِ حرمی خاطرِ حسین وحسن ❊ سرور سینۂ زین العباد شمع ہدا ❊ فروغِ شمعِ شبستان باقر وصادق ❊ غریبِ خاکِ خراسان علی بن موسیٰ ❊

تعجب یہ کہ کلام مین تعجب ظاہر کرین۔ ناسخ **شعر** بگڑ جاتا ہے سیبِ پختہ گردس روز رکھتے ہین ❊ تعجب ہے کہ برسون مین نہ وہ سیبِ ذقن بگڑا۔

اعتراض الکلام قبل الاتمام یعنے جملہ مین ایسا لفظ لانا کہ معنیٔ مقصود بغیر اسکے درست

ہوسکے اُسکو حشو بھی کہتے ہین۔ اُسکی تین قسمین ہین۔ ملیح۔ و متوسط و قبیح۔

ملیح وہ ہے کہ اُس سے زینت کلام کی ہو جیسے آتش سے یان سے اب جاؤن تو مین راہ پر لاؤن اُسکو ❊ زیب و زینت کا سب انداز بتاؤن اُسکو ❊ زیب و زینت حشو ہے۔

متوسط وہ کہ اُس لفظ کا ہونا اور نہونا یکسان ہو جیسے سے تو ہے بحر بیکران مین تشنہ و تفسیدہ لب ❊ ای جہان جود و ہمت پیاس کو میری بجھا ❊ یہان لفظ ہمت حشو متوسط ہے

قبیح یہ ہے کہ وہ لفظ مخل فصاحت ہو جیسے سے روئے آنسو بقدر ہم ہجر مین ❊ اشک کے طوفان سے دریا ہوگیا ❊ یہان لفظ آنسو حشو قبیح ہے۔

تلمیح وہ صنعت ہے کہ کاتب اثنای کلام مین کسی قصے معروف یا کسی مضمون مشہور پر اشارہ کرے ناسخ سے حاجت نہین نماز کی مستی مین زاہدا ❊ کیا مرتبہ دیا ہے خدا نے شراب کو تمیح ہے آیۃ **لَاتَقرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنتُم سُکَارٰی** کی طرف۔

سیاقۃ الاعداد یہ کہ اعداد کو کلام مین بترتیب یا بلا ترتیب ذکر کرین جیسے ذوق **شعر** آب انکو شش جہت مین ہفت دریا لوگ کہتے ہین ❊ گرے تھے اشک کے قطرے مرے دو چار آنکھون سے

تنسیق الصفات ایک موصوف کے کئی صفتین لانا جیسے انشا **شعر** مستجمع المکارم و مستحسن الشیم ❊ ینبوع فضل و جود و سخا معدن کرم ❊

سوال و جواب وہ ہے کہ ایک مصرعہ یا ایک بیت یا دو بیت سوال و جواب ہو اُس کو **مراجعہ** کہتے ہین نسیم **شعر** پوچھا کہ طلب کہا قناعت ❊ پوچھا کہ سبب کہا کہ قسمت ❊

حسن الطلب وہ ہے کہ شاعر کوئی چیز اپنے ممدوح سے بطرز پسندیدہ طلب کرے جیسے **قطعہ**

دل مرا مجھ سے طلب کرتا ہے سو دینار سُرخ ٭ مین یہ کہتا ہون کہ مفلس پاس اتنا زر کہان ٭ ہنسکی
کہتا ہے کہ تمکو شرم بھی آتی نہین ٭ جھوٹھ سے کیا فائدہ فرمائے ای مہربان + آپ ہین مدّاح
ایسے کے کہ جس کے ہاتھ سے ٭ بحر کا کیسہ تہی ہے اور خالی جیب کان ٭ کس کو باور ہے کہ
تم رکھتے نہین ہو اندنون ٭ اس قدر دولت کہ رکھتے تھے سلاطین کیان ٭

حسن التکریر شعر تم نے مجھے پیارے برا اگر کہا کہا ٭ یا مصلحت سے غیر کے منھ پر کہا کہا ٭

حسن المطلع وہ ہے کہ شعر اوّل قصیدے کا الفاظِ بدیع اور معانیِّ بلیغ سے لکھا جائے اور مستحسن اور مطبوع ہو اور الفاظ فالِ نیک کے ہون۔

حسن المقطع وہ ہے کہ اشعار آخرِ قصیدے کے الفاظِ فصیح اور معانیِ خوب سے لکھے جائین۔

حسن التخلص وہ ہے کہ کسی مضمون مثل ذکر عشق وغیرہ سے مدح ممدوح کیطرف رجوع کرین اور اسکو گریز کہتے ہین اسی صنعتِ حسن تخلص کو **قطع الکلام** بھی کہتے ہین۔ اگر کوئی کلمہ مشعر رجوعِ مطلبِ دیگر ذکر کرین اسکو **اقتضاب** کہتے ہین چنانچہ دیباچہ کتاب مین لفظِ اما بعد اور خطوط مین بعد شرح شوقِ ملاقات۔ ومکرر آنکہ وغیرہ لکھتے ہین۔

التفات وہ ہے کہ کلام کو بدل دین ایک طریق سے دوسرے طریق کے طرف تین طریقون سے جو تکلم اور خطاب اور غیبت ہین مثلاً پہلے بطریق خطاب کے کہے بعد ازان بطور غیبت کے خواہ غیبت سے تکلّم کو خواہ تکلّم سے خطاب کو رجوع کرے علیٰ ہذا القیاس پس اسکی چھ قسمین ہین۔ ایک یہ کہ غیبت سے خطاب کو رجوع کرے دوسری غیبت سے تکلّم کو تیسری خطاب سے غیبت کو چوتھی خطاب سے تکلّم کو پانچوین تکلّم سے غیبت کو چھٹوین تکلّم سے خطاب کو جیسے انشا ؀ انگلیون مین قول کے

چھلے نظر پڑے ❊ واللہ تم بھی سخت چھلے نظر پڑے ❊ **تعلیق** منحصر کرنا کسی امر کا ثبوت مابقی
دوسرے امر پر حکم اوّل کو جزا اور دوّم کو شرط کہتے ہین غالب **شعر** اگر وہ سرو قد
گرمِ خرامِ ناز آجائے ❊ کفِ ہر خاک گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو ❊ رسالہ عبد لواسع مین اسکی کئی
قسمین لکھی ہین **تلمیع** کہ ایک مصرع یا شعر ایک زبان مین ہو اور دوسرا مصرع یا شعر دوسری زبان
مین اسکو **ذو لسانین** بھی کہتے ہین انشا **شعر** ای عشق مجھے شاہد اصلی کو دکھلا ❊ قُدْ خُذْ
بِيَدِیْ وَفَقَكَ اللهُ تَعَالٰی **ارسال المثل** وہ کہ کلام مین کوئی ضرب المثل لائین سودا **شعر**
گالی نہین بے بوسہ مرے دل کو گوارا ❊ جھوٹا کوئی کھاتا ہے تو میٹھے ہی کے لالچ ❊
جامع اللسانین وہ کہ کوئی کلام بغیر تغیر نقاط کے دو زبان مین پڑھا جاے اُسکو
دوروئی بھی کہتے ہین مثالِ فارسی وہندی یار اجائے تو بہتر ❊
متضمن اللسانین و متضمن الالسنہ یعنے کلام بہ تغیر نقاط دو یا کئے زبان مین پڑھا
جائے انشا فارسی سے بیا بیا حب من حالیا بپا کی باش ❊ اردو۔ پیا پیا جب مین جالیا پیا کے
پاس عربی۔ بیا ناحب من حالنا یبا لی ناس اسکو ذو وجہین بھی کہتے ہین ❊
قلب اللسانین وہ کلام کہ اگر اسکو مقلوب پڑہین تو زبانِ دیگر مین اس سے معنے
حاصل ہون **شعر** ہان یار ماہ روز دریخانہ اند آ ❊ یارامے داری مارامے بیار ❊ مقلوب بزبان
عربی اردنا ھنا خرد زور ھا مرایناہ ❊ رای بی مادامی رادیما را ی ❊
کلام الجامع کلام مشعر پند و نصیحت و حکمت اور شکایت روزگار کی لکھنا۔
ابداع کلام مین نیا مضمون لکھنا یہ حقیقت مین کوئی صنعت نہین بلکہ اساتذہ کا کلام اکثر ہوتا ہے

تضمین و اقتباس وہ ہی کہ کسی دوسرے شاعر کا مصرع یا بیت اپنی کلام مین لاتین بطور مناسب تضمینِ مصرع کو ابداع اور رفو بھی کہتے ہین اور تضمینِ بیت یا زیادہ اشعار کو استعانت کہتے ہین۔ غالب **قطعہ** مشکل ہے زبس کلام میرا ای دل ؛ سُن سُن کے اسے سخنورانِ کامل ؛ آسان کہنے کی کرتے ہین فرمایش ؛ گویم مشکل و گر نہ گویم مشکل ؛ مصرعہ چہارم مشہور کسی شاعر کا ہے

فصل دوسری صنائع لفظی مین

جناس بین اللفظین یا تجنیس لغت مین ایک دوسرے کے مانند ہونے کو کہتے ہین۔ اور اصطلاح مین وہ کہ دو لفظ یا زیادہ ایک جنس کے باہم نزدیک ہون۔ اور تلفظ و کتابت مین ایک ہی رہین لیکن معنی مین مختلف۔ اور تجنیس کی کئی قسمین ہین۔ اوّل

تجنیس تام وہ کہ نظم یا نثر مین ایسے دو کلمے لائین کہ پڑھنے اور لکھنے مین باہدیگر متفق رہین اور معنی مین متغایر پس اگر دونون اسم یا فعل یا حرف ہین اسکو **تجنیس تام مماثل** ورنہ **مستوفی** کہتے ہین۔ مثالِ مماثل **شعر** تم رات کو نہ آئے جو اپنے قرار پر ؛ یہ ظلم تم نے کیا کیا اس بے قرار پر ؛ قرار بمعنی وعدہ ہے اور دوم بمعنی آرام مثال مستوفی آمانت **شعر** اڑی دیکھون مین عجایب ہین درخشان پونچے ؛ اس کے پونچے کو نہ روئے مہِ تابان پہنچے ؛

تجنیس ناقص وہ کہ عبارت مین دو لفظ یا زیادہ ایسے لائین جو عددِ حروف مین موافق ہون اور حرکات مین مختلف اسکو **تجنیس محرف** بھی کہتے ہین جیسے عِلم اور عَلم۔ گُل اور گِل مِہر اور مُہر ذوق **شعر** پھینکے ہے ایک جنبشِ مژگان مین وہ پری ؛ اس اپنے ناتوان کو پرے کوہ قاف سے ؛

تیسری **تجنیس زائد** وہ کہ ایک لفظ مین دوسرے سے ایک حرف زاید ہو خواہ اوّل یا اوسط یا آخر مین جیسے سوز **شعر** چشم کا کام اشک باری ہے ؛ چشمہ فیض ہے کہ جاری ہے ؛ ١٢

زار و نزار قامت و قیامت شام و شامت اور آخر مین زیادتی دو حرف کی بھی ہو سکتی
ہے جیسے یم بمعنی دریا کے اور یمین اور غم اور غمین جس کے آخر مین ایک حرف زاید ہو اسکو
مطرف اور جس کے آخر مین دو حرف زاید ہون اسکو **مذیل** کہتے ہین۔ چوتھی
تجنیس مرکب وہ ہے کہ دو لفظ متجانس مین سے ایک مفرد ہو دوسرا مرکب پس اگر کتابت
مین موافق ہون اسکو **مرکب متشابہ** کہتے ہین اور اگر مختلف ہون تو **مرکب مفروق**۔
مثال مرکب متشابہ مجروح **شعر** جتنے مر مر گئے بتو تم پر ۞ انکے مرقد ہین سنگ مرمر کے ۞ مثال مرکب
مفروق امانت **شعر** پانون آخر کو مرا اور تری پیشانی ہے ۞ جو مین کہتا ہون وہ یکدن ترے
پیش آنی ہے ۞ اور اگر تجنیس ایک کلمہ اور دوسرے کلمے کے جزو سے مرکب ہو تو اسکو **تجنیس مرفو**
کہینگے امانت **شعر** سینہ وہ سینہ کہ دیکھے تو تڑپ جائے بشر ۞ ایسے سینے نہین دیکھے ہین کسی
نے سن بھر ۞ یہان سی جو لفظ کسی کا جزو ہے لفظ نے کے ساتھ ملکر سینے سی تجنیس ہوا۔ پانچوان
تجنیس مکرر وہ کہ دو لفظ متجانس کسی قسم دوم تجنیس کے آخر سجع مین بلا فصل متواتر واقع ہون
اسکو **تجنیس مزدوج** بھی کہتے ہین اور ان الفاظ کے شروع مین ایک حرف کی کمی و زیادتی
بھی جائز ہے مثال تام مکرر انشا **شعر** میری زبان سے مدح کہان اسکی ہو سکے ۞ توصیف
مین ہے جس کے زبان قلم قلم ۞ مثال زاید مکرر **شعر** آتشین لب ہے اس کے در دل
گلنار نار ۞ جز ستم کیا جانتا ہے وہ بت مکار کار ۞
تجنیس مضارع وہ ہے دو لفظ نوع حروف مین مختلف ہون۔ اور حروف مختلف قریب المخرج
ہون جیسے اقرب اور عقرب انشا **شعر** اقرب سمجھ کے اپنے سے رہجا مرے وہین بس ۞ عقرب کے

نیش پر بھی جو رکھے حل قدم ۰ اور حروفِ مختلفہ بعید المخرج ہون تو **تجنیس لاحق** کہتے ہین
جیسے ناز - ساز - امانت **شعر** جان ناساز ہو وہ نغمۂ خوش ساز ہی بھہ ۰ دلِ مضطر کو سدا سوز ہو وہ ساز ہے

تجنیس خط وہ کہ دو لفظ یا زیادہ فقط صورت کتابت مین موافق ہون جیسے الفاظ مسکین و مشکین
زخم و رحم ۔ چشم و جسم ۔ شمع و سمع - وغیرہ - غالب **شعر** باغ شگفتہ تیرا بساطِ نشاطِ دل ۰ ابرِ بہار خمکدہ
کس کے دماغ کا ۰ اور قلب بھی تجنیس ہی کی ایک قسم ہے **قلب** یعنے بدلانا ترتیب حروف کا ۰
چار قسم پر ہے - قلبِ کُل - قلبِ بعض - مقلوب مُستوی - مقلوب مجنح -

قلب کل وہ ہے کہ تمام حروف کلمے کے بہ ترتیب قلب کئے جائین جیسے یار اور رای
مردم ۔ روز اور زور ۔ جنگ اور گنج انشا **شعر** ابھی جھڑ لگا دے بارش کو تی مست بھر کے
نعرہ ۰ جو زمین پہ پھیک مارے قدح شراب اُلٹا ۰

قلب بعض وہ کہ کلمے کے حروف بے ترتیب قلب کئے جائین - جیسے رشک اور شکر
محروم اور مرحوم ۔ شرر - **شعر** کمال بحث ہے علمِ کلام مین رہتی ۰ ذہن مین لوگ بہت قیل و قال کرتے

مقلوب مستوی وہ کہ تمام کلام کے قلب سے وہی کلام حاصل ہو جیسے کلمہ شاباش اور مصرع اول
شعر انشا کا مقلوب مستوی ہے **شعر** رواج اور یہ ہے وہ ہو آشنا انشاء کہ ہو رہا ہو وہ آگاہ سے اہل کلام ۰

مقلوب مجنح وہ مقلوب کُل کے مانند ہے لیکن فرق یہہ ہے کہ ایک لفظ مصرع اول یا فقرۂ
اول کے شروع مین ہو اور دوسرا آخر مصرع ثانی یا فقرۂ ثانی مین ہو - ہوشیار **شعر** اے روشن کہان
جو خاک ہو دل ۰ مال پر میرے رحم کرای یار ۰ اور اشتقاق اور شبہ اشتقاق تجنیس مین داخل ہے -

اشتقاق وہ کہ کلام مین ایسے الفاظ لائین کہ ایک مادے سے مشتق ہون نسیم **شعر**

ہنستے ہنستے کہا ہنسے کیون وہ ہنستا نہین ہے سبب کوئی یون ؛؛
شبہ اشتقاق امانت **شعر** سچ اگر پوچھ تو وہ ساعدون کی جانین ہین ؛ کشور حسن مین شانونکی بڑی شانین ہین ؛؛ **ولہ** کلیان پڑتی تھین کب انگلبدن اطرحکی جب ؛ پانجامیکی تری پانچون مین فریبے آتی
رد العجز علی الصدر یہ صنعت منحصر ہے بعض مصطلحات عروض کیجاننے پر - واضح ہو کہ باصطلاح عروضیان جزو اول مصرعہ اول کو صدر اور اُسکے جزو آخر کو عروض و مصرعہ دوم کے جزو اول کو ابتدا و جزو آخر کو ضرب و عجز کہتے ہین اور اجزای اوسط ہر دو مصاریع کو حشو ؛ پس یہ صنعت چار قسم پر ہے - اول جو لفظ صدر مین آئے وہی عجز مین - دوم یہ کہ جو لفظ حشو مصرعہ اول مین واقع ہو وہی عجز مین آئے سوم جو لفظ عروض مین ہے وہی عجز مین بھی ہو - چہارم جو لفظ ابتدا مین واقع ہو وہی عجز مین واقع ہو مگر ہر ایک قسم تین تین نوع پر ہے - کیونکہ وقوع لفظ کا مکرر تین حالت سے خالی نہین یا وہی لفظ بعینہ مکرر لکھا جاے یا بطریق تجنیس یا بطریق اشتقاق یا شبہ اشتقاق سرور **شعر** کمال ؛ نہ زوال ؛ شی دہر لا لکھہ جاسد ہون وہ بھلا نازان نہون کیونکر مین اپنی بے کمالی کا ؛ مجروح **شعر** جتنے مر مر گئے ہو تم پر ؛ انکے مرقد مین سنگ مرمر کے ؛ انشا **شعر** سابقہ جب سے مری آہ سے رکھتی ہے گرم ؛ تب سے برق شرربار پہ سباق آتش ؛ **ولہ شعر** تھا وہان نام خدا عالم خود بینی گرم ؛ اس کے نتھنون کے پھڑک مین تھی غضب گرماہٹ ؛ **ولہ** قدرت خدا کی دیکھیو تو اسلام کا شرف ؛ دم مارنے کی جا ہی نہین مار نہ دم ؛ اور اسی صنعت کی ایک قسم ہے کہ لفظ آخر مصرع اول مصرع دوم کے اول مین ہو اور لفظ آخر مصرع دوم مصرع سوم کے اول مین علیٰ ہذا القیاس اُسکو **معاد** کہتے ہین رنگین **شعر** فرہاد کو شیرین جو بہت آتی یاد ؛ یاد اسکی مین اپنے دلکو رکھتا وہ شاد ؛ شاد اُسکا ہمیشہ ذکر رکھتا اسکو ؛ اسکو کر یاد شاد رہتا

فرہاد ٭ اسی قسم سے ہے۔ امانت نظم اسکے سلکِ دُر و ندان سے جو آنکھ اپنی لڑی ٭ جب لڑی آنکھ تو اک فکر طبیعت کو پڑی ٭ جب پڑی فکر تو ثابت ہوی موتی کی لڑی ٭ کیسی موتی کی لڑی اشک ہین شرارت ہے بڑی ٭ ہے شرارت جو بڑی اُٹھین تو سیار ہین ٭ ہین جو سیار تو آنکھون کے مرے تارے ہین

لزوم مالایلزم وہ کہ منشی یا شاعر کسی چیز کو اپنے پر لازم کرلے حالانکہ لزوم اسکا ضروری نہو۔ مثلاً سجع کے آخر مین کوی حرف لازم کرلے اگر نہو تو کچھ بھی مضایقہ نہین جیسے قاف قسم اور لقم مین کیونکہ مقابلہ مین رقم کے علم بھی درست ہی۔ اسیطرح ہی التزام کسی حرف کا حرف روی کے آگے انشا شعر اکے یہ سردی پڑی ہر ایک تارا جم گیا ٭ کاسۂ چرخ ستارے کا سارا جم گیا ٭ پوری غزل مین شاعر لازم کرلیا کہ آگے الف روی کے الف و را لائے اگرچہ یہ ضرور نتھا کیونکہ قافیہ تارا کا پیدا بھی ہوسکتا ہے۔ اور صنعتِ لزوم مالایلزم کو **صنعتِ اعنات** بھی کہتے ہین اور اسی قبیل سے ہے

قطع الحروف یعنے حذف کرنا کسی حرف کا حروف تہجی سے نظم مین ہو یا نثر مین اور منقوط وغیر منقوط و رقطا۔ وخیفا و مقطع و موصل بھی اسی کی قسم مین ہین۔

منقوط وہ کہ تمام حروف کلام کے نقطہ دار ہون جیسے شعر فارسی **شعر** بخشش فیض بینی زین جشن ٭ جنبش غیظ بینی زین جشن ٭

غیر منقوط وہ کہ کلام مین سب حروفِ مہملہ ہون۔ انشاء اللہ خان کا ایک دیوان تمام اسی صنعت مین ہے چنانچہ یہ شعر اوّل اسکا ہے **شعر** اور کس کا آسرا ہو سرگروہ اس راہ کا ٭ آسرا اللہ اور آل رسول اللہ کا ٭

رقطا وہ کہ ہر کلمے مین ایک حرف نقطہ دار اور ایک بے نقطہ بہ ترتیب ہو ٭

خیفا وہ کہ کلام مین ایک کلمے کے حروف منقوط اور ایک کے غیر منقوط بترتیب ہون چنانچہ اس

شعر کا پہلا مصرع رقطا اور دوسرا مصرع صنعت خیفا مین ہے انشا **شعر** شہ بلند نسب اب مجھے دیوے ÷ جبین لامع زینت حصول جشن مرام ÷

مقطع وہ کہ تمام حروف کلام کے کتابت مین جُدا جُدا لکھے جائین۔ عاجز بدایونی۔ **شعر** اے دے وہ دوا ے درد دوام ÷ دوڑ دوڑ آئے رات دن آرام ÷

موصل وہ کہ سب لفظ کلام کے ملا کر لکھے جائین۔ عاجز **شعر** کبھی کہی نہ سُنی تمنی حیف جی کی خبر ÷ بنگلی کیسی ستم کیش بے کہے ہم پر ÷ بھیکھ بینسیتمنیحیفجیکیخبر ÷ بنگلیکیسیستمکیشبیکہیہمپر ÷

واسع الشفتین جس کے پڑہنے مین لب سے لب نہ ملے نظیر کی ایک تمام غزل اسی مین ہے پہلا شعر اُسکا یہ ہے **شعر** آیا نہین جو کر کر اقرار ہنستے ہنستے ÷ چل دے گیا ہے شاید عیّار ہنستے ہنستے ÷

واصل الشفتین جس کے پڑہنے مین لب سے لب ہر کلمے مین ملجائے مثال فارسی عربی بوسوے مہ ما موہم ÷

تحت النقاط کہ سب حروف کے نقطے نیچے رہین۔ اعجاز **شعر** صدمے صد ہا ہی سہے صد مرحبا اے دل دلگیر میرے واسطے ÷

فوق النقاط کہ سب حروف کے نقطے اوپر رہین۔ جیسے اعجاز **شعر** اسقدر کم ہمت او دل تو نتھا ÷ عشق آفت زا کا گر کرتا گلا ÷

سجع نثر مین ایسا ہے جیسا نظم مین قافیہ لیکن سجع نظم مین بھی واقع ہوتا ہے۔ اور سجع تین قسم ہے مطرف متوازی متوازنہ۔ سجع **مطرف** وہ ہے کہ فقرۂ نثر مین دو کلمے آخر کے وزن مین مختلف اور روی مین متفق ہون جیسے وہ یار بڑا بد اطوار ہے اور نظم مین جیسے میر تقی **شعر** عشق ہے تازہ کار و تازہ خیال ÷ ہر جگہ اسکی اک نئی ہے چال ÷ اور سجع **متوازی** وہ ہے کہ دو فقرے

کلمات آخر وزن اور روی دونون متفق ہون جیسے مین تجھ پر جان دیتا اور اپنے سر پر بلا لیتا ہون
اور نظم مین جیسے میر حسن شعر کرون پہلے توحید یزدان رقم * جھکا جس کے سجدے کو اوّل قلم * اگر جمیع
الفاظ نثر یا نظم مین مقابل و متحد الوزن والقوافی لائین اسکو ترصیع کہتے ہین جیسے نثر تیری تعریف
تحریر سے بیرون ہے اور تیری توصیف تقریر سے افزون ہے۔ اور نظم غالب شعر تیری دانش
مری اصلاح مفاسد کی رہین * تیری بخشش مری انجاح مقاصد کی کفیل * لفظ آخر بسبب رعایت
قافیہ اصل قصیدہ مقفی نہین۔ اور سجع موازنہ وہ ہے کہ کلمات آخر دو فقرے نثر کے متحد الوزن ہون مگر
روی مختلف جیسے ہمارا یار بڑا جمیل ہے اور زمانے مین بے نظیر ہے۔ اور کبھی ایسا سجع موازنہ ہوتا ہے کہ
سب الفاظ نثر یا نظم مین متحد الوزن اور مختلف الروی مقابل واقع ہوتے ہین اور یہ بمنزلہ ترصیع ہے جیسے
قامت موزون کے روبرو سرو روان ناچیز ہے اور نافۂ آہوے ختن کے سامنے مشک ختن بے قدر ہے۔ اور مثال
نظم غالب شعر اے شہنشاہ فلک منظر و بے مثل و نظیر * اے جہاندار کرم شیوہ و بے شبہ و عدیل *
ذوالقافیتین یا ذوالقوافی جسمین دو قافئے ہون یا زیادہ لا اعلم شعر غیر کے آئین
گھر تیرے ہی نقصان ترا * مین ترے واسطے کہتا ہون کہا مان مرا * اور اگر دو قافئے کے درمیان
ردیف ہو اسکو ذوالقافیتین مع الحاجب کہتے ہین میر شعر کہین آنکھون سے خون ہوکے بہا کہین دل مین جنون ہو رہا
متلون یا ذوالبحرین اُس نظم کو کہتے ہین جو دو یا زیادہ بحرون مین پڑھا جائے جیسے شرر بدایونی
شعر ضعف سے پاؤن پہ سر آیا ہے آہ * ہوگئے نالون سے ہم اپنے تباہ * یہ بیت بلکہ
پوری اُسکی غزل چار بحرون مین پڑھی جاتی ہے۔ اوّل بحر رمل مسدس فاعلاتن
فاعلاتن فاعلات۔ دوم بحر رمل مسدس مخبون۔ فاعلاتن فعلاتن فعلات۔ سوم خفیف مخبون مقصور مشعث

فاعلاتن مفاعلن فعلان۔ چہارم سریع مطوی موقوف مفتعلن مفتعلن فاعلات مسلون کی ایک قسم ہے محذوف و منقوص۔

محذوف وہ شعر ہے کہ جسکا لفظ اول ہر مصرع کا دور کر دیا جائے تو کسی دوسرے بحر مین ہو جائے۔ لا اعلم **شعر** مجکو رسوا نکر ای آفت جان بہر خدا ٭ بندہ تیرا ہون مین کر رحم میان بہر خدا ٭ اسمین کیا فائدہ مجھلو جو کیا تو نے قتل ٭ کچھ بھی انصاف کر ای سرو روان بہر خدا ٭ لفظ مجھکو و بندہ۔ و اسمین۔ و کچھ بھی ہر چہار مصرع سے دور کیجیے تو بحر دوم ہو جاتی ہے اور معنی قائم۔

منقوص لا اعلم **شعر** بے رحم جلا نہ دل کو میرے چپ رہ ٭ معلوم ہین مجکو مکر تیرے چپ رہ ٭ کس واسطے اس قدر ہے تو لے لبس لبس ٭ تو آویگا ہاے میرے ڈیڑے چپ رہ ٭ لفظ چپ رہ تین مصرع سے اور مصرع سوم سے لفظ لبس لبس دور کرنے سے وزن دیگر ہوتا ہے اور معنی قائم۔

ترافق جسکو **توافق** بھی کہتے چار مصرع اس طرح کے کہنا کہ جس مصرع کو چاہین اول قرار دین اور علی ہذا القیاس دوم سوم چہارم۔ لا اعلم **شعر** مفتون ہون مین اس شرم و حیا کا دل سے ٭ عاشق ہون مین اس ناز و ادا کا دل سے ٭ شیدا ہون مین اس لفِ دوتا کا دل سے ٭ کشتہ ہون مین اُس طرز جفا کا دل سے۔

نظم النثر یہہ صنعت ایجادِ امیر خسرو دہلوی ہے اور وہ یہہ ہے کہ ایسے اشعار کہے جائین کہ نثر بھی پڑہے جائین۔ لیکن حالتِ نثر مین بندش اور نشستِ الفاظ کا درست ہونا و صفائی کلام ضرور ہے کیونکہ بلا لحاظ اس قید کے ہر نظم کو نثر پڑھسکتے ہین **نظم** اجی صاحب سنو تو تم نے کل ٭ کیا کہا تھا اور آج کسلئے ٹل ہو گئے اپنے کلام سے صاحب ٭ ایسی الفت بھی کچھ نہین واجب ٭ ہم تو سر دیئے تک بھی

حاضر تھے ٭ پر تمھارے تو دیکھے ڈھنگ نئے ٭ واہ جی واہ آپ کے قربان ٭ ہو جئے کیا ہی ننھنے اور ناداں ٭ بن گئے ہو خدا سے ٹک تو ڈرو ٭ یاد تو کیجئے قراروں کو ٭

مُعرب یعنے اگر التزام فتحہ کا کیا جائے تو کسرہ وضمہ نہ آئے اور اگر التزام کسرہ کا ہو تو فتحہ اور ضمہ نہ آئے. درحالتِ التزامِ ضمہ کسرہ او فتحہ نہ واقع ہو مثالِ فتحہ لمولفہ **شعر** کل کا وعدہ کر گیا ہی کل صنم ٭ گر نہ آیا آج تو بس ہے غضب ٭ مثال ضمہ از ہوشیار **شعر** صلصل سنبل و گل و بلبل ٭ مجھکو جو ہون حصول خوب ہو یارہ لفظِ یار مین فتحہ بسبب التزام قافئے قصیدے کے ہے۔

جامع الحروف وہ کہ جسمین سب حروف تہجی موجود ہون **شعر** این جفاہا الغیاث اے کافرِ ترسا لقب ٭ لذتِ صد حظ مریضِ عشق تو بردا خطب ٭ اور اسی قسم سے ہے یہ قطعہ کہ ایک ایک جملہ حروف متشابہ مین سے بہ ترتیب اور مقطع واقع ہوئے ہین **قطعہ** جواب علاج ہو کچھ دردیاس کا ای کاش ٭ ہو ہوئی حرص نشاط او سماع دف کا ذوق ٭ ہلاک ہون کہ دل خام کار ناداں کو ٭ فغاں وآہ پہ لائے ہین ہائے غم کے شوق ٭

توشیح وہ ہے کہ اگر ہر فقرہ یا ہر مصرع غزل یا رباعی یا مثنوی کے حروفِ اوّل کو جمع کرین تو کسی کا نام یا فقرہ یا مصرع یا بیت یا جو کچھ مقصود متکلم کا ہو حاصل آوے جیسی چھوٹے لعل کا نام اس سے نکلتا ہے. **شعر** چشم نے تیری مجھے لوٹ لیا ای دلدار ٭ ہے بُرا حال مرا دیکھ ادھر کو ای یار ٭ وعدہ وصل کسی روز تو پورا کر دے ٭ ٹالے بالے مین گذاریگا کہاں تک ہر بار ٭ یا خدا کونسا جادو کیا مجھ پر اُسنے ٭ لے گیا چھین کے مجھ سے خرد و صبر و قرار ٭ عشق مین تیرے ہوا سحر کا یہ حالِ زبون ٭ لبِ شیرین سے نہ پوچھا کبھی حالِ دلِ زار ٭

مُبادلۃ الرأسین وہ کہ دو لفظ مین پہلا حرف بدل جائے۔ **شعر** اگر حق نے بخشی ہے عقل نجیب * تو سُن مجھ سے یہ ایک نقل عجیب *

براعۃ الاستہلال اوّل قصیدہ یا مثنوی یا کتاب وغیرہ مین ایسے الفاظ لانا کہ جس سے معلوم ہوجائے کہ یہ قصیدہ یا مثنوی یا کتاب وغیرہ فلانے مضمون یا احوال مین ہے جیسے نسیم **شعر** پایا جو سفید چشم صفحا * یون میلِ قلم نے سرمہ کھینچا *

تضمن المزدوج وہ کہ کلام مین دو لفظ مسجع لایا جائے۔ نسیم **شعر** وان پھانسن چھبی ہے اُسکے غم کی * یان سانس نہین ہے ایکدم کی *

اظہار مضمر جیسے **ع** ہے لب دوست مخزن شکر * **رباعی** ۱۔ عاشق سا مہروار راز دل زار * ۲۔ سو طرح کا زیور اور خال رخسار * ۳ سب آؤ کرو غور نشان دو صاحب * ۴ مشتاق کا عزم جانکر آخر کار *
اگر کوئی شخص ایک حرف مصرع بالا سے لے لے پس اُس سے پوچھے کہ رباعی کے کون کون مصرع مین وہ حرف واقع ہے جنہین تبلاے انکے ہندسے جمع کرکے مصرع مذکور مین سے مطابق اسکے شمار کرے وہی حرف ہوگا۔

معمّا وہ کلام ہے کہ جس سے کوئی نام مرد کا بموجب اصول و قواعد معمّا کے نکلے جیسے اسم مہتاب رائے از حکیم مومن خان مومن **شعر** بنے کیونکر سبھی ہے کار اُلٹا * ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا * بعلِ قلب نام مہتاب رائے مصرع دوم سے حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ معمّا داخل علم بدیع ہے۔ مگر چونکہ اسکے شعب اور فروع بہت ہین لہذا بر اسہ ایک فن گنا جاتا ہے۔

لغز وہ کلام ہے کہ جس سے باعتبار علامات اور خواص اور صفات کے کوئی چیز معلوم کیجائے

چیستان

اور اُس کو فارسی مین چیستان کہتے ہین مثال فارسی ترازو **شعر** یکے اسپے عجب دیدم کہ شش پا و دو سُم دارد ۞ عجائب ترازین بشنو میان پشت دُم دارد **چیستان** باسم کرسی از سید وارث علی سیفی تخلص **شعر** چیست آن چیزے کہ ہست اندر مکان ۞ چار پا دارد و لیکن بنو روان ۞ گاہ بالائے فلک گہ بر زمین ۞ آیتی باشد ز رب العلمین ۞ ہست زیبا در عمارات بلند ۞ بہر حُسنِ خط ہم آمد دلپسند ۞ گرچہ در آغوش انسان ارا کشد ۞ میشود منسوب خاکش بحجرہ ۞ از سلوک و فقر میباید اساس ۞ تا کہ باشد از پے سیفی لباس ۞

مشجر

مشجر جو کلام کہ بصورت شجر لکھ کر پڑھنے مین آسکے۔

درخت

صورت
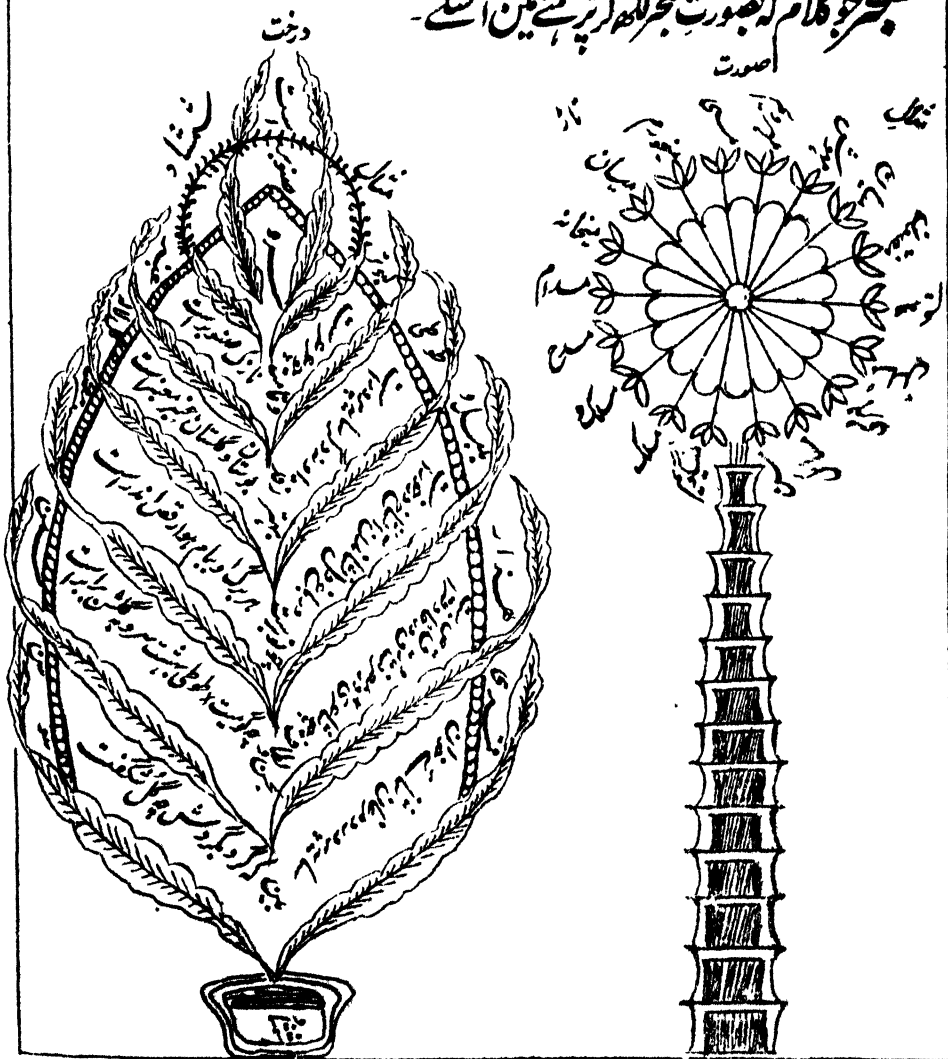
مدوّر وہ ہے کہ ارکان شعر کو دائرے مین لکھین جس جگہ سے چاہین شروع کرین وزن اور معنی قائم رہے مثال مدوّر مصرع

مثلث وہ ہے کہ رباعی کے تین مصرع کہے اور انہین مصرعون کے بعض الفاظ سے مصرعہ چہارم بن جائے **رباعی** تجھ سا نہین پیار کوئی اے رشک قمر پ محبوب کوئی نہو گا تجھ سے بہتر پ اے دلبر نازنین تجھے کہتے ہین سب پ تجھسا نہین محبوب کوئی اے دلبر

مربّع۔ وہ صنعت ہے کہ اشعار طول اور عرض مین یکسان پڑھے جائین جیسے۔

کرون کیا	خفا ہے	الٰہی	وہ دلبر
عبث ہے	وہ مجھے	عبث کیون	سمن بر
الٰہی	عبث کیون	خفا ہے	غضب ہے
وہ دلبر	سمن بر	غضب ہے	ستمگر

تاریخ وہ کلام ہے کہ جسکے مصرع یا الفاظِ خاص کے حروف سے باعتبار حساب جُمّل سنہ کسی واقعہ کی حاصل ہوتے ہون جیسے **ع** طلوع مہر درخشان سدا مبارک ہو پ کہ کسی کے تولد کی تاریخ ہے اور اُس سے سنہ ۱۲۵۴ھ معلوم ہوتا ہے کبھی تاریخ مین بطور تعمیہ اشارہ کرتے ہین تدخلے یا تخرجے کیطرف یعنی کوئی حرف زاید یا کم کردینے پر تخرجہ تاریخ تولد مین بد فال ہے

چھٹوان باب علم عروض مین

عروض وہ علم ہے کہ جس سے کلام موزون اور غیر موزون یعنے نظم و نثر مین تمیز ہوجاتی ہے اور **شعر** اس کلامِ موزون و مُقفّٰی کو کہتے ہین جو قصد متکلم سے کہا گیا ہو۔ اور بعضون نے قافیہ کو تعریفِ شعر مین داخل نہین کیا کیونکہ قافیہ ہونا ضروریات سے نہین بلکہ امر عارضی ہے مثل مطلع غزل و قصیدہ وغیرہ۔ اور واضع علمِ عروض کا خلیل بن احمد بصری ہے کہ گوبہ گاذر کی آواز سے اس علم کو استخراج کیا۔ اور شعر اول آدم علیہ السلام نے زبانِ سُریانی مین کہا۔ اور مُوجد شعرِ فارسی کا

بہرام گور بادشاہ ہے۔ اور بقول بعض ابوحفص حکیم سغدی ہے جو سنہ ۳۰۰ ہجری مین تھا۔ اور اسکے بعد سنہ ۴۰۰ چارصد ہجری مین عنصری و عسجدی و فرخی نامی شاعر ہوے اور پھر سنہ ۵۰۰ پانصد ہجری مین فلکی و خاقانی و شروانی اور رودکی نامور ہوے۔ بعدازان نظامی استاد وقت ہوے اور اردو کی شعرگوئی شیخ سعدی اور امیر خسرو کے زمانے سے پائی جاتی ہے اور صاحب دیوان پہلے ولی شاعر ہوا

ارکان بحور

پہلی فصل ارکان اور بحور مین

واضح ہو کہ بقول متاخرین کل بحر انیس ۱۹ ہین اور چونکہ چند الفاظ ہین جن کو ارکان و اصول و افاعیل و افعال و تفاعیل کہتے ہین منظم کئے ہین وہ آٹھ ہین فَعُولُن فَاعِلُن مَفَاعِیلُن فَاعِلَاتُن مُسْتَفْعِلُن مَفَاعِلَتُن مُتَفَاعِلُن مَفْعُولَاتُ۔ اسمین دو خماسی باقی سباعی ہین اور یہ ارکان تین چیز سے مرکب ہین اول **سبب** کہ کلمہ دوحرفی کو کہتے ہین پس اگر اول متحرک اور دوسرا ساکن ہو تو اس کو **سبب خفیف** کہتے ہین جیسے دِلْ۔ اگر دونون متحرک ہون تو اُس کو **سبب ثقیل** کہتے ہین جیسے دِلِ بکسرۂ اضافت دوسرا **وتد** یعنے کلمہ سہ حرفی پس اگر آخر ساکن ہو تو **وتدِ مقرون** یا **مجموع** کہتے ہین جیسے چمن۔ اور اگر وسط ساکن ہو تو **وتدِ مفروق** کہتے ہین جیسے یارِ در حالت اضافت سوم **فاصلہ** اُسکی بھی دو قسمین ہین صغریٰ و کبریٰ **فاصلہ صغریٰ** کلمہ چارحرفی کو کہتے ہین کہ تینون حرف اول اس کے متحرک ہون اور چوتھا ساکن جیسے صَنَمَا **فاصلہ کبریٰ** پانچ حرفی کلمے کو کہتے ہین جو چارون حرف اول اُسکے متحرک ہون اور پانچوان ساکن جیسے شِکَنَمَشْ ۔ فارسی ہے

بحرون کا بیان

جانئے کہ کُل بحر بقولِ متاخرین اُنیس ہین چنانچہ اُن کے نامان اس قطعہ مین جمع ہین **قطعہ**

رجز خفیف و رمل منسرح دگر مجتث ❊ بسیط و وافر و کامل ہزج طویل و مدید ❊ مشاکل و متقارب

سریع و مقتضب است ❊ مضارع و متدارک قریب نیز جدید ❊

نامی بحر اور وزنِ اصلی اُن کے تحت مین مفصل بیان کئے جاتے ہین۔ پس اُنہین سے سات بحرین مفرد ہین یعنے تکرارِ ایک رکن سے حاصل ہوتے ہین۔ اور نو بحرین مرکب ہین یعنے تکرارِ دو رکن سے حاصل ہوتے ہین۔ اور پندرہ بحر ایجادِ خلیل ہین۔ اور باقی دو سرون نے ایجاد کی۔

بحرون کے نامان اور اُن کے اصلی وزنان

بحر	وزن	بحر	وزن
طویل ۱	فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن	سریع ۱۱	مستفعلن مستفعلن مفعولات
مدید ۲	فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن	خفیف ۱۲	فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن
بسیط ۳	مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن	مجتث ۱۳	مستفعلن فاعلاتن مستفعلن فاعلاتن
کامل ۴	متفاعلن متفاعلن متفاعلن	مقتضب ۱۴	مفعولات مستفعلن مفعولات مستفعلن
وافر ۵	مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن	متقارب ۱۵	فعولن فعولن فعولن فعولن
رمل ۶	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن	متدارک ۱۶	فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن
ہزج ۷	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن	قریب ۱۷	مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن
رجز ۸	مستفعلن مستفعلن مستفعلن	جدید ۱۸	فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن
منسرح ۹	مستفعلن مفعولات مستفعلن مفعولات	مشاکل ۱۹	فاعلاتن مفاعیلن مفاعیلن
مضارع ۱۰	مفاعیلن فاعلاتن مفاعیلن فاعلاتن		

ف یہ وزن جو بیان کئے گئے ہین ایک مصرع کے ہین - اور جن بیت مین آٹھ رکن ہوتے ہین اسکو **مثمن** اور جسمین چھ ہون اسکو **مسدّس** کہتے ہین - اور یہی دو شعرای عجم استعمال کرتے ہین اور بیت کے دو حصے ہوتے ہین ہر حصے کو مصرع کہتے ہین اور مصرع اول کے پہلے رکن کو **صدر** اور مصرع اول کے اخیر رکن کو **عروض** اور دوسرے مصرع کے پہلے رکن کو **ابتدا** و **مطلع** اور دوسرے مصرع کے اخیر رکن کو **ضرب عجز** کہتے ہین اور دونون مصرعون کے بیچ کے رکنون کو **حشو** کہتے ہین اور جس بحر کے ارکان مین تغیر نہوا اسکو **سالم** کہتے ہین اور جسکے ارکان مین تغیر ہوا اسکو **مزاحف** کہتے ہین - اور اس تغیر کو **زحاف** نام رکھتے ہین

دوسری فصل زحافات کے بیان مین

واضح ہو کہ زحف کا معنی لغت مین اصل سے دور پڑنا جیسے تیر نشانے سے دور گرنا - اور اصطلاح مین ان تغیرات کو کہتے ہین جو ارکان مین ہوتے ہین - اور بحر اُن تغیرات سے صورت اوڑ لیتی ہے گویا اپنی اصل سے دور پڑی - وہ تغیرات تین قسم پر ہین - اوّل کم کرنا اصل حروف سے - دوسری بڑہانا اس پر - تیسری ساکن کرنا حرف متحرک کا - اور تغیرات کئی قسم کے ہوتے ہین چنانچہ **تسبیغ** تام کرنا اور زیادہ کرنا الف کا سبب خفیف کے درمیان کہ آخر رکن مین ہو جیسے مفاعیلن سے مفاعیلان - اور فاعلاتن ہے فاعلاتان لیکن اسکو فاعلیّان سے جو مستعمل لفظ ہی بدلتے ہین - اور فعولن سے فعولان **ف** قاعدہ عروضیون کا ہی کہ جو کوئی رکن بسبب زحاف کے غیر مانوس ہو اسکو ساتھ لفظ مانوس و مستعمل کے کہ اسی وزن پر ہو نقل کرتے ہین **قبض** پکڑنا اور گرانا پانچوین حرف ساکن کا جیسے مفاعیلن سے مفاعلن اور فعولن سے فعول

شتر کٹ جانا اور گرانا پہلے حرف اور پانچوین حرف ساکن کا جیسے مفاعیلن سے فاعلن۔

خرب ویران کرنا اور گرانا پہلے اور ساتوین حرف کا جیسے مفاعیلن سے فاعیل اسکو مفعول سے بدلتے ہین۔

کف باز رکھنا اور گرانا ساتوین حرف ساکن کا جیسے مفاعیلن سے مفاعیل اور فاعلاتن سے فاعلات

قصر چھوٹا کرنا اور گرانا حرف ساکن کا سبب سے جو آخرِ رکن مین ہو اور ساکن کرنا ماقبل کو اُس کے جیسے مفاعیلن سے مفاعیل ساتھ سکون لام کے اور فاعلاتن سے فاعلات ساتھ جزم کے اور فعول لام کے جزم سے۔

حذف دور کرنا اور گرانا سبب خفیف کا آخرِ رکن سے جیسے مفاعیلن سے مفاعی اسکو فعولن سے بدلتے ہین اور فاعلاتن سے فاعلا اسکو فاعلن سے بدلتے ہین اور فعلاتن سے فعلا اسکو فعلن سے بدلتے ہین اور فعولن سے فعو اسکو فعل سے بدلتے ہین۔

خرم ناک کاٹنا اور گرانا حرفِ اول وتد مجموع کا جو اول رکن مین واقع ہو جیسے مفاعیلن سے فاعیلن اسکو مفعولن سے بدلتے ہین۔

اذاله دامن پھیلانا اور بڑھانا الف کا آگے ساکن کے بیچ وتد مجموع کے جو آخر رکن مین ہو جیسے مستفعلن سے مستفعلان

طی لپیٹنا اور گرانا چوتھے حرف ساکن کا جیسے مستفعلن سے مستعلن اسکو مفتعلن سے بدلتے ہین۔ اور مفعولاتُ سے مفعلاتُ اسکو فاعلان سے بدلتے ہین۔ اور مفعولات سے مفعلات اسکو فاعلات سے بدلتے ہین۔ اور مفعولن سے مفعلن اسکو فاعلن سے بدلتے ہین۔

خبن دامن لپیٹنا یا سینا اس کا اور گرانا دوسرے حرفِ ساکن کا جیسے مستفعلن سے متفعلن اسکو مفاعلن سے بدلتے ہین۔ اور فاعلاتن سے فَعِلاتن اور فاعلن سے فَعِلن اور مفعولن سے معولن اسکو فعولن سے بدلتے ہین

شکل چارپائے کے پاؤن رسی باندھنا اور جمع ہونا خبن اور کف کا جیسے فاعلاتن سے فعلات
تا کے پیش سے اور مستفعلن سے مستفعل لام کے پیش سے اسکو مفاعل سے بدلتے ہین۔

قطع کاٹنا اور گرانا سبب خفیف کا اور حرف آخر وتد مجموع کا اور ساکن کرنا ماقبل اُس حرف آخر کا ایک
رکن سے جیسے فاعلاتن سے فاعل لام کے جزم سے اسکو فعلن سے بدلتے ہین۔ اور غیر فاعلاتن مین گرانا
حرف ساکن کا وتد مجموع سے اور اسکے ماقبل کے حرف متحرک کو ساکن کرنا جیسے مستفعلن سے مستفعل اسکو مفعولن سے بدلتے ہین

وقف کھڑا ہونا اور ساکن کرنا تا ے مفعولات کا ضمۂ تا سے بدل مفعولان سے ہوتا ہے۔

کسف ایڑی اونٹ کی کاٹنا۔ اور گرانا ساتوین حرف متحرک کا جیسے مفعولات سے مفعولا منقول بہ مفعولن۔

جدع ناک کان اور ہاتھ کاٹنا اور گرانا دونون سبب خفیف مفعولاتُ کا اور ساکن کرنا تے کا پس لا ت
منقول بہ فاع رہتا ہے نحر گلا کاٹنا اور مفعولات مین بعد جدع کے دور کرنا الف کا فاع مین سے فع رہا۔

ثلم سوراخ ہونا اور گرانا حرف اول کلمۂ خماسی سالم کا اور رباعی مقبوض کا جیسے فعولن سے عولن منقول
بہ فعلن اور فعولُ سے عولُ منقول بہ فعل۔

ہتم جڑ سے دانت توڑنا اور جمع ہونا حذف اور قصر کا جیسے مفاعلن سے مفاع منقول بہ فعول۔

اضمار دبلا کردینا گھوڑے کا اور ساکن کرنا تا ے متفاعلن کا اسکو مستفعلن سے بدل کرتے ہین۔

جب خصی کرنا گرانا دو سبب خفیف کا آخر مفاعیلن سے جیسے مفاعیلن سے مفاع اسکو فعل سے بدلتے ہین۔

تبر دُم کاٹنا اور جمع ہونا ثلم اور حذف کا فعولن کے رکن مین اور جمع ہونا قطع و حذف کا فاعلاتن
مین اور جمع ہونا خرم و جب کا مفاعیلن مین جیسے فعولن مین فع اور فاعلاتن مین فعلن بدل
فاعل سے اور مفاعیلن مین فع بدل فاع سے۔

زلل بے گوشت ہونا ران کا اور جع ہونا خرم وتم کا مفاعیلن مین جیسے مفاعیلن سے میم اور
لن اور ی معہ حرکت ماقبل دور ہو فاع رہتا ہے۔

تیسری فصل تقطیع کے بیان مین

تقطیع کا معنی لغت مین تکڑے کرنا اور اصطلاح عروض مین اجزای شعر کو کسی بحر کے ہو اجزاے
ارکان سے برابر کرنے کو کہتے ہین اسطرح سے کہ حرفِ متحرک مقابل متحرک کے اور حرفِ ساکن مقابل
حرفِ ساکن کے پڑے اگرچہ ضمہ اور فتحہ اور کسرہ مختلف ہو مثلاً مرے دلبر اور سخن کہنا اور چپ رہنا
مفاعیلن کے وزن او تقطیع مین حروفِ ملفوظی معتبر ہین جو پڑہنے مین آتے ہین نہ مکتوبی غیر ملفوظی کہ
فقط لکھے جاتے ہین اور پڑہنے مین نہین آتے پس جو حروف کہ تلفظ مین آتے ہین اور کتابت مین نہین
وہ چار ہین اوّل الف ممدودہ کہ اسکو بجای دو الف کے شمار کرتے ہین جیسے آیا ہی مفعولن کے وزن
پر اور زبان عربی کے الفاظ بھی حالتِ اشباع مین بجای حرف کے شمار کیے جاتے ہین جیسے الف رحمٰن
کا اور اللّٰہ اور سمٰوٰت اور طٰہٰ اور ہٰذا کا اور واو یا الفاظِ لہٗ اور بہٖ مین دوسرا تنوین جیسے عمداً اور علمٌ
فعلن کے وزن پر تیسرا حرف مشدد بجای دو حرف شمار کیا جاتا ہے جیسے فرّخ فعلن کے وزن پر
چوتھا ہمزہ بھی ایک حرف گنا جاتا ہے جیسے جاءو فعلن کے وزن پر۔ اور جو کتابت مین آتے ہین
اور تلفظ مین نہین آتے یہ ہین اوّل الف وصل بعضے الفاظ مثل اِس اُس اب اک وغیرہ کا
جب پڑہنے مین نہین آتا ہی تو تقطیع مین گر جاتا ہے دوسرا یا بعض الفاظ کی بھی تلفظ مین نہین آتی
جیسے مجھے وغیرہ تیسرا واو بھی بعض جگہو نین پڑہنے مین نہین آتا ہی جیسے واو جو کہ تو وغیرہ کا اور
واو معدولہ جیسے خود اور خویش کا تقطیع مین خد اور خیش گنا جائیگا۔ اور واو عطف کا جیسے دل و جان

فاعلن کے وزن پر **چوتھا** حرکت کہ بجائے حرف گنی جاتی ہے اگر اُس کو کھینچ کر پڑھین جیسے نکہتِ زلفِ مُسلسل فاعلاتن فاعلاتن **پانچوان** حرف مخلوط التلفظ جیسے کہا۔ گھر۔ کچھ۔ مجھ۔ مُنھ۔ ہنسنا کہ تقطیع مین کاگر کچ مج مُہ ہسنا گنا جاتا ہے **چھٹا** ہائے مختفی جو آخرِ لفظ مین ہوتی ہے کبھی نہین گنی جاتی ہے۔ اگر مصرعہ کے اخیر مین ہو تو بجائے حرف ساکن کے شمار کرینگے جیسے توبہ بروزنِ فعلن اور یہہ ہا ہمزہ ہو کر تلفظ مین آئے تو نگریگی جیسے گریۂ جان مفتعلان اور اگر کسرہ ہمزہ کا بڑہا دین بجائے دو حرف کے شمار کرینگے جیسے نالۂ دل فاعلاتن **ساتوان** نون غنہ بعد حرفِ علت جیسے کہان۔ کہین۔ کہون۔ یون۔ دون۔ جہان زمین وغیرہ درمیان مصرعہ کے آتے تو گر پڑیگا اور اگر آخر مصرعہ کے آیگا بجائے حرف ساکن کے گنا جائیگا جیسے بدگمان فاعلان اور

اگر دو حرفِ ساکن سوائے نونِ غنہ بعد حرفِ علت کے وسطِ مصرعہ مین واقع ہون تو تقطیع مین اوّل ساکن دوم متحرک ہوتا ہے جیسے کام نہین مفتعلن میم کو متحرک کیا مگر آخر مصرعہ مین دونون بحال رہتے ہین۔ اگر تین ساکن جمع ہون پس اگر مصرعہ کے بیچ مین ہون تو اول کو بحال دوسرے کو متحرک تیسرے کو ساقط کرتے ہین جیسے گوشت کھانا فاعلاتن کہ شین کو متحرک کیا اور تے کو گرا دیا۔ اور اگر آخر مصرعہ مین ہین تو ایک کو ساقط باقی کو بحال رکھتے ہین۔ الحاصل تقطیع مین حروفِ ملفوظ معتبر اور غیر ملفوظ ساقط ہوتے ہین۔ اب ایک شعر کی تقطیع بطور مثال لکھی جاتی ہے میر حسن شعر کرون پہلے توحیدِ یزدان رقم ٭ جھکا جسکے سجدے کو اوّل قلم ٭ اسکا وزن فعولن فعولن فعولن فَعَل ہے۔ اسیطرح کرو یہ فعولن لتوحی فعولن دیزدا فعولن رقم فَعَل ٭ جھکا جس فعولن کسجدے فعولن کُ اوول فعولن قلم فعل۔

چوتھی فصل اوزان مستعملۂ شعرائے اردو مین۔

واضح ہو کہ بحور طویل و مدید و بسیط و وافر و مقتضب و کامل مستعمل شعرای عجم نہین اور شاذ قابل اعتبار نہین

	نام بحر	مثال	وزن
بحر ہزج	بحر ہزج مثمن سالم	مرا سینہ ہی مشرق آفتاب داغ ہجران کا	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن
	مثمن مقبوض	بہلا ہو تیرا ساقیا پلا دے خم نچوڑ کر	مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن
	مثمن اشتر	عشق مین تیری مرا رنگ زعفرانی ہی	فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن
	مثمن اخرب ع	بہولا ہون مین عالم کو سر رہی کہتے ہین	مفعولُ مفاعیلن مفعولُ مفاعیلن
	مثمن اخرب مکفوف مقصور	جہومر کا نظر سر پہ تیری ابتو پڑا چاند	مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعولن
	مثمن اخرب مکفوف محذوف	دل لیتی ہی وہ زلفِ سیہ فام ہمارا	مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعولن
	مثمن مقصور محذوف	تپ ہجر سے ای یار دلِ زار جلا ہے	مفاعیلُ مفاعیلُ مفاعیلُ فعولن
	مسدس مقصور ع	مرا دل ہے ترے گیسو سے ہمدوش	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل یا فعولن
	مسدس اخرب مقبوض مقصور	خالق نے دئے تھے چار فرزند	مفعولُ مفاعلن مفاعیل یا۔ فعولن
	مسدس اخرم اشتر محذوف	دانا عاقل ذکی خردمند	مفعولن فاعلن فعولن۔ یا مفاعیل
بحر رجز	بحر رجز مثمن سالم	زندان مین بھی گو چہ ترا ای یار آتا ہی نظر	مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن
	مثمن مطوی مخبون ع	پھرتا ہون تجہ بغیر مین ہو کے دوانہ ہو بہو	مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن
بحر رمل	بحر رمل مثمن محذوف ع	اسطرح دلکو محبت تجہ سے ہی ای شعلہ رو	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن یا فاعلات
	مثمن مشکول ع	مجھے کیون نہ آئے ساقی نظر آفتاب الٹا	فعلاتُ فاعلاتن فعلاتُ فاعلاتن
	مثمن مخبون مقصور	شہر سے گاہ نکلجاتا ہون صحرا کی طرف	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات یا فعلن
	مثمن مخبون ابتر	نہ کسی بحر لطافت پہ کرے چشم کو وا	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن یا فعلان

بحر	نام وزن	مثال	ارکان
	مسدس مقصور یا محذوف	جان مشتاقون کی لب پر آئیان	فاعلاتن فاعلاتن فاعلات یا فاعلن
	مسدس مخبون مقصور یا محذوف	کچھ تو دے اے فلکِ ناانصاف	فاعلاتن فعلاتن فعلات یا فعلن
۴ بحر سریع	بحر سریع مطوی موقوف	ہم نے کیا تجھ پہ دل وجان نثار	مفتعلن مفتعلن فاعلان یا فاعلن
	مطوی مقطوع مجدوع	تو ہے سراپا حُسن اور ناز	مفتعلن فعولن فاع یا فع
۵ بحر منسرح	بحر منسرح مثمن مطوی موقوف	سنئے سمجھئے کو بات جتنی دی گوش و ہوش	مفتعلن فاعلاتن مفتعلن فاعلان یا فاعلن
	مثمن مطوی منحور	طاقتِ بیدادِ انتظار نہین	مفتعلن فاعلات مفتعلن فع یا فاع
۶ بحر مضارع	بحر مضارع مثمن اخرب	ہم ہین غلام انکے جو ہین وفا کے بندے	مفعول فاعلاتن مفعول فاعلاتن
	مضارع مثمن اخرب مسبغ	ہرگز نہین ہو کچھ مین اس سخت دل کے ہاتھون	مفعول فاعلاتن مفعول فاعلیان
	مثمن اخرب مکفوف ومحذوف	کیون جلگیا نہ تاب رخ یار دیکھ کر	مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن یا فاعلات
	مثمن مکفوف مقصور	نہ کہہ اُنکو مہتاب وہ ہے رشکِ آفتاب	مفاعیل فاعلات مفاعیل فاعلات
	مسدس اخرب مکفوف	وہ ماہ رو دکھائے جو رو ہمکو	مفعول فاعلات مفاعیلن
۷ بحر مجتث	بحر مجتث مثمن مخبون	عجب نشاط سے جلاد کے چلے ہین ہم آگے	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن
	مجتث مثمن مخبون مقصور	فرشتے پوچھنے مجھ سے جو کچھ مزار مین آئے	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات
۸ بحر خفیف	بحر خفیف مسدس مخبون	سوزِ دل شرح گر کرون سرِ محفل	فاعلاتن مفاعلن فعلاتن
	خفیف مسدس مخبون محذوف	کر شراب وکباب کی باتین	فاعلاتن مفاعلن فعلن یا فعلان
۹ بحر مقتضب	بحر مقتضب مثمن مطوی	تجھ بغیر رشکِ پری کب خوش آئے سیرِ چمن	فاعلات مفتعلن فاعلات مفتعلن
	مقتضب مثمن مطوی مقطوع	تمکو ہے یہ استغنا ہم سے مل نہین سکتے	فاعلات مفعولن فاعلات مفعولن

۱۰	بحر کامل مثمن سالم	جو چمن سے گذرے تو اے صبا تو یہ کہیو بلبل زار سے	متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن
	بحر کامل مثمن مضمر	سنو یارو تم گالیان نکیا کر و مجھ پر جفا	متفاعلن مستفعلن متفاعلن مستفعلن
۱۱	بحر بسیط مثمن سالم	مین نے کہا اے صنم اپنے نہ گھر جا صنم	مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن
	بسیط مثمن مخبون	دکھا دے شکل ذرا صنم برے خدا	مفاعلن فعلن مفاعلن فعلن
	بسیط مسدس مطوی	دیکھ کے تجھکو پری اک ذری	مفتعلن فاعلن مفتعلن
۱۲	بحر وافر مثمن سالم	ذرا کہا بہلا نے بہلا خفا جو ذرا ہوا وہ صنم	مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن
۱۳	بحر متقارب مثمن سالم	چنی تو نے افشان جو اے مہ جبین ہے	فعولن فعولن فعولن یا فعولان
	متقارب مثمن مقطوع یا محذوف	کدہر ہے تو اے ساقی گلعذار	فعولن فعولن فعولن یا فعل محذوف
	متقارب مثمن اثلم	اے واے قسمت دیکھا نہ تجھکو	فعلن فعولن فعلن فعولن
	مثمن مقبوض اثلم مقصور	تڑپ رہا ہون مین نیم بسمل	فعول فعلن فعول فعلن
۱۴	بحر متدارک مثمن سالم	کیا کرون مین گلہ یار نے کیا کیا	فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن
	متدارک مثمن مخبون	تری آنکھ سے آنکھ لڑی جو صنم	فعِلن فعِلن فعِلن فعِلن
	متدارک مثمن مقطوع	دیکھی بس بس تری یاری	فعْلن فعْلن فعْلن فعْلن
		اوزان رباعی	

ف جانئے کہ رباعی دو بیت کو کہتے ہین جو متفق ہون وزن اور قافئے مین لیکن مصرع سوم مین قافیہ شرط نہین۔ اور اسکے اوزان بحر ہزج سے مخصوص ہین اسکے لئے دو شجرے مقرر کئے گئے ہین۔ ایک شجرۂ اخرب پہلا رکن اسکا مفعول ہے۔ دوسرا شجرۂ اخرم کہ جسکا پہلا رکن مفعولن ہے

اور ہر ایک شجرہ کے بارہ وزن ہین اور اگر ایک رباعی مین اوزانِ مختلف ان بارہ وزنون سے جمع ہون تو بلا کراہت جائز ہے۔

شجرۂ اخرب	شجرۂ اخرم
مفعول، فاع، مفاعیلن، مفاعلن، مفاعیل، فعول	مفعولن، فاع، فعل، مفاعیلن، فاعلن، مفاعیل، فعول

ساتوان باب علم قافیہ کے بیان مین

فصل پہلی حروف قافیہ کے بیان مین

جاننا چاہئے کہ قافیہ عبارت ہے ایک یا چند حروفِ معین سے جن کو آخر مصرعہ یا بیت مین الفاظ مختلفہ مین لاتے ہین۔ اور وہ نو حرف ہین۔ اوّل روی جو اصل قافیہ ہے اور قافیہ بغیر

اسکے ثابت ہو نہین سکتا جیسے حرف یے کا لفظ کیا اور لیا مین اور حرف رے کا لفظ غبار اور ہزار
مین۔ اور چار حرف یعنے ردف۔ قید۔ تاسیس۔ دخیل۔ روی کے آگے واقع ہوتے ہین اور
چار حرف یعنے وصل۔ خروج۔ نائرہ۔ مزید۔ روی کے بعد آتے ہین پس **ردف** الف اور واو
اور یای ساکن کو کہتے ہین جنکے ماقبل کی حرکت مطابق اُنکے ہو یعنے ماقبل الف کے فتحہ اور آگے واو کی ضمہ
اور ماقبل یا کے کسرہ ہو اور روی کے آگے بیفاصلہ حرف متحرک کے آتے ہین جیسے جان اور جہان اور
خون اور جیحون تیر اور شمشیر۔ اور اگر درمیان ردف اور روی کے ایک ساکن واقع ہو تو بعض اسکو داخل
ردف سمجھکر ردفِ زاید یا مرکب کہتے ہین اور محقق طوسی داخلِ روی سمجھکر اسکو روی مضاعف لکھا ہے اور
وہ چھہ حرف ہین س ش ر ف خ ن مثال سین جیسے راست کاست دوست پوست زیست
چیست۔ اسیطرح باقی حروف جیسے گوشت۔ کارد۔ کوفت۔ تاخت۔ چاند۔ اور قافیہ واو و یاے
معروف و مجہول کا اردو مین جائز نہین جیسے سودا سے کرتے اُسکو لگے نہ ذرہ دیر مہر و ماہ کو
لبشکل نان وغیرہ **حرف قید** وہ ہے کہ سوائے حروفِ علت کے اور کوئی حرفِ ساکن بے فاصلہ آگے
حرف روی کے آئے جیسے ابر صبر۔ ستر۔ چتر۔ نشر۔ کشر۔ اجر۔ فجر۔ بجر۔ نخر۔ بخت۔ تخت۔ صدر۔ قدر۔ جذر
درد۔ مرد۔ دزد۔ مست۔ پست۔ چشم۔ پشم۔ قصر۔ نصر۔ وضع۔ رضع۔ نطع۔ قطع۔ لطم۔ کظم۔ جعد۔ رعد
ہفت۔ رفت۔ عقل۔ نقل۔ ذکر۔ فکر۔ حلم۔ علم۔ امر۔ ثمر۔ پند۔ بند۔ دور۔ جور۔ قہر۔ زہر۔ سیر۔ خیر الخ
حرف تاسیس وہ الف ساکن ہے جو آگے حرفِ روی کے آتا ہے۔ اسمین اور روی مین ایک
حرف متحرک واسطہ رہتا ہے اور اس متحرک کو **دخیل** کہتے ہین جیسے کامل شامل۔ خاور۔ یاور تساہل تجاہل کہ انمین
الف حرف تاسیس ہے اور میم اور واو اور ہے حرفِ دخیل ہے **ف** رعایت حرف

تاسیس اور دخیل کی قافیہ مین ضرور نہین اگر خاور کا قافیہ گوہر اور مائل کا قافیہ دل اور تسایل کا قافیہ بلبل لائین جائز ہے۔ آور اختلاف حرفِ ردف کا جائز نہین۔ آور اختلاف حرف قید کا بھی اگرچہ جائز نہین مگر شعرای فارسی بلحاظ قربِ مخرج کے ایسا قافیہ جائز رکھتے ہین جیسے اس شعر مین۔ اُمڈا ہی آنسوؤن مری آنکھ سے وہ بحر ہین جسکے آگے سات سمندر بھی ایک لہر ہ لیکن اُردو مین جائز نہین۔ آور وہ چار حرف جو بعد روی کے آتے ہین یہ ہین۔

حرفِ وصل وہ جو بے فاصلہ بعد حرفِ روی کے آتا ہی اور اسکو متحرک کردیتا ہی جیسے الف لفظ کیا اور لیا کا کہ بعد ی حرف روی کے ملا ہوا آیا۔ اور یار و اغیار کا۔ اور ی زردی اور سردی کی اور اکثر ہائے نسبت اور یائے مصدری اور علامتِ اضافت یا جمع وغیرہ حرف وصل ہوتے ہین۔

حرفِ خروج اوس حرف کو کہتے ہین جو بعد حرفِ وصل کے آئے جیسے ی لفظ جلتی کی۔

حرف مزید وہ حرف ہے جو بعد خروج کے آئے جیسے نون لفظ بے پروائیان کا۔

حرف نائرہ وہ حرف ہے کہ بعد حرف مزید کے آئے اور جو حرف بعد نائرہ کے آئے داخلِ نائرہ ہے۔ آور حرف مزید اور نائرہ کا اکثر قافیہ اردو مین نہین آتا مثال چارون کی جیسی جلا دیگا۔ گلا دیگا اسمین لام حرف روی الف وصل اور خروج یا مزید کاف و الف نائرہ ہے! اور مختلف ہونا ان چارون حرف کا ناجائز ہے **ف** حرف روی اور حرف وصل کی پہچانت یہ ہے کہ حرف وصل کے حذف کرنیسے معنی لفظ کا باقی رہتا ہے اور حذفِ روی سے لفظ بے معنے ہوتا ہے۔

فصل دوسری حرکاتِ حروف قافیہ مین

اور وہ چھ ہین۔ رس اشباع۔ توجیہ۔ حذو۔ مجری۔ نفاد۔ رس حرکتِ فتحہ حرف ماقبل تاسیس کو کہتے ہین

اور **اشباع** حرکتِ حرفِ دخیل کو جیسے شامل اور کامل مین حرکت فتحہ میم اور کاف کی رس ہے اور حرکت کسرہ یا اور میم کی اشباع ہو۔ اور **حذو** حرکتِ ماقبل ردف اور قید کو کہتے ہین جیسے زنار اور کار مین نون اور کاف کا فتحہ حذوِ ردف ہو۔ اور درد اور سرد مین فتحہ دال اور سین کا حذوِ قید ہے! ور **توجیہ** حرکت ماقبل روی کو کہتے ہین بشرطیکہ روی ساکن ہو اور کوئی حرف حروفِ قافیہ سے اوسکے ساتھ ہو جیسے دِل اور گِل مین دال اور گاف کی حرکت توجیہ ہو۔ اور **مجریٰ** حرکتِ حرف روی کو کہتے ہین بشرطیکہ اُسکے ساتھ حرف وصل ہو جیسے تے کی حرکت ہستی اور پستی مین۔ اور **نفاذ** حرکتِ حرفِ وصل اور خروج اور مزید کو کہتے ہین جیسے بیقراریان ہین! ور اختلاف کسی حرکت کا اردو مین جائز نہین مگر بعضون کے نزدیک جبکہ حرفِ روی متحرک ہو یعنے معہ حرف وصل ہو تو اختلافِ توجیہ و اشباع و حذو و قید کا جائز ہے جیسے آہستہ و دستہ۔ سکندری و عنصری۔ برابری و شاطری۔

تیسری فصل اوصاف روی مین

اگر روی ساکن ہو اسکو **مقید** کہتے ہین جیسے نون چمن اور سخن کا اور متحرک ہو اسکو **مطلق** کہتے ہین جیسے حرف رے کا لفظ بیقراریان مین۔ اور ہر ایک اُنسے دو قسم پر ہے یعنے سوای روی کے کوئی دوسرا حرف قافیئے مین نہو تو اسکو **مجردہ** کہتے ہین۔ اور اگر روی کے ساتھ کوئی دوسرا حرف ہو تو قافیئے کو اُس سے منسوب کرتے ہین مثلاً **مقید مجردہ یا مردفہ یا موسسہ یا موصولہ** اسیطرح **مطلق مجردہ یا مردفہ یا موسسہ یا موصولہ** اور جاننا چاہیئے کہ قافیہ اگر حرف قید کے ساتھ ہو اسکو بھی **مردفہ** کہتے ہین اور خروج اور مزید اور نائرہ پر مشتمل ہو تو اسکو بھی **موصولہ** کہتے ہین

چوتھی فصل القاب قافیہ مین

واضح ہو کہ القاب قافئے کے پانچ ہین۔ مترادف۔ متواتر۔ متدارک۔ متراکب۔ متکاوس۔
مترادف وہ کہ آخر قافئے مین دو ساکن پے در پے آہین۔ غالب ؎ نالہ جز حسن طلب اے ستم ایجاد نہین ❊ ہے تقاضاے جفا شکوۂ بیداد نہین ❊ **متواتر** وہ کہ درمیان دو ساکن کے ایک حرف متحرک واقع ہو ولہ ؎ رہا گر کوئی تا قیامت سلامت ❊ پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت **متدارک** وہ کہ درمیان دو ساکن کے دو حرف متحرک ہون۔ درد ؎ سررشتۂ نگاہِ تغافل نہ توڑیو ❊ اے ناز اسطرف سے منہ اُسکا نہ موڑیو ❊ **متراکب** وہ کہ درمیان دو ساکن کے تین حرف متحرک ہون جیسے ؎ تیغ ابرو سے جو حذر نکرے ❊ اُسکی آئی ہے موت کیون نہ مرے ❊ **متکاوس** وہ کہ درمیان دو ساکن کے چار متحرک واقع ہون اور یہ ثقیل ہے اور خاص عربی زبان مین ہے۔

پانچوین فصل عیوب قافیہ مین

اسکے کئی قسم ہین اُنمین سے جو واجب الترک ہین یہ ہین اوّل **غلو** یعنے روی کو ایک جگہ ساکن دوسری جگہ متحرک لانا جیسے ؎ نہ پوچھ مجھ سے کہ رکھتا ہی اضطراب جگر ❊ نہین ہے مجھکو خبر دل سے لے کے تا بہ جگر ❊ دوسری قسم **اکفا** حرفِ روی مختلف ہونا خواہ ایک حرف فارسی اور ایک عربی یا ہندی ہو جیسے سگ و شک۔ لب و تپ۔ مور و چھوڑ۔ وغیرہ یا مخرج دونون کا قریب ہو جیسے صباح اور تباہ الغیاث اور التماس جیسے ؎ دل کو زبس تصورِ جانان سے ربط ہے ❊ تصویر یار آئینۂ دل پہ ثبت ہے ❊ تیسری **سناد** مختلف ہونا حرف ردف کا جیسے قافیہ واو کا دود یا دیدلانا چوتھی **اقوا** یعنے مختلف ہونا توجیہ و حذو قید کا مثلاً قافیہ در اور دُر کا اور مست اور سُست کا پانچوین **اختلاف حرف قید** خواہ بعید المخرج ہو خواہ قریب المخرج جیسے عمر و شعر۔ بحر و شہر چھٹوین **اختلاف اشباع** جیسے تجاہل

اور کامل آٹھوین ایطا یعنے قافئے مین دونو جا ایک ہی معنی کے لفظ کو مکرر لانا اگر ہر جا معنی جدے ہون عیب نہین بلکہ صنعت ہی وہ دو قسم پر ہے خفی اور جلی خفی وہ کہ تکرار قافیہ کی بادی النظر مین ظاہر نہو جیسے آب و گلاب ۔ دانا و بینا ۔ اور جلی وہ کہ تکرار ظاہر ہو جیسے دردمند حاجتمند اور سیمین ۔ زرین چلو رہو ۔ بکری مرغی ۔ ان مثالون مین زوائد یعنے علامت جمع یا تانیث یا کوئی علامت کسی صیغے کے آخر سے دور کیجائے تو قافیہ درست نہین رہتا ۔ مثلاً درد اور حاجت ۔ اور سیم و زر اور چل اور رہ کا قافیہ جائز نہین ہو سکتا ۔ اور ایطاء خفی متقدمین نے غزل و قطعہ مین بعد سات بیت کے اور قصیدے مین بعد چودہ بیت کے جائز رکھا ہے ۔ اور متاخرین کے نزدیک بعد بیس یا تیس بیت کے جائز ہے ایطا کو فارسی مین شایگان کہتے ہین ۔ نوین تغیر یعنے قافیہ کو ایک ہی غزل یا قصیدے مین بدلانا مثلاً قافیہ جم نم وغیرہ کا ہے بعد چند شعر کے جام نام قافیہ کردین ۔

چھٹوین فصل ردیف کے بیان مین

ردیف ایک کلمہ مستقل یا زیادہ کو کہتے ہین جو آخر مصرع یا بیت مین لاتے ہین اور ضرور ہے کہ وہ لفظ مستقل سب جگہ ایک ہی معنے سے آئے ۔ اور جائز ہے کہ تمام مصرع مشتمل قافئے اور ردیف پر ہو ۔ طالب ؎ گھر پاس نہین کہ یار پاس آئے مرے ؛ زر پاس نہین کہ یار پاس آئے مرے ؛ اور جب ردیف درمیان دو قافئے کے واقع ہو اس کو حاجب کہتے ہین ۔ میر ؎ کہین آنکھون سے خون ہوکے بہا ؛ کہین دل مین جنون ہوکے رہا ؛

آٹھوان باب اقسام نظم و نثر کے بیان مین

پہلی فصل نثر کے اقسام مین

ایطا
شایگان
تغیر قافیہ
ردیف
حاجب
اقسام نظم

واضح ہو کہ نثر کے تین قسمین ہین مسجّع۔ مرجّز۔ عاری۔

مسجّع وہ کلام ہے کہ اواخر دو فقرونکے مُقفّیٰ ہوں جیسے حرف ہین یا کافور کے قرص پر مشک کے دانے پڑے ہین۔ لفظ ہین یا ہیرے کی تختی پر نیلم کے نگین جڑے ہین۔

مرجّز وہ عبارت ہے کہ کلمے کے دونون فقرون کے اکثر جای ہموزن ہون اور قافیہ نہو جیسے قامت موزون کے روبرو سرو روان ناچیز اور کاکل پیچان کے سامنے مُشکِ ختن بیقدر ہی۔ نثرِ مرجّز قلیل الاستعمال ہے عاری وہ کہ نہ وزن رکھی نہ قافیہ جیسی کوئی اورون کی باتین بن پوچھی بولے اسواسطے کہ لوگ فضل و کمال اُسکا جانین پہ گمان اسکا غلط ہی بلکہ نادان اسکو سمجھینگے اور ہرایک ان تین قسمون سے تین قسم پر ہے سلیس۔ دقیق۔ رنگین سلیس وہ کہ الفاظ مروّج و مانوس الاستعمال ہون۔ دقیق وہ کہ متانت اور دقت زیادہ ہو اور مضمون اسکا بغور معلوم ہو۔ رنگین وہ کہ تلازم اور مناسبات ہون جیسا تلازمِ باغ مین گل و بلبل و غنچہ و شگوفہ و شاخ و باد وغیرہ لکھین اور پھر تینون کے تین قسم ہین عالمانہ شاعرانہ منشیانہ عالمانہ وہ کہ دقایق لفظی و معنوی از قسم لغات و استعارات کے ہون شاعرانہ وہ کہ جسمین تشبیہات اور تخیلات ہون منشیانہ وہ ہے جسمین موافق محاورہ روزمرہ کے ساتھ درستگی عبارت کے ادای مطلب ہو فصیح وہ کلام ہے جو موافق قاعدہ نحو اور مطابق محاورہ اہلِ زبان کے ہو اور اسمین ثقالت حروف کی اور تقدیم و تاخیر الفاظ کی اور حصول معنے کے واسطے ضرورت لغت کی نہو بلیغ وہ ہے کہ کلام فصیح مناسب مقام ہو اور پاک عیوب سے ہو پس فصاحت لفظ کے ساتھ علاقہ رکھتی ہی اور بلاغت معنے کے ساتھ متعلق ہی اسلئے کہتے ہین کہ لفظ فصیح ہے اور معنی بلیغ۔ حسن ذاتی وہ کہ الفاظ فصیح و معانی بلیغ سی حاصل ہو حسن عرضی وہ کہ کلام صنائع و بدائع سی آراستہ ہو

دوسری فصل اقسام نظم مین

جاننا چاہیے کہ نظم دس قسم پر ہے۔ فرد۔ غزل قصیدہ۔ رباعی۔ مثنوی مسمط مستزاد۔ ترجیع بند ترکیب بند فرد وہ کلام موزون ہی جس کے فقط دو مصرع ہون قافیہ رکھے یا نرکھے بعضون کے نزدیک قافیہ ہونا اسکا ضرور ہے غزل ان اشعار متفق الوزن والقوافی کو کہتے ہین جو شعر اول کے دونون مصرعون مین قافیہ ہو باقی اشعار کے مصرع دوم مین قافیہ ہو مصرع اول مین ضرور نہین اور اسمین بیان حسن و عشق و صفت خط و خال معشوق و ذکر وصال و ہجر و جور و جفائی یار و ذکر شراب و گل وغیرہ ہو اور غزل کے ابیات متاخرین کے نزدیک زیادہ پندرہ سے اور کم پانچ سے ہونا جائز نہین قصیدہ مانند غزل کے ہے مگر غزل مین مضمون خاص ہوتا ہی اور قصیدہ مین عام ہی خواہ حمد خواہ نعت خواہ مدح خواہ ہجو خواہ حکایت وغیرہ ہو۔ اور شرط ہے کہ بارہ بیت سے زیادہ ہو۔ اور حد قصیدہ کی نہین لیکن متاخرین نے ایکسو پچاس مقرر کی ہی۔ اور اُس کے دو قسم ہین مشبب و مجرد مشبب وہ کہ آغاز اسکا کسی دوسرے مضمون پر ہو یعنے ذکر ایام شباب و شراب و کباب و شاہد و مستی و صحبت یار و موسم بہار و باران و گلزار ہو پھر اُس سے شاعر طرف مدح ممدوح یا تعریف معشوق کیطرف رجوع کرے اس مضمون کو تشبیب کہتے ہین اور اس رجوع کو مخلص اور گریز کہتے ہین۔ اور اکثر قصیدہ کو دعا پر ختم کرتے ہین تو اسکو دعائیہ کہتے ہین۔ اور قصیدہ مین دو تین مطلع لانا جائز ہے بلکہ محسنات قصیدہ سے ہے۔ ہر قصیدے اور غزل کی پہلی بیت کو جس کے دونون مصرعون مین قافیہ ہو اسکو مطلع کہتے ہین اور دوسری بیت کو حسن مطلع اور بیت اخیر کو جسمین اکثر شاعر تخلص اپنا داخل کرتے ہین مقطع کہتے ہین اور درمیان کے بیتون کو بیت الغزل و بیت القصیدہ نام رکھتے ہین رباعی جسکو ترانہ اور دو بیتی اور چار مصرعی کہتے ہین عبارت ہے دو بیت سے جو متفق وزن اور قافیہ مین ہون لیکن مصرع سوم مین قافیہ شرط نہین جیسے رباعی

مُدت ہُوی ہمکو جانفشانی کرتے ؛ کیا ہو تا جو مہربانی کرتے ؛ لختِ جگر و کبابِ دل تھے طیار ؛ تم آتے تو ہم
بھی مہمانی کرتے ؛ **قطعہ** دو یا زیادہ ابیات کو کہتے ہین جو قافیہ و روزن مین متحد ہون اور مطلع نہو جیسے
ے جسکو ظاہر مین متّقی دیکھے ؛ اُس کے تقویٰ کا تو نکر انکار ؛ کہوج مت کر کسی کے باطن کا ؛ محتسب را
درونِ خانہ چہ کار ؛ **مثنوی** ابیات متفق الوزن کہ ہر بیت کے مصرع باہم مقفّیٰ ہون جیسے میر تقی مثنوی
عشق ہے تازہ کار و تازہ خیال ؛ ہر جگہ اُسکی اک نئی ہے چال ؛ کہین آنکھون سے خون ہوکے
بہا ؛ کہین سر مین جنون ہوکے رہا ؛ گہ نمک اُسکو داغ کا پایا ؛ گہ تینگا چراغ کا پایا ؛ اور اسکے مخصوص
وزن سات ہین ایک فعولن فعولن فعولن فعول یا فعل ۔ دوسرا مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل یا فعولن ۔
تیسرا مفعول مفاعلن فعولن یا مفاعیل ۔ اور مفعول فاعلن فعولن یا مفاعیل چوتھا فاعلاتن مفاعلن
فَعِلان یا فعلن پانچوان فاعلاتن فاعلاتن فاعلا یا فاعلن چھٹوان فعلاتن فعلاتن فعلان ساتوان
مفتعلن مفتعلن فاعلن **ترجیع بند** اگر چند اشعار متفق الوزن و القوافی مثل قصیدے و غزل کے بعد ایک شعر
متفق الوزن و مختلف القوافی کے لائین اسکو **بند** کہتے ہین ۔ اور اگر تھوڑے بند اسیطرح جمع کئے جائین
بشرطیکہ شعر مختلف القافیہ ہر بند مین ایک ہی واقع ہو اسکو **ترجیع بند** کہتے ہین ۔ اور اگر اور اشعار
بعد ہر بند کے لائین اسکو **ترکیب بند** کہتے ہین ۔ اور ہر بند کم پانچ بیت سے اور زیادہ گیارہ بیت سے نہو **مسمط** سات قسم
پر ہے مُربّع مخمّس مسدّس مسبّع مثمّن متسّع معشّر اور یہ سب باعتبار ہر بند کے مصرعون کے تعداد کے ہین
اور ضرور ہے کہ ہر قسم کے بند اول کے سب مصرع مقفّیٰ ہون ۔ آئندہ ہر بند کا قافیہ جدا ۔ مگر آخر مصرع اصل قافیہ
بند اول کے طرف راجع ہو ۔ اور واضح ہو کہ سوا مخمّس باقی اقسام قدما مین رائج تھے اب کم مستعمل ہین اور شعراے
زبانِ ریختہ نے آٹھوین قسم یعنے مثلث کو بھی ایجاد کیا ہے **مستزاد** اصل مین ایک جزو وزن رباعی کا ہو

مصراعِ رباعی کے لانا ہے اور خوبی مستزاد کی یہ ہے کہ مضمون شعر کا اُس فقرے پر منحصر نہو اُسکو **مستزادِ عارض** کہتے ہین۔ اور اگر معنے فقرے پر منحصر ہون اُسکو **مستزاد الزم** جیسے رباعی

ہے جب سے مری تجھ سے جدائی پیارے ٭ ہے حال تباہ ٭ غم سے ہے جان لب پہ آئی پیارے ٭ اِنّا للّٰہ ٭ ای کاش جو جانتا یہ مین پہلے سے ٭ ہوگا یہ حال ٭ کرتا نہ ہرگز آشنائی پیارے ٭ خالق ہے گواہ ٭ کبھی صرف مصرعۂ دُوم مین فقرۂ مستزاد لاتے ہین۔

تیسری فصل عیوب کلام مین

اسکے کئی اقسام ہین۔

اوّل

تنافر الکلمات یعنے لانا حروف قریب المخارج کا کلمات مین کہ تلفظ مین کراہت معلوم ہو جیسے شعر جب کمانِ تیر لے وہ ہاتھ مین ٭ اِک کشش مین شیر سو کر لے شکار ٭ مصرعۂ دُوم کے الفاظ ثقیل ہین

دوسری

اتصال یعنے ایک حرف جو کلمۂ اوّل کے آخر مین ہے دوسرے کلمے کے اول مین لانا۔ جیسے نفعِ علم۔ ایسے مقام مین دفع ثقالت کے لئے نفع العلم لکھنا چاہئے۔

تیسری

حروفِ مشدد الآخر بلا اضافت و عطف کے واقع ہونا جیسے فلان کس مُد ہے اور ضد کرتا ہے۔

چوتھی

تتابع یعنے توالی اضافت جیسے ع جنبشِ ابروی شوخ دشمنِ جانِ حزین۔

پانچوین

ضعفِ تالیف یعنے ترکیب کلام کی خلاف استعمال فصحا کے ہو ع دلبرِ بے مہر جانِ عاشق ناشاد سوز ٭ خلط جان و سوز مین فصل ہونا ضعفِ تالیف ہے۔

چھٹوین

غرابت ایسے لغات اور الفاظ کو استعمال کرنا جو غیر مروج ہوا اور اکثر لوگ اُسکو [illegible]

اور حاجت لغت کی پہنچے جیسے طاس بمعنی قلم و سرحان بمعنی بھیڑیا لکھنا۔ ساتوان ۷
مخالفت ایسا لفظ لانا جو قیاس لغوی یا قاعدۂ صرف کے خلاف ہو جیسے نسیم سے مصئون
وہ قضا سے اسقدر ہے ؎ اس شہر کا نام امر نگر ہے یہان لفظ مصئون غلط ہی مصون بلا ہمزہ صحیح
ہے اور فک اضافت یا زیادہ آنا اضافت کا جیسے امانت سے اپنے راضی ہو تو قرآن اٹھالا ونہین ؎
رکھ تو ای مصحفِ رو ہاتھ قسم کھاؤن مین ؎ لفظ مصحف مین اضافت غلط ہے۔ آٹھوین ۸
تکلف کہ الفاظ مصنوعی غیر جائز لائین جبکو فصحا استعمال نہین کرتے جیسے مُلَبّب بجائے لبالب
اور مُتَرش بجاے تراشیدہ۔ نوین ۹
تکرار کوئی لفظ ایک ہی معنے سے کئی جگہ لانا جیسے سے کامیابی پر مرے کچھ آسمان کو رشک ہے ؎
اس سبب مجھ پر ستم کرتا ہے ہر دم آسمان ؎ مصرعہ اول مین آسمان زائد ہے دسوین ۱۰
تخلیع وزنِ نامطبوع و ناخوش اور ارکانِ ثقیل مین شعر لکھنا۔ گیارہوین ۱۱
تغییر لفظ کو بدلا کر استعمال کرنا جیسے آتش ع درد درمان سے المضاف ہوا ؎ لفظ المضاعف
کی جائے مین المضاف لکھا۔ بارہوین ۱۲
حشو فقط حشوِ قبیح معیوب ہے جیسے ع جفا معشوق اور محبوب کی سہتے ہین سب عاشق ؎ بعض الفاظ
مین حشو فصحا استعمال کرتے ہین۔ جیسے مکتب خانہ۔ حرم گاہ وغیرہ۔ تیرہوین ۱۳
کسی چیز کیلئے ایسی صفت لکھنا کہ اُسمین نہو جیسے شراب شیرین۔ چودہوین ۱۴
تعقید اُس کے دو قسم ہین لفظی اور معنوی لفظی وہ کہ بسبب تقدیم و تاخیر کے معنے صاف
معلوم نہون جیسے سودا سے بار سے آب روان عکس ہجوم گل کے ؎ لوٹے ہے سبزے پہ از بسکہ

ہُوا ہے بکل + اصل عبارت یون ہے کہ عکسِ ہجومِ گُل کے بارے سے آب رواں لوٹے ہے۔
تعقیدِ لفظی جب مخلِ فہم معنے ہو تو عیب ہے تعقیدِ معنوی یا اغلاق وہ کہ بسبب کثرتِ
لوازم وغیرہ کے معنے کلام کے بعید الفہم ہون ؎ تصویر یار بہر نکیرین پاس ہے ٭
رکھ دینا میری قبر مین شیشہ گلاب کا ٭ مطلب یہ ہے کہ جب نکیرین مجھ سے حال عشق کا پوچھینگے
اور انکو مین تصویر معشوق کی دکھلاؤنگا وہ غش کر جائینگے انکو ہوش مین لانے کے لئے شیشہ
گلاب کا میری قبر مین رکھ دینا۔ پندرھوین[۱۵]

سرقہ وہ ہے کہ دوسری شاعر کا کلام چُرالیوے خواہ فقط الفاظ خواہ معانی خواہ دونون۔
اور سرقہ اُس وقت کہلائیگا جب ایک شاعر دوسرے شاعر کے کلام سے واقف ہو ورنہ
توارد ہوگا جیسے محمد یار بیگ ساگل ؎ شاخ کو کوئی ہلاوے تو ثمر جھڑتے ہین ٭ اپنی ہر جنبشِ
مژگان سے گہر جھڑتے ہین + رنگین ؎ یون سرشکِ مژہ اب شام و سحر جھڑتے ہین ٭ شاخ
پُر میوہ سے جسطرح ثمر جھڑتے ہین + اور سرقہ کے کئی اقسام ہین بسبب طوالت کے نہین لکھے گئے۔

خاتمہ تصرفات شاعری کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ شاعرون کو صحتِ وزن اور درستی قافیہ کے واسطے چند تصرفات جائز ہین
از انجملہ یہ ہین۔ وصل۔ قطع۔ تحریک۔ اسکان۔ قصر۔ مد۔ تشدید۔ تخفیف۔
وصل زیادہ کر دینا کسی حرف کا لفظ مین جیسے الف۔ ابا و ابے و ابر مین اور واو برومند و تنومند
مین۔ اور ہائے ہوز جیسے سودا کے شعر مین ؎ سجدہ در سے تیرے بہرہ ور رہون اہل
زمین ٭ رہے رکوع مین تا قامتِ سپہر دوتا۔

قطع کوئی حرف اصلی حروف مین سے ساقط کر دینا۔ سودا سے کس طرح شہر کا نہو
یہ حال ؛ بِتدی کا فو رسا جو ہو کتوال۔

تحریکؔ حرفِ ساکن کو مُتحرک کر دینا۔ یہ بھی اکثر دیکھا گیا ہے۔

اسکانؔ حرفِ مُتحرک کو ساکن کر دینا۔ امانت سے شِدّتِ جوشِ جنون پا کے مرے
نس نس مین ؛ فصدین کھلوائین مری دیکے لہو کی قسمین + لفظِ قسم سین کے زبر
سے ہے شاعر بسکونِ سین لکھا۔

قصرؔ الف ممدودہ کو مقصورہ لانا۔ سودا۔ **شعر** کہا اُس سے کہ بھر کے افتابہ ؛
محل کے جا ضرورین رکھوا +

مدؔ مقصورہ کو ممدودہ لانا جیسے آستر۔ وآبرہ۔

تشدیدؔ یعنے مخفف کو مُشدّد لانا جیسے زرّ۔ وپرّ۔ وغیرہ اکثر مشدد آیا ہے۔

تخفیفؔ مُشدّد کو مخفف لانا جیسے لفظ تنور وغم وصف وغیرہ کو کہ اصل مین مُشدّد
ہین اکثر مخفف استعمال کرتے ہین۔

تمت
۱۹۱۰ع ۱۳۲۸ھ

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ
مقدمہ چند اصطلاحات ضروری مین	۲
باب اوّل صرف مین	۳
بیان کلمہ کا	۳
فصل پہلی حرف کے بیان مین	۳
حروفِ تہجی	۳
حروف خاص عربی وفارسی وہندی	۴
حروفِ علت الفِ ممدودہ ومقصورہ	۴
واؤ معدولہ۔ واو ویای معروف ومجہول	۵
حساب حروفِ ابجد	۶
حروفِ معنوی	۶
فصل دوسری فعل کے بیان مین	۱۴
تعریف افعال	۱۴
معروف۔ مجہول۔ مثبت۔ منفی	۱۶
مصدر سے فعلون کو بنانے کے قواعد	۱۶
نقشۂ صرفِ کبیر مصدر کرنا کا	۱۸
نقشۂ صرفِ مصدر مجہول کیا جانا کا	۲۴
لازمی ومتعدی کا بیان	۲۷
طریقۂ متعدی بالواسطہ بنانے کا	۲۷
فعلون کی وحدت وجمعیت اور تذکیر وتانیث	
کا بیان	۲۸
نے کا بیان	۲۸
فعل مرکب کا بیان	۳۰
فعل صحیح اور غیر صحیح کا بیان	۳۳
فعل مجاز کا بیان	۳۳
فصل تیسری اسم کے بیان مین	۳۳
جامد۔ مصدر	۳۴
مشتق۔ بیان اسم فاعل کا	۳۴
حروف معنوی جو اسم فاعل کے معنے کو مقید	
ہین۔	۳۵
اسم مفعول	۳۵
حاصل مصدر۔ اسم تفضیل	۳۶
اسم آلہ۔	۳۷

اسم ظرف	۳۸	اسم سالم یعنے غیر منصرف	۵۵
اسم حالیہ	۳۹	اسم غیر سالم یعنے منصرف	۵۵
تقسیم اسم کی باعتبار تعین اور		اسمون کی تذکیر وتانیث مین	۵۷
عدم تعین کے	۴۰	قاعدے مذکر و مونث کی پہچانت مین	۵۸
معرفہ۔ نکرہ	۴۰	اسمون کی حالت کا بیان	۶۰
تقسیم معرفہ	۴۰	اسم کی وحدت وجمعیت کا بیان	۶۱
قسم اول علم	۴۰	جمع سالم۔ جمع مکسر	۶۳
کنیت۔ عرف۔ خطاب۔ لقب	۴۱	نقشہ اوزان جمع عربی	۶۳
تخلص قسم دوم ضمیر	۴۲	اسم تصغیر کا بیان	۶۴
ضمیر فاعل ضمیر مفعول ضمیر مضاف الیہ	۴۲	نقشہ ترکیب اسم تصغیر	۶۵
تیسری قسم اسم اشارہ	۴۳	اسم کی طرف نسبت کرنے کا بیان	۶۵
ضمائر اور اسم اشارہ کی تبدیل کا بیان	۴۴	**باب دوسرا نحو مین**	۶۶
چوتھی قسم اسم موصول	۴۷	کلام۔ مرکب مفید۔ مرکب غیر مفید	۶۶
پانچوین قسم نکرہ مضاف	۴۹	**فصل پہلی** مرکبات ناقصہ مین	[illegible]
چھٹوین قسم منادیٰ	۴۹	مرکب اضافی کا بیان	۶۷
استفہام کا بیان	۴۹	اقسام اضافت	۶۸
اسم صفت اور غیر صفت کا بیان	۵۳	مرکب توصیفی کا بیان	۶۸
صفت مرکب بنانے کا طریقہ	۵۳	مرکب امتزاجی وغیر امتزاجی کا بیان	۷۰
اسم سالم اور غیر سالم کا بیان	۵۴	**فصل دوسری** مرکب مفید	

یعنے جملے کے بیان مین	۷۱	**فصل چوتھی توابع کے بیان مین**	۸۲
جملہ اسمیہ	۷۱	تاکید کا بیان۔ تاکید لفظی	۸۲
جملہ فعلیہ	۷۳	تاکید معنوی	۸۳
فاعل۔ مفعول ما لم یسم فاعلہٗ	۷۴	نعت کا بیان	۸۳
فاعل اور مفعول کی پہچانت	۷۴	بدل کا بیان۔ بدل کل۔ بدل بعض	۸۴
افعال ناقصہ۔ افعال تامہ	۷۵	بدل اشتمال۔ بدل غلط	۸۴
جملہ خبریہ اور جملہ انشائیہ کا بیان	۷۵	عطف بیان۔ عطف بحرف	۸۵
اقسام جملہ انشائیہ	۷۶	تابع مہمل	۸۵
فصل تیسری اقسام مفعول اور		جملون کے اقسام۔ جملہ مفتتحہ۔ جملہ وصفیہ	۸۶
متعلقات کے بیان مین	۷۶	موصولہ۔ معللہ۔ استفہامیہ	۸۷
بیان مفعول بہ کا۔ منادیٰ	۷۷	شرطیہ۔ مبینہ	۸۹
مندوب۔ تحذیر	۷۸	نتیجیہ۔ معترضہ	۸۹
بیان مفعول لہ کا	۷۸	ندائیہ۔ قسمیہ	۹۰
بیان مفعول فیہ کا۔ ظرف زمان و ظرف مکان	۷۹	حالیہ۔ مبدلہ۔ ممیّزہ	۹۱
مفعول معہ کا بیان	۷۹	موکدہ۔ تشبیہیہ۔ استثنائیہ	۹۲
مفعول مطلق کا بیان	۸۰	معطوفہ	۹۲
متعلقات فعل کا بیان	۸۱	اُن اسمون کا بیان جو دوسرے اسم سے	
حال ذوالحال۔ تمیز۔ ممیّز	۸۱	مل کر جزو جملے کا ہوتے ہین	۹۳
جار مجرور	۸۲	**دوسرا حصہ۔ پہلا باب علم بیان مین**	۹۵

اقسامِ دلالت	۹۵	تیسری فصل تقطیع کے بیان مین	۱۳۱
حقیقت مجاز. استعارہ. مجازِ مرسل. کنایہ.	۹۶	چوتھی فصل اوزانِ مستعملۂ شعرائے اردو مین.	۱۳۲
فصل پہلی تشبیہ کے بیان مین	۹۶	اوزان رباعی	۱۳۵
بیان مشبّہ و مشبہ بہ	۹۷	چوتھا باب علم قافیہ کے بیان مین	۱۳۶
بیانِ وجہ شبہ	۹۷	فصل پہلی حروف قافیہ کے بیان مین	۱۳۶
بیانِ ادات تشبیہ	۹۸	فصل دوسری حرکاتِ حروفِ قافیہ مین.	۱۳۸
بیانِ غرض تشبیہ	۹۹	فصل تیسری اوصافِ روی مین	۱۳۹
دوسری فصل استعارہ مین	۹۹	فصل چوتھی القاب قافیہ مین	۱۳۹
تیسری فصل مجاز مرسل کے بیان مین	۱۰۱	فصل پانچوین عیوب قافیہ مین	۱۴۰
چوتھی فصل کنایہ مین	۱۰۲	فصل چھٹوین ردیف کے بیان مین	۱۴۱
دوسرا باب علم بدیع مین	۱۰۳	باب پانچوان اقسام نثر و نظم کے بیان مین	۱۴۱
فصل پہلی صنائع معنوی مین	۱۰۳	فصل پہلی نثر کے اقسام مین	۱۴۱
فصل دوسری صنائع لفظی مین	۱۱۴	فصل دوسری اقسام نظم مین	۱۴۲
تیسرا باب علم عروض مین	۱۲۵	فصل تیسری عیوب کلام مین	۱۴۵
پہلی فصل ارکان اور بحور مین	۱۲۶	خاتمہ تصرفاتِ شاعری مین	۱۴۷
بحرونکا بیان	۱۲۶		
بحرون کے نام اور انکے اصلی وزن	۱۲۷		
دوسری فصل زحافات مین	۱۲۸		